قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ

بعونہ تعالیٰ شانہ و حسن توفیقہ بطفیل رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام نسخہ متبرکہ سعیدہ موسومہ

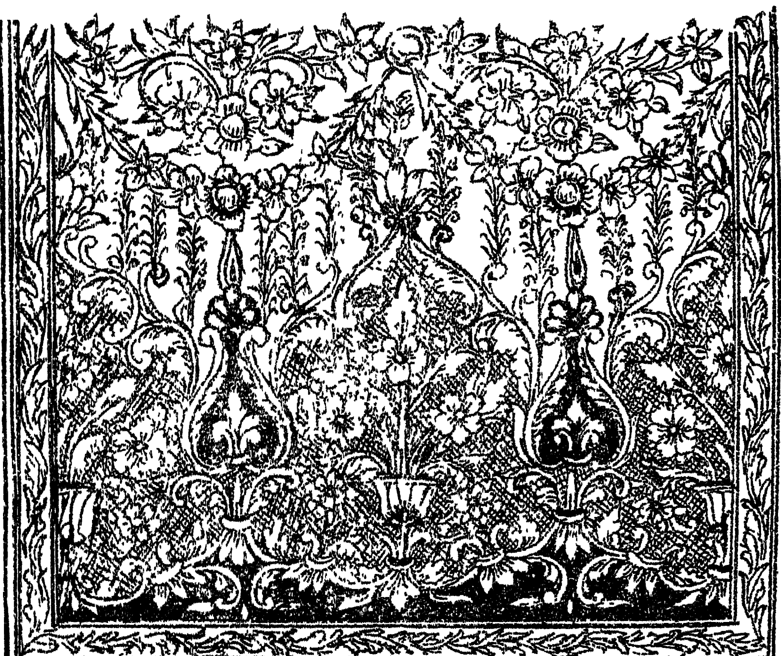
محبوب الرغائب

لب

اسنی المطالب فی نجات ابی طالب

از واعظ شیریں بیان عاشق اہل بیت کرام جناب مولانا مولوی حاجی محمد نجم الدین علی صاحب مدراسی حال متوطن حیدرآباد

در مطبع محبوب شاہی واقع حیدرآباد دکن طبع گردید ۱۳۱۷



بسم الله الرحمن الرحیم

هو الذی فاطر السموات والارض عالم الغیب والشهادة رب کل شیٔ وملیکه اشهد ان لا اله الا هو وحده لا شریک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله اللهم صل علی سیدنا محمد النبی الامی الذی ارسلته رحمة للعالمین عدد ما فی علمک وزنة ما فی علمک وعدد خلقک وعدد کل ذرة اضعافا مضاعفة فی کل یوم ولمحة ولحظة وطرفة عین یطرف بها اهل السموات والارض وعلی اهل بیته الذی قال فی حقه قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی وعلی صحبه الذین قال فی حقهم رضی الله عنهم

وَرَضُوا عَنْهُ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ بعد حمد و صلوۃ خادم الواعظین
محمد نجم الدین علی مدراسی حال متوطن حیدرآباد دکن عاشقان اہل بیت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ نجات ابی طالب عم
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین جو گفتگو علماء سنت وجماعت نے کی وہ علی سبیل
الاختلاف ہے جس طرف جسکی راے گئی اوسی کے مناسب اوس نے
دلایل وبراہین قایم کردیے ہین۔ ہمیشہ طبیعت جویا ایسی کتاب کی رہی
جس سے یہہ اختلاف رفع ہو اور دل ایک سو ہو آجکل میرے نظر سے
ایک کتاب گزری جسکا نام **اسنی المطالب فی نجات ابیطالب** ہے
سید احمد بن سید زینی دحلان شیخ العلماء الاعلام مسجد الحرام نے
اوسے تصنیف فرمایا زاد اللہ شرفاً وتعظیماً کتاب کے مطالعہ سے
معلوم ہوا کہ اسی بحث کو علامہ بزرگ مولانا سید محمد بن رسول البرزنجی
نے ۱۱۰۰ھ ہجری مین بہت زور سے لکھا ہے اور دلائل ساطعہ اور براہین
لامعہ سے نجات حضرت ابوطالب کو اسطرح ثابت کیا ہے کہ گویا شب تار
مین چراغ روشن کرکے وہ چیز دکھادی جو تاریکی کے وجہ سے دکھائی
نہین دیتی تھی۔ یا یون کہا جاوے کہ جو چیز بوجہ بعدِ نظر دو صورت سے
دیکھی جاتی تھی اور ہر یک کا خیال وہ صورت پیدا کرتا تھا جس سے یہ شبہہ
ایک صورت معلوم نہ کی جاوے علامہ موصوف نے قریب لاکر

آنکھون کے سامنے کر دیا جس سے آیندہ کسی کو شک و شبہ نہ رہ سکے
یہ کتاب مولانا نے دقیق اسقدر کر دی ہے جس کے فہم معنی کے واسطے
ضرورت کافی استعداد کی ہے اسکی تسہیل شیخ دحلان محدث نے کی
اور بہت کچھ اہتمام فرمایا کہ عبارت برزنجی رح کی وقت غیر مدرک
نہ ہے۔ یہ کتاب اسنی المطالب فی نجات ابی طالب اگرچہ نہایت سلیس
عبارت مین تحریر فرمایا ہے تاہم اسکا فائدہ اونہین کے واسطے خاص ہے
جو دولت عربیت سے کامیاب ہین عام وہ لوگ اس سے فائدہ نہین اٹھا سکتے
جو بجز اردو زبان کے عربی استعداد نہین رکھتے پس عاصی نے بنظر فائدہ
عام اردو زبان مین اوسکا ترجمہ کیا تاکہ کسی کو نجات حضرت ابیطالب مین
شبہہ نہ رہے اور ہر شخص اپنا شبہہ رفع کر کے مستحق نجات ہو۔
ترجمہ کے ساتھ اصل کتاب بھی چھاپ دی گئی تاکہ ترجمہ کی افراط و تفریط
اوس کے مقابلہ و ملاحظہ سے غیر مشہود نہ رہ سکے۔ چونکہ یہ ترجمہ سلطان بہہ
آستان آفتابِ دولت و اقبال اعلیحضرت قدر قدرت رستم دوران
فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علی خان بہادر
آصف جاہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے عہد معدلت مہد
مین ہوا اور ا نہین کے دار الحکومت مین اس وجہ سے اس کا نام
محبوب الرغائب رکھا تاکہ اس کے ساتھ بادشاہِ عہد کا

نام گرامی بھی یادگار رہے اللہ تعالیٰ سعی عاصی مترجم کی مشکور فرماوے اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبُ الدَّعْوَاتِ اور اس کے صلہ مین شفاعتِ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم میرے حق مین قبول اور دنیا مین محبت اہل بیت اور مرنا خاک پاک مدینہ طیبہ مین اور خاک ہوجانا اوسی زمین مقدسہ ومطہرہ مین بقول شہیدی ؎ تمنا ہے درختون پر ترے روضہ کے جا بیٹھوان قفس جسوقت ٹوٹے طایر روح مقید کا ٭ یارب اپنے فضل و کرم سے پادشاہ دکن جس کے نام سے یہہ کتاب شہرت پاویگی اون کو اور اون کے وزیر با توقیر قدردان علم وہنر پایہ شناس اہل جوہر نواب وقارالامرا بہادر ادام اللہ اقبالہ جن کے عہد وزارت مین یہ عاصی نے ترجمہ کیا اور جمیع ارکان دولت اور ندماء صحبت اور تمام مسلمانون کو اطاعت شرع شریف اور محبت اہل بیت کی توفیق دے آمین ثم آمین۔

اسنى المطالب فى نجات ابى طالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد فیقول العبد الفقیر خادم طلبۃ العلم بالمسجد الحرام کثیر الذنوب والآثام المرتجی من ربہ الغفران احمد بن زینی دحلان قد وقفت علی تالیف جلیل للعلامۃ النبیل مولانا السید محمد بن رسول البرزنجی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین حمد و صلوۃ کے بعد بندۂ فقیر گنہ گار مسجد حرام کے طلبہ علم کا خادم اپنے پروردگار سے امیدوار غفران احمد بن زینی دحلان کہتا ہے کہ علامہ مکرم مولانا سید محمد بن رسول البرزنجی کہ جنہوں نے سنہ گیارہ سو تین ہجری مین انتقال فرمایا انکی ایک معظم تالیف پر مین نے اطلاع پائی جو نجات والدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان مین ہے اور جس کے خاتمہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے نجات کا بیان ہے جس مین علامہ موصوف نے انکی نجات کو ثابت کیا ہے اور اسپر کتاب

المتوفى سنة الف ومائة وثلاثة فى نجاة ابوى النبى صلى الله عليه وسلم
وذيله فى اخره بخاتمة فى نجاة ابيطالب عم النبى صلى الله عليه وسلم
واثبت نجاته واقام ادلة على ذلك وبراهين من الكتاب و السنة واقوال
العلماء يحصل لمن تاملها انه ناج بيقين مع بيان معان صحيحة للنصوص التى
تقتضى خلاف ذلك حتى صارت جميع النصوص صريحة فى نجاته وسلك
فى ذلك مسلكا ما سبقه اليه احد بحيث ينقاد لادلته كل من انكر نجاته

وسنت واقوال علماء سے ایسے ادلہ قایم کیا ہے کہ اون مین جو شخص
تامل کرے اوسکو اس امر کا یقین حاصل ہو جاویگا کہ وہ ناجی ہین اور
اس کے ساتھ علامہ نے صحیح معانی اون نصوص کے بھی بیان کر دیے
ہین جو اسکے خلاف کے مقتضی تھے یہانتک کہ تمامی نصوص انکی
نجات پر صریح الدلالت ہو گئے۔ اور علامہ نے اسبارہ مین ایسا
مسلک اختیار کیا ہے کہ نجات ابی طالب کا ہر ایک منکر اسکے
ادلہ کا مطیع ہو جائے یہہ وہ مسلک ہے کہ انکے پیشتر کسی نے
اسپر نہین چلا اور قائلین عدم نجات کے ہر ایک دلیل کو اونہی پر
لوٹ دیا اور اوسیکو نجات کی دلیل بنا دیا۔ اور ہر ایک شبہہ کو جسپر
عدم نجات کے قائلین نے تمسک کیا ہے بیان کر کے اوسکی تردید
اور اپنے دعوی پر دلیل قایم کی۔ چونکہ ان مباحث مین بعض ایسے دقیق

وجھد وکل دلیل استدل بہ القائلون بعدم نجاتہ قلبہ علیہم وجعلہ دلیلا
لنجاتہ وتتبع کل شبہۃ تمسک بہا القائلون بعدم النجاۃ وازال عنہا اشتباہ علیہم
بسببہا واقام دلیلا علی دعواہ وکان فی بعض تلک المباحث مواضع دقیقۃ
لا یفہمہا الا الفحول من العلماء ویعسر فہمہا علی القاصرین من طلبۃ العلم
وبعض تلک المباحث زائدۃ عن اثبات المطلوب ذکرہا تقویۃ لما اثبتہ
وکشفا للحجاب کل محجوب فاردت ان الخص فی ہذہ الوریقات المقاصد

مقام تھے کہ جنکو علماء جید کے سوا بے اور لوگ نہین سمجھ سکتے تھے اور اونکا سمجھنا
کم مایہ طالب العلمون پر دشوار تھا اور بعض مباحث اثبات مطلوب سے زاید
تھے جنکو صرف تقویت اور زیادتی انکشاف کے واسطے ذکر کیا تھا
اس لئے مین نے اون مقاصد کے خلاصہ کرنے کا ارادہ کیا کہ جن
سے علامہ نے نجات ابیطالب کو ثابت کیا ہے تاکہ اوسکا عارف
ہر محفل مین غالب رہے اور مین نے ان دقیق مباحث کے عبارات کو
سلیس کرنے مین حتی الامکان سعی کی اور مقصود سے جو امور زاید تھے
اونکو حذف کیا اور اس قضیہ کے مناسب جو کلام کو مواہب لدنیہ اور
سیرت حلبیہ مین پایا اوسکو داخل کیا۔ پس ایک عمدہ مجموعہ جو تحصیل مراد کیواسطے
کافی اور ان شاء اللہ تعالی اوسکے مطالعہ کرنے والے کے لئے نافع
ہو مرتب ہو گیا اور اسکا نام مین نے اسنی المطالب فی نجات ابیطالب

التی اثبت بہا نجاة ابیطالب لیکون من عرفہا فی کل محفل ہو الغالب واجتہدت فی تسہیل عبارات تلک المباحث الدقیقة حسب الامکان وحذفت ما کان زایدا عما ہو المقصود بالبیان وزدت کلاما یتعلق بذلک وجدتہ فی المواہب اللدنیہ والسیرة الحلبیة لہ مناسبة لہذہ القضیة فجاء الجمیع وافیا بتحصیل المرام نافعا انشاء اللہ کل من وقف علیہ من العباد وسمیت ہذا المؤلف اسنی المطالب فی نجات ابی طالب واسأل اللہ تعالی الاعانة والتوفیق والاخلاص والقبول

رکھا اور اللہ تعالی سے بوسیلہ مرتبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعانت وتوفیق واخلاص وقبول اور حسن خاتمہ کا سائل ہون۔ پس مین کہتا ہون کہ علامہ برزنجی نے حجج وبراہین سے اولا ایمان ابی طالب کو اور بعد ازان اونکے نجات کو ارجح اقوال محققین سے ثابت کیا۔ لیکن ایمان کا اثبات اولا معنی ایمان کے معرفت پر موقوف ہے۔ اور اوسکا معنی شرعا وحدانیت خدا اور رسالت رسول ہدی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی تصدیق قلبی اور ان امور کا سچ جاننا ہے جنکو آپ نے خدا کے طرف سے لایا اور اسلام شرع مین افعال ظاہرہ شرعیہ کے اتباع کا نام ہے اور اسی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ ارشاد دلالت کرتا ہے اَلْاِسْلَامُ عَلَانِیَةٌ وَالْاِیْمَانُ فِی الْقَلْبِ یعنے اسلام علانیہ ہوتا ہے اور ایمان قلب مین۔ پس ایمان واسلام دونون کبھی جمع ہوجاتے ہین۔ اور یہ اجتماع اوس شخص مین ہوتا ہے

وحسن الختام بجاہ سیدنا محمد علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوۃ والسلام
فاقول ان العلامۃ البرزنجی اثبت اولاً حصول الایمان لابی طالب بالحجج
والبراھین ثم اثبت لہ النجاۃ وخرج ذلک علی ارجح الاقوال عند المحققین
اما اثبات الایمان فانہ یتوقف اولاً علی معرفۃ معنی الایمان ومعناہ شرعا
التصدیق القلبی بوحدانیۃ اللہ تعالی ورسالۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
والتصدیق بکل ما جاء بہ عن اللہ تعالی واما الاسلام شرعا فھو الانقیاد

جو شہادتین کی تصدیق دل سے اور اوسکا اقرار زبان سے کرے۔
اور اوس منافق مین جو بظاہر کلمہ بھی پڑہتا ہے اور احکام اسلام کی اتباع
بھی کرتا ہے صرف اسلام پایا جائیگا۔ بغیر ایمان کے کیونکہ وہ دل مین
مکذب ہے اور جو شخص دل مین سچ جانتا ہو مگر عناد سے نہ کلمہ پڑھے
اور نہ افعال ظاہرہ شرعیہ کا عامل ہو تو اوسمین صرف ایمان پایا جائیگا
بغیر اسلام کے۔ یہہ بات اون اکثر علماء یہو مین تھی جو سیدنا رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تہا کہ آپ سچے رسول ہین مگر انہون نے
نہ کلمہ پڑہا اور نہ آپکی اتباع کی۔ انہین کی شان مین خدا نے فرمایا ہے
یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَھُمْ سورہ بقر یعنے پہچانتے ہین اوسکو
جیسے پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو۔ پس ان لوگون نے آپکی رسالت
کا اقرار صرف عناد سے نہین کیا اور دعوی رسالت مین آپ کے صادق

بالافعال الظاهرة الشرعية ويدل لهذا قوله صلی الله علیه وسلم الاسلام علانیة والایمان فی القلب فقد یجتمعان وذلك فی المصدق بقلبه المقر بالشهادتین وینفرد الاسلام عن الایمان فی المنافق الذی ینطق بالشهادتین وینقاد الاحکام الاسلام ظاهرا وهو بقلبه مکذب غیر مصدق وینفرد الایمان عن الاسلام فیمن یصدق بقلبه ولا ینطق بالشهادتین عنادًا ولا ینقاد للافعال الظاهرة الشرعیة وذلك کثیر من علماء

ہونے کا اون کے دلون مین پورا اعتقاد تھا۔پس یہہ لوگ باطن مین مومن تھے اور ظاہر مین بوجہ عناد منکر۔پس اونکو یہہ باطنی ایمان کچھ نفع نہ دیگا کیونکہ انکی ظاہری تکذیب بوجہ عناد تھی۔مگر ظاہری اتباع نہ کرنی اور کلمہ شہادتین کا نہ پڑہنا اگر صرف کسی عذر سے ہو نہ عناد کیوجہ سے تو ایمان باطنی ایسے مومن کو اللہ کے پاس دار آخرت مین فی الحقیقت نفع دیگا لیکن ظاہر مین اونکے ساتھ کفار کا معاملہ کیا جائیگا۔اور بحسب احکام دنیا کہا جائیگا کہ وہ کافر ہے۔اور جو عذر کہ انقیاد ظاہری کا مانع ہوتا ہو اوسکے کئی سبب ہین۔مثلاً ظالم سے اس امر کا خوف کہ اگر اسلام ظاہر کیا جاے تو قتل کردیگا یا ایسی اذیت پہونچائے کہ جسکی برداشت نہو سکے یا اولاد و اقارب میں سے کسی کو اذیت پہونچاے اس صورت مین اخفاء اسلام جائز ہے بلکہ اگر ظالم کلمہ کفر کے کہنے پر مجبور کرے تو

الیہود الذین عرفوا ان سیدنا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رسول صادق
ولم ینطقوا بالشہادتین ولم یتبعوہ ولم ینقاد والماجاء بہ وقد
قال اللہ تعالی فیہم یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم فہم لم یقروا برسالتہ
عنادا ویعتقدون فی قلوبہم صدقہ فی دعوی الرسالۃ فہؤلاء مومنون
بہ فی الباطن مکذبون بہ فی الظاہر عنادا فلا ینفعہم الایمان الباطنی
حیث کان تکذیبہم الظاہری عنادا واما اذا کان عدم الانقیاد

کہنا بھی جائز ہے اور اسی کے طرف حق سبحانہ وتعالی نے اپنے
اس قول میں اشارہ فرمایا ہے اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ
وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ
سورہ نحل رکوع ۱۳ یعنے مگر وہ نہیں جسپر زبردستی کی اور اسکا دل برقرار ہے
ایمان پر لیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا سو انپر غضب ہے اللہ کا
اور انکو بڑی مار ہے۔ اور ابی طالب کا اپنے بھتیجے (یعنے سیدنا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پر خوف کیوجہ سے اتباع ظاہری سے باز رہنا
اسی قبیل سے ہے کیونکہ وہ آپ کی حمایت و مدد اور آپ سے ہر ایک
اذیت کو دفع کرتے تھے تاکہ آپ خدا کی رسالت کو پہونچا سکیں اور
کفار قریش ابی طالب کی رعایت اور حمایت کیوجہ سے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی اذیت سے باز رہتے تھے اور عبد المطلب کے بعد قریش کی

الظاهري وعدم النطق بالشهادتين لعذر لا لعناد فان الايمان الباطني
ينفع صاحبه باطنا عند الله فی الدار الآخرة ولكنه فی الظاهر يعامل
معاملات الكفار فيقال انه كافر بحسب احكام الدنيا والعذر الذي يمنع
من الانقياد فی الظاهر لها اسباب منها الخوف من ظالم بان خاف
ان اظهر اسلامه وانقياده ان يقتله او يوذيه اذی لا يحتمل او يوذي
احدا من اولاده او اقاربه فهذا يجوز له اخفاء اسلامه بل

سرداری ابیطالب کو تھی اسیواسطے ابوطالب کا حکم اونپر نافذ تھا اور
انکی حمایت قریش کے پاس مقبول تھی اور اونکو یہ بھی معلوم تھا کہ ابیطالب
اونہی کے دین و ملت پر ہے۔ اگر اونکو یہہ معلوم ہوجاتا کہ ابوطالب
اسلام لایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہے تو وہ ابوطالب
کی حمایت و نصرت کو ہرگز قبول نہ کرتے بلکہ اون کے ساتھ مقاتلہ
کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑہکر انکو ایذا پہونچاتے۔ اور
اسمین شک نہین کہ ابیطالب کو بھی عذر قوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
اتباع اور انقیاد ظاہری کے اظہار کا مانع تھا۔ پس اسیواسطے ابیطالب
قریش پر یہہ امر ظاہر کرتے تھے کہ وہ اونہی کے دین و ملت پر ہے
اور صرف قرابت کیوجہ سے ہر ایک اذیت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے دفع کیجاتی ہے اور قریش بھی یہی سمجھتے تھے کہ ابیطالب

لو اکرهه الظالم علی التلفظ بالکفر فانه یجوز له ان یتلفظ به وقد
اشار سبحانه وتعالی الی هذا بقوله الا من اکره وقلبه مطمئن بالایمان
ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیهم غضب من اللہ ولہم عذاب عظیم
ومن هذا القبیل امتناع ابی طالب من الانقیاد فی الظاهر خوفا علی ابن
اخیه وهو سیدنا محمد صلی اللہ علیه وسلم فانه کان یحمیه وینصره
ویدفع عنه کل اذی لیبلغ رسالة ربه وکان کفار قریش

صرف حمیت کے سبب سے حمایت و نصرت کرتے ہین نہ بوجہ اتباع
دین - بلکہ اوس حمیت کے وجہ سے جو عرب مین مشہور تھی - اور باطن مین
انکا قلب بوجہ مشاہدہ معجزات کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے
لبریز تھا چنانچہ ان تمام کی تصریح قریب آویگی - اور ظاہر مین ایسے الفاظ
کہتے تھے کہ جن سے تصدیق قلبی معلوم ہوتی تھی اور اسی امر کے شبہہ
و تہمت کو کہ وہ نبی کا تابع ہے دفع کرنے کے غرض سے دوسرے
ایسے الفاظ بھی کہتے تھے کہ جن سے کفار سمجھتے تھے کہ وہ اونہی کے
دین پر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع نہین ہے تاکہ قریش انکی
حمایت و نصرت کو چلنے دین - اس کے بعد برزنجی نے نطق شہادتین
کے متعلق علماء کا اختلاف بیان کیا کہ آیا یہ ایمان کا جزء ہے یا اجراء
احکام دنیویہ کے لئے شرط ہے - پس جزء ہونے کی صورت مین

يمتنعون من ايذاء النبي صلى الله عليه وسلم رعاية لابي طالب و
لحمايته وكانت رياسة قريش بعد عبد المطلب لابي طالب فكان امره
عليهم نافذا وحمايته عندهم مقبولة لعلمهم بان ابا طالب على ملتهم ودينهم
ولو علموا انه اسلم وتبع النبي صلى الله عليه وسلم فانهم لا يقبلون حمايته
ونصرة بل كانوا يقاتلونه ويؤذونه ويفعلون معه من الاذى
الاكثر مما يفعلونه بالنبي صلى الله عليه وسلم ولا شك ان هذا عذر

باوجود قدرت کے اوسکا تارک کافر ہوگا۔ اور ہمیشہ آگ مین رہیگا۔ اور شرط
ہونے کی صورت مین اوسکا تارک ہمیشہ آگ مین نہ رہیگا۔ پس کہا شرح تمہید مین
سفاقسی نے کہا ہے کہ ایمان کا صرف تصدیق ہونا یہی روایت صحیحہ ابی حنیفہ
رضی اللہ عنہ سے ہے۔ اور علامہ عینی نے شرح بخاری مین کہا ہے کہ
صرف اجراے احکام دنیوی کے لئے اقرار باللسان شرط ہے یہانتک
جس نے رسول کی تصدیق جمیع احکام مین کی تو وہ مومن ہے اگرچہ زبان
سے اقرار نہ کرے۔ اور حافظ الدین نسفی نے کہا کہ یہی مروی ہے ابی
حنیفہ سے۔ اور اسی کے طرف گئے ہین امام ابوالحسن اشعری اصح روایتین
مین اور وہ ابی منصور ماتریدی کا قول ہے اور کتاب مواقف مین امام
عضد الدین نے بیان کیا کہ ہمارے نزدیک ایمان اون امور مین رسول
کی تصدیق کرنی ہے جنکو اونہون نے لایا اسکا شارح سید شریف نے کہا

قوي لابی طالب مانع من اظهار الانقیاد الظاهر والاتباع للنبی صلی اللہ
علیہ وسلم فلهذا کان یظهر لهم انه علی دینهم وملتهم وانه انما یدفع
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاجل القرابة التی بینه وبینه و
کانوا یعتقدون انه انما یحمیه وینصره للحمیة لا للاتباع فی الدین
بل للحمیة التی کانت مشهورة بین العرب وقد کان فی الباطن
قلبه مملوا بتصدیقه صلی اللہ علیہ وسلم لما شاهده من المعجزات

کہ ہمارے نزدیک امام ابی الحسن اشعری کے پیرو مراد ہیں۔ اور غزالی
رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب احیاء العلوم میں اسی مذہب کو ثابت کیا اور سباب
میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اور یہی قول ہے امام الحرمین اور اشاعرہ اور قاضی
باقلانی اور استاذ ابی اسحق اسفرایینی کا۔ اور تفتازانی نے اسکو جمہور
محققین کے طرف منسوب اور اوسپر کئی احادیث سے استدلال کیا ہی
کہ جن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہہ قول ہے مَنْ عَلِمَ اَنَّ اللّٰهَ رَبُّهٗ
وَاَنِّیْ نَبِیُّهٗ صَادِقًا عَنْ قَلْبِهٖ حَرَّمَ اللّٰهُ لَحْمَهٗ عَلَی النَّارِ رواہ الطبرانی
فی الکبیر عن عمران بن حصین یعنے جس نے صدق دل سے خدا کو اپنا رب اور مجھکو
اوسکا نبی سمجھے تو خدا اوس کے گوشت کو دوزخ پر حرام کریگا۔ اور طبرانی نے کبیر میں
عمران بن حصین سے روایت کی ہی اور عثمان بن عفان رض سے بخاری اور مسلم نے
روایت کی ہی کہ فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ مَاتَ وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّ

کما سیأتی ایضاح ذلک کله وکان یاتی فی الظاهر بالفاظ تدل علیٰ ذالک وبالفاظ اخری یوهمهم بها علی الکفار انه علی دینهم ولیس متابعا للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم لیدفع بها عن نفسه الشبهة والتهمة من انه متبع للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم لینفذ واحمایته ونصرة (ثم ذکر البرزنجی) اختلاف العلماء فی النطق بالشهادتین هل هو

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنی جو شخص مرتے وقت یہہ جانتا ہو کہ خدا کے سوائے اور کوئی معبود نہین ہی تو وہ جنتی ہی اور سلمۃ بن نعیم الاشجعی سے طبرانی نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے مَنْ لَقِیَ اللّٰهَ لَا یُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ — یعنے جسنے اللّٰہ سے ملاقات کی اور اوس کے ساتھہ کسی کو شریک نہین ٹھہراتا ہے تو وہ جنتی ہی سلمۃ بن نعیم الاشجعی رضی اللّٰہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللّٰہ اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپنے فرمایا کہ اگرچہ زنا اور چوری کرے غرض اسطرح کے احادیث باب شفاعت مین بہت وارد ہین یہانتک کہ رسالت آب صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو لفظ ادنی کے تین مرتبہ تکرار سے کہا جائیگا کہ نکال لو دوزخ سے اوس شخص کو کہ جسکے دل مین رائی کے دانہ سے بھی ادنی ادنی ادنی یعنے کمتر ایمان ہو۔ اور برزنجی نے ایک مستقل فصل لکھی ہے جس مین اس قسم کے بہت سے احادیث ذکر کیا ہے اور یہہ تمام حدیثین اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ جس کے دل مین رائی کے دانہ سے بھی نہایت ہی کمتر ایمان ہو تو وہ دوزخ مین ہمیشہ نرہیگا۔ اور تفتازانی شرح مقاصد مین او رکمال ابن الہمام مسایرہ مین اور ابن حجر شرح اربعین مین

شطراً ای جز من مسمی الایمان او شرط الاجراء الاحکام الدنیویہ فیترتب
علی کونہ شطراً ای جزاً ان تارک ذلک مع القدرة یکون کافراً مخلداً فی النار
وعلی کونہ شرطا لاجراء الاحکام الدنیویة بکونہ غیر مخلد فقال قال النسفی
فی شرح التمہید ان کون الایمان ھو التصدیق فقط ھو الروایة الصحیحة
عن الامام ابی حنیفة رضی اللہ عنہ وقال العلامۃ العینی فی شرح البخاری
ان الاقرار باللسان شرط لاجراء الاحکام حتی ان من صدق الرسول

نقل کرتے ہین کہ قلب مین ایمان کا رہنا نجات آخرت کی شرط ہے۔ بشرطیکہ نطق بالشہادتین
کا مطالبہ نہوا ہو اگر اسکا مطالبہ ہوا تہا اور اسلام سے عناد و کراہت کیوجہ سے نطق
باز رہا تہا تو وہ نجات نہ پائیگا۔ اس قید سے یہہ سمجہا جاتا ہے کہ مطالبہ کے بعد عذر
صحیح کیوجہ سے نہ انکار وعناد کے سبب سے اگر نطق کو ترک کیا اور اوسکا قلب ایمان سے مطمئن
ہو تو وہ اللہ کے پاس کافر نہوگا بلکہ اگر کفر کے ساتہہ تکلم بہی کیا ہو اور یہہ حالت اوسکو
مضرت نہ دیگی اللہ تعالی فرماتا ہے اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ پس یہہ تمام
نصوص اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ ایمان صرف تصدیق ہے۔ اور ان نصوص کا
مقابل یہہ قول ہے کہ صرف تصدیق کافی نہین ہے بلکہ تصدیق کے ساتہہ اقرار
باللسان بہی ضرور ہے پس جو شخص باوجود قدرت کے زبان سے اقرار نہ کریگا وہ دوزخ
مین ہمیشہ رہنے والا ہے اور اکثر اسکے قائل ہین۔ نووی نے شرح مسلم مین اسی
قول پر محدثین و فقہا و متکلمین اہل سنت کا اتفاق نقل کیا ہے۔ اور حکایت اتفاق

فی جمیع ما جاء بہ فہو مؤمن فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ وان لم یقر بلسانہ وقال حافظ الدین النسفی ان ذلک ہو المروی عن ابی حنیفۃ والیہ ذہب الامام ابو الحسن الاشعری فی اصح الروایتین عنہ وہو قول ابی منصور الماتریدی وقال الامام عضد الدین فی المواقف الایمان عندنا ہو التصدیق للرسول فیما علم مجیئہ بہ ضرورۃ قال شارحہ السید الشریف یعنی بقولہ عندنا اتباع الامام ابی الحسن الاشعری وقد قرر الغزالی رحمہ اللہ

کے متعلق علماء نے نووی پر اعتراض بھی کیا ہی شرح اربعین مین ابن حجر نے بیان کیا کہ ائمہ اربعہ سے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ترک تلفظ کے سبب سے وہ مومن عاصی ہی بلکہ وہ عقیدہ کہ جسپر جمہور اشاعرہ اور بعض محققین حنفیہ ہین جیسا کہ محقق کمال بن ہمام وغیرہ نے کہا ہی ہے کہ اقرار باللسان صرف اجراء احکام دنیا کی شرط ہی فقط انتہی۔ اس کے بعد برزنجی نے اس امر مین علماء کا اختلاف ذکر کیا کہ آیا شرط ہی تلفظ شہادتین کا الفاظ معروفہ مشہورہ سے یا کافی ہوگا اون الفاظ سے جو ایمان پر دلالت کرین اسباب مین علماء کے دو قول ذکر کیا پس کہا گیا ہے کہ لفظ معروف شرط ہی اور اوس کا غیر ناکافی ہی۔ اور راجح یہہ ہی کہ لفظ معروف کی خصوصیت مشروط نہین ہی بغیر لفظ معروف بھی ایمان منعقد ہوتا ہے اور برزنجی کی یہہ عبارت ہی جس سے معلوم ہو کہ نطق بالشہادتین سے نطق بالفاظ مخصوصہ مراد نہین ہی (اس باب مین امام غزالی کا خلاف ہی) چنانچہ اسکو نووی نے روضہ مین ذکر کیا ہے اور اسکو کل کے طرف منسوب کیا ہی اور اپنی منہاج مین حلیمی

هذا المذهب فی احیاء علوم الدین واطال فیه وهو قول امام الحرمین وقول الاشاعرة وقول القاضی الباقلانی والاستاذ ابی اسحاق الاسفرائنی نسبه التفتازانی الی جمهور المحققین واستدل له باحادیث منها قوله صلی اللہ علیه وسلم من علم ان اللہ ربه وانی نبیه صادقاً عن قلبه حرم اللہ لحمه علی النار رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عمران بن حصین وروی البخاری ومسلم عن عثمان بن عفان ان رسول اللہ صلی اللہ

سے یہہ نقل کیا کہ اس امر مین خلاف نہین ہے کہ ایمان بغیر قول معروف کے منعقد ہوتا ہی اور وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہی یہانتک کہ اگر کہے لَا اِلٰہَ غَیْرُ اللّٰہِ یا مَا عَدَا اللّٰہِ یا سِوَی اللّٰہِ یا مَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا الرَّحْمٰن یا لَا رَحْمٰن اِلَّا اللّٰہ یا اِلَّا الْبَارِی تو مثل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے کے ہی اور ایسا ہی سا اگر کہے محمد نبی اللہ یا مبعوثہ یا احمد یا ماحی یا سواے اوسکے یا عجمی لغات مین انہی معانی کے الفاظ تو اوسکا اسلام صحیح ہوگا اور اوسکے مسلم ہونیکا حکم کیا جائیگا اس کے بعد برزنجی نے کہا کہ تو جبکہ اسکو جان لیا تو اب ہم کہتے ہین کہ اس باب مین اخبار حد تواتر کو پہونچگئے ہین کہ ابو طالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتے تھے اور تبلیغ دین پر آپکی حفاظت اور نصرت واعانت کرتے تھے اور آپ کے ارشادات کی تصدیق کرتے تھے اور اپنی اولاد کو مثل جعفر وعلی کے آپ کی اتباع نصرت کے لئے حکم کرتے تھے اور اپنے اشعار مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی مدح کرتے تھے جو اونکی تصدیق پر دلالت کرتی ہی اور یہ کہتے تھے کہ آپکا دین حق ہی

علیہ وسلم قال من مات وھو یعلم ان لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ وروی
الطبرانی عن سلمۃ بن نعیم الاشجعی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من لقی اللہ لا یشرک بہ شیئا دخل الجنۃ قال قلت یا رسول اللہ
وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قال وفی احادیث الشفاعۃ
من ھذا شئ کثیر حتی یقال لہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرج من النار من
فی قلبہ ادنی ادنی ادنی من مثقال حبۃ خردل من ایمان بنکر ادنے

حق ہے پس اون کے مشہور کلام سے ہر یہ شعر وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِیْنَ
مُحَمَّدٍ ٭ مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْنًا ٭ یعنی بالیقین مجھکو معلوم ہوا
کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دین تمام ادیان سے بہتر ہے اور یہ شعر بھی آپکا ہے
شعر اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا ٭ رَسُوْلًا کَمُوْسٰی اُصِحَّ ذٰلِکَ فِی الْکُتُبِ
یعنے ایا تم نے نہین جانا کہ ہم نے پایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مثل موسیٰ کے
ثابت ہے یہہ مضمون کتابون مین - اور آپکی اطاعت کے لئے قریش کو وصیت
کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا کی قسم ہے بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو غلبہ ہوگا اور اون کے پاس عرب اور عجم جمع ہو جاوینگے ایسا نہ ہو کہ
اور عرب تمپر سبقت لیجائین اور تم سے بڑہکر اونکو سعادت نصیب ہو جاے
اور اس وصیت کو بارہا فرمایا کبھی بنی ہاشم سے اور کبھی کافہ قریش سے
اور اپنی موت کے قریب قریش کو ایک طویل وصیت کی کہ اے معشر قریش

ثلاث مرات وعقد البرزنجي فصلا مستقلا ذکر فیه کثیرا من تلک
الاحادیث وکلها دالة علی ان من کان فی قلبه أدنی أدنی أدنی مثقال
حبة من ایمان لایخلد فی النار ونقل التفتازانی فی شرح المقاصد والکمال
بن الهمام فی المسایرة وابن حجر فی شرح الاربعین ان شرط النجاة فی الاخرة
اذا لو یطالب به أي النطق بالشهادتین فاذا طولب به وامتنع عنادا و
کراهة للاسلام أی امتنع امتناعا علی وجه الاباء عن الاسلام والکراهیة

تم برگزیدۂ خلایق ہو اور تم قلب ہو عرب کے اور تم مین اطاعت کرنیکے
لایق ایک سردار ہے بڑا بہادر او رواسع البیعت - اور معلوم کرو کہ عرب
مین کوئی کار خیر ایسا ہنین ہے جس کو تم نے حاصل نہ کیا ہو اور کوئی
بزرگی ایسی ہنین ہے جس کو تم نے نہ پائی ہو اسی وجہ سے تمکو اور لوگون
پر فضیلت ہی اور اسی وجہ سے تم ادنکے وسیلہ ہو اور تعظیم کعبہ کے لئے بھی
تمکو وصیت کرتا ہون - اس مین خدا کی خوشنودی اور معاش کا انتظام اور
اتفاق کا ثبات ہے - اور صلہ رحم کیا کرو کیونکہ اسمین آیندہ کی کشایش
اور تم لوگون کی کثرت ہی - اور بغاوت و نافرمانی والدین کو چھوڑ دو انھی
اسباب سے اگلی امتین ہلاک ہوئین اور اللہ کے طرف بلانے والے کو
قبول کرو اور عطا کرو سائل کو کہ اسمین حیات و ممات کی بزرگی ہے - اور
راستی گفتار و اداء امانت کو لازم کرلو اس سے خواص محبت کرینگے اور

والعناد فلا ینجو ویفهم من هذا القید انه لو ترك النطق بعد المطالبة
لا اباء عنه ولا عنادا بل لعذر صحیح وقلبه مطمئن بالایمان انه لا یکون
کافرا فیما بینه وبین الله تعالی بل لو تکلم بالکفر والحالة هذه لا یضر قال تعالی
الا من اکره وقلبه مطمئن بالایمان فهذه النصوص کلها تدل علی ان
الایمان هو التصدیق فقط وینافیها القول بان التصدیق وحده لا یکفی
بل لا بد من النطق باللسان مع التصدیق فمن لم ینطق مع قدرته کان

عوام مین بزرگی ہوگی اور تم کو وصیت کرتا ہون خیر کی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے ساتھ۔ وہ قریش مین امین ہے اور عرب مین سچا۔ اور وہی صفایا
مذکورہ کا جامع ہے اور بالتحقیق ایسا امر لایا ہے جسکو دل قبول کرلئے اور
انکار زبان خوف دشمنی سے ہی۔ خدا کی قسم گویا بالتحقیق مین دیکھ رہا ہون کہ
اسکی دعوت کو فقراء عرب اور دوسرے اہل اطراف اور ضعفا ہنے قبول
کرلیا ہے اور اس کے کلمہ کی تصدیق اور امر کی تعظیم کی ہے اور سختیان
بھی انپر وارد ہوے اس کے بعد رؤساء اور صنادید قریش ذلیل اور
اون کے مکان خراب ہوگئے اور ضعفاء سردار بن گئے اب اونہین
کے بڑے سردار اوس کے زیادہ تر محتاج ہین اور بہت دور کے
اشخاص اوس کے پاس سرفراز ہین۔ اوس کے ساتھ عرب نے خالص
دوستی کی ہے اور اپنی اختیار کی رسیون کو اوس کے سپرد کردیا ہے

مخلد فی النار وقال بهذا کثیرون ونقل النووی فی شرح مسلم اتفاق اهل السنة من المحدثین والفقهاء والمتکلمین علی هذا القول وعترضوا علیه فی حکایة الاتفاق قال ابن حجر فی شرح الاربعین ان لکل من الائمة الاربعة قولا بانه مؤمن عاص بترك التلفظ بل الذی علیه جمهور الاشاعرة وبعض محققی الحنفیة کما قال المحقق الکمال بن الهمام وغیرہ ان الاقرار باللسان انما هو شرط لاجراء احکام الدنیا فحسب انتهی ثم ذکر اختلاف العلماء فی انه

اے معشر قریش ہو جاؤ تم اوس کے دوست اور اوس کے لشکر کے حامی خدا کی قسم جو شخص اوس کے طریقہ پر چلیگا رشید ہوگا۔ اور جو شخص اوسکی ہدایت پر عمل کریگا سعید ہوگا۔ اگر میری زندگی وفا کرتی تو بیشک مین اوس سے سختیون اور آفتون کو دفع کرتا۔ پس اے واقفین وصیت مذکورہ دیکھو کہ کسطرح پروہ تمام امور واقع ہوگئے جنکو ابو طالب نے سچی فراست سے (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق پر دال ہے) کہا تھا۔ اور ایک مرتبہ یہہ کہا کہ اے قریش تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہمیشہ خیر ہی سنتے رہے مگر تابع نہ ہوے پس اطاعت کرو فلاح پاؤگے۔ اور بالتحقیق ابو طالب قبل از بعثت رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی نبوت سے خبردار تھے کیونکہ اوہنون نے ذکر کیا تھا اسکو خطبہ مین جسوقت نکاح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ۔ پس کہا اوہنون نے

هل يشترط لفظ الشهادتين بلفظهما المعروف او يكفي الاتيان بغير المعروف مما يدل على الايمان ذكر فيه قولين للعلماء فقيل انه يشترط اللفظ المعروف ولا يكفي غيره والراجح انه لا يشترط خصوص اللفظ المعروف وان الايمان ينعقد بغير اللفظ المعروف وعبارت البرزنجي ثم ليعلم ان المراد بالنطق بالشهادتين ليس النطق بخصوصهما خلافا للغزالي كما ذكر ذلك النووي في الروضة ونسبه الى الجميع فنقل عن الحليمي في منهاجه انه لا خلاف ان

خطبہ میں یہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرَاهِیْمَ وَزَرْعِ اِسْمٰعِیْلَ وَضِئْضِیٔ مَعَدٍّ وَعُنْصُرِ مُضَرَ وَجَعَلَنَا حَضَنَةَ بَیْتِهٖ وَسُوَّاسَ حَرَمِهٖ وَجَعَلَ لَنَا بَیْتًا مَحْجُوْجًا وَحَرَمًا اٰمِنًا وَجَعَلَنَا الْحُکَّامَ عَلَی النَّاسِ ثُمَّ اِنَّ ابْنَ اَخِیْ هٰذَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ لَا یُوْزَنُ بِرَجُلٍ اِلَّا رَجَحَ شَرَفًا وَنُبْلًا وَفَضْلًا وَعَقْلًا وَهُوَ وَاللّٰهِ بَعْدَ هٰذَا لَهٗ نَبَأٌ عَظِیْمٌ وَخَطَرٌ جَسِیْمٌ یعنے حمد ہے اوس جناب باری کی کہ جس نے کیا ہمکو ذریت ابراہیم اور اولاد اسمعیل اور اصل معد اور بنیاد مضر سے اور گردانا ہمکو اپنے مکان کا محافظ اور اپنی حرم کا سیاست کنندہ اور ہمارے لئے گردانا ایک مکان جوحج کرین اور ایک حرم امن دینے والا اور ہمکو خلق پر حاکم بنایا پس میرا یہہ بھتیجا محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) شرف وعظمت وفضل وعقل مین کوئی شخص اوسکا مقابلہ نہ کر سکیگا۔ یہہ ایسا شخص ہے کہ چند روز کے بعد شہرت عظیم اور بزرگی جسیم

الایمان ینعقد بغیر القول المعروف وھو کلمۃ لا الہ الا اللہ حتی لو قال
لا الہ غیر اللہ أو ما عدا اللہ أو سوی اللہ أو ما من الہ الا اللہ او لا الہ
الا الرحمن أو لا رحمن الا اللہ أو الا الباري فھو کقولہ لا الہ الا اللہ و
کذا لو قال محمد نبی اللہ أو مبعوثہ أو أحمد أو الماحی أو غیر ذلک
باللغات العجمیۃ صح اسلامہ وحکم بکونہ مسلما (ثم قال البرزنجی) اذا
علمت ذلک فنقول تواترت الاخبار ان أبا طالب کان یحب النبی صلی اللہ

حاصل کریگا۔ یہہ خطبہ بعثت کے پندرہ برس پہلے کا ہے۔ پس ابو طالب
کی فراست پر نظر کر قبل از بعثت شان و مرتبت رسالت آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بیان کیا ہے۔ جیسا اونہون نے کہا ویسا ہی ہوا۔ اور یہ بڑی
قوی دلیل ہے ابو طالب کے ایمان و تصدیق کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ جبکہ اونکو خدا نے مبعوث کیا۔ عقیل ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ
سے تاریخ بخاری مین مذکور ہے کہ قریش نے ابی طالب سے کہا کہ تمہارا
یہہ بھتیجا ہمکو اذیت دے رہا ہے ابو طالب نے نبی صلی اللہ علیہ و
سلم سے کہا کہ تمھارے یہہ چچا زاد بھائی زعم کرتے ہین کہ اونکو تم اذیت
دیتے ہو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ میرے
دہنے آفتاب اور میرے بائین مہتاب رکھو تو بھی مین اس امر کو
نہ چھوڑونگا یہانتک کہ اللہ تعالی اوسکو ظاہر کرے یا مین ہلاک ہو جاؤن

علیہ وسلم ویحوطہ وینصرہ ویعینہ علی تبلیغ دینہ ویصدقہ فیما یقولہ
ویأمر اولادہ کجعفر وعلی باتباعہ ونصرہ وکان یمدحہ فی أشعارہ بما یدل
علی تصدیقہ وکان ینطق بان دینہ حق فمن کلامہ المعروف

ولقد علمت بأن دین محمد	من خیر ادیان البریۃ دینا

ومن شعرہ قولہ

الم تعلموا أنا وجدنا محمدا	رسولا کموسیٰ صح ذلک فی الکتب

بعد ازان رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم روتے ہوے پلٹے ابوطالب نے
کہا کہ اے میرے بھتیجے جو امر تمکو محبوب ہے اوسکو کہا کرو قسم ہے خدا کی
مین ہرگز تم کو اونکے سپرد نہ کرونگا۔ اور قریش کو کہا کہ خدا کی قسم میرا بھتیجا
ہرگز کاذب نہین ہے۔ دیکھو کہ دشمنون کے سامنے بھی جنھون نے
شکایت لائی تھی قسمیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی کذب کی اور
ابوطالب کا یہ قول بھی (زعم کرتے ہین کہ آپ اونکو اذیت دیتے ہین)
قابل غور ہے صرف یہہ نہین کہا کہ آپ اونکو اذیت دیتے ہین بلکہ
اذیت کو قائلین کے زعم پر محمول کیا اونکا یہ زعم ہے کہ یہہ منجانب اللہ
نہین ہے بلکہ آپ کے طرف سے ہے۔ پس ابوطالب نے کہا کہ اگر یہ
اذیت جیسا اونکا زعم ہے تو باز آجاؤ لیکن جبکہ کہا آپ نے کہ یہہ
یقیناً منجانب اللہ ہے جیسا کہ تمکو اس آفتاب کے دیکھنے سے یقین

وقد أوصى قريشا باتباعه وقال والله لكأني به وقد غلب ودانت له العرب والعجم فلا يسبقنكم اليه سائر العرب فيكونوا أسعد به منكم وهذه الوصية تكررت منه مرارا تارة يوصى بها بني هاشم وتارة يوصى بها كافة قريش وأوصى قريشا عند قرب موته بوصية طويلة ولفظها يا معشر قريش انتم صفوة الله من خلقه وأنتم قلب العرب وفيكم السيد المطاع والمقدام الشجاع والواسع الباع واعلموا انكم لم تتركوا للعرب في المآثر

حاصل ہے تو ابو طالب نے آپ کی تصدیق کی اور کہا خدا کی قسم میرا بھتیجا ہرگز جھوٹ نہین کہا۔ اور ابو طالب سے احادیث و کلمات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہین جن سے ظاہر ہے کہ ابو طالب کا قلب ایمان سے لبریز تھا پس انہین سے ہی یہ روایت جنکو خطیب بغدادی نے باسناد صحیح امام جعفر صادق وہ امام محمد باقر سے وہ اپنے پدر امام زین العابدین سے وہ اپنے والد حسین علیہ السلام سے وہ اپنے باپ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہا کہ مین نے سنا ابو طالب کہتے تھے کہ میرا بھتیجا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے حدیث بیان کی (خدا کی قسم وہ سچے ہیں) ابو طالب نے کہے کہ مین اون سے پوچھا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کس لئے مبعوث ہوئے جواب دیا صلہ رحم اور اقامۃ صلوۃ اور

نصیبا الا أحرزتموہ ولا شرفا الا ادرکتموہ فلکم بذلك علی الناس الفضیلة ولهم به الیکم الوسیلة والناس لکم حرب وعلی حربکم الب وانی أوصیکم بتعظیم هذه البنیة یعنی الکعبة فان فیها مرضاة للرب وقواما للمعاش وثباتا للوطأة وصلوا ارحامکم فان فی صلة الرحم منسأة أی فسحة فی الاجل وزیادة فی العدد واترکوا البغی والعقوق ففیهما هلکت القرون قبلکم وأجیبوا داعی الله واعطوا السائل فان فیهما شرف الحیاة والممات

ایتاء زکوۃ کے لئے۔ صلوٰۃ سے مراد دو رکعت قبل طلوع آفتاب اور دو رکعت قبل غروب آفتاب ہے جو اوائل اسلام مین تھے یا مراد صلوۃ تہجد ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء بعثت سے اوسکو ادا فرماتے تھے۔ نماز پنجگانہ پر اس صلوۃ کا حمل صحیح نہین ہے اسواسطے کہ صلوۃ خمسہ شب معراج مین فرض ہوی اور معراج موت ابوطالب کے ڈیڑھ سال بعد ہوی بعثت کے دسوین سال نصف شوال مین ابوطالب کا انتقال ہوا انکی عمر اسی برس چند مہینون کی تھی۔ اور مراد زکوٰۃ سے مطلق صدقہ اور مہمان نوازی اور یتامی کی پاربرداری اور مثل اس کے ہے صدقات مالیہ سے اور ابوطالب کثیر الصدقات اور کثیر الضیافات تھے۔ اور زکوۃ سے زکوۃ شرعیہ معروفہ اور زکوۃ فطر مراد نہین ہے۔ کیونکہ یہ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ مین فرض ہوی اور یہ تمام امور بعث ابوطالب کے

وعليكم بصدق الحديث وأداء الامانة فان فيهما محبة فى الخاص ومكرمة فى العام وأوصيكم بمحمد خيرا فانه الامين فى قريش والصديق فى العرب وهو الجامع لكل ما أوصيتكم به وقد جاء بأمر قبله الجنان وأنكره اللسان مخافة الشنآن وأيم الله كانى انظر الى صعاليك العرب وأهل الاطراف والمستضعفين من الناس قد أجابوا دعوته وصدقوا كلمته وعظموا أمره فخاض بهم غمرات الموت فصارت رؤساء قريش وصناديدها اذنابا ودورها خرابا وضعفاءها اربابا

بعد ہوے۔ خطیب بسند صحیح روایت کی ابو رافع مولائی ام ہانی دختر ابو طالب سے کہ سنا مین نے ابو طالب سے کہا کہ مجھکو حدیث کیا میرا برادر زادہ محمد کہ تحقیق اللہ تعالی حکم کیا اوسکو صلہ رحم اور عبادت الٰہی کا اسطرح پر کہ اللہ کے ساتھ اورکسیکی بندگی نہ ہو۔ اور کہا کہ میرے نزدیک محمد صادق و امین ہے۔ اور یہہ بھی ابو طالب نے کہا کہ میرے برادر زادہ نے کہا ہم کہ شکر کرو رزق پاؤگے اور کفران نعمت مت کرو عذاب پاؤگے۔ اور روایت کی ابن سعید و خطیب ابن عساکر نے عمرو بن سعد سے کہ کہا ابو طالب نے کہ ایک وقت مین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذی المجاز[له] مین تھے مجھکو تشنگی غالب ہوی مین نے شکایت غلبہ تشنگی کیا اوس کے نزدیک کوئی شی نہ تھی اپنی سرین کو تیڑا فرمایا اور اوترا اور متوجہ فرمایا اپنی ایڑی کو زمین کے طرف دفعتاً پانی پیدا ہوا مجھکو کہا کہ اے چچا پانی پی

له ایام جاہلیت مین ایک بازار کا نام تھا

واذا أعظمهم علیه احوجهم الیه وأبعدهم منه أحظاهم عنده قد محضته العرب ودادها واعطته قیادها یامعشر قریش کونوا له ولاة ولحزبه حماة وفی روایة دونکم وابن ابیکم کونوا له ولاة ولحزبه حماة والله لا یسلك أحد سبیله الا رشد ولا یأخذ أحد بهدیه الا سعد ولو کان لنفسی مدة ولاجلی تأخیر لکففت عنه الهزاهز ولدفعت عنه الدواهی فانظر واعتبر أیها الواقف علی هذه الوصیة کیف وقع جمیع

پس ہین نے پیا۔ برزنجی کا قول ہی اگر ابو طالب مومن وموحد نہوتے تو وہ پانی جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمایا اور جو آپ کوثر وزمزم سے افضل تھا اوسکو اللہ تعالیٰ نصیب نہین فرماتا۔ برزنجی کا قول ہے کہ جو شخص اسقدر معجزات کثیرہ معاینہ کرے پھر کیونکر تصدیق قلبی اوسکو حاصل نہوگی اور بھی ایمان ابی طالب پر بہت سے قراین دال ہین۔ انس ابن مالک سے ابن عدی راوی ہے یک وقت ابو طالب کے مریض ہونے سے عیادت کے لئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوے ابو طالب صحت کے لئے خواہان دعاء رسالت مآب ہوے اوسوقت حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَمِّی یعنے یا اللہ میرے چچا کو تندرستی عطا کر بمجرد دعا کے ابو طالب صحیح وحشاش وبشاش کھڑے ہوگئے روایت کیا ابو نعیم نے ابی بکر بن عبد اللہ بن جہم سے

ما قاله ابو طالب بطريق الفراسة الصادقة الدالة على تصديقه النبي صلى الله عليه وسلم وقال لهم مرة لن تزالوا بخير ما سمعتم من محمد و ما اتبعتم أمره فاطيعوه ترشدوا وقد نوه ابو طالب بنبوة النبي قبل ان يبعث صلى الله عليه وسلم لانه ذكر ذلك في الخطبة التي خطبها حين تزوج صلى الله عليه وسلم بخديجة رضي الله عنها فقال في خطبته تلك الحمد لله الذي جعلنا من ذرية ابراهيم وزرع اسمعيل وضئضئ معد

وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے کہا کہ ابو طالب نے بیان کیا کہ عبدالمطلب نے دیکھا رویاء مین اپنی پشت سے ایک درخت اوگا جس کا سر آسمان پر تھا اور ڈالیان مشرق و مغرب کو پہونچ گئے تھے نور سے درخشان جو ستر حصے آفتاب سے زاید چمکتا تھا عرب و عجم سجدہ کر رہے تھے اور درخت مذکور ہر ساعت عظمت و نور وارتفاع مین ترقی کر رہا تھا اور ایک ساعت مخفی رہتا اور ایک ساعت نمایان اور دیکھا قریش سے ایک گروہ کو ڈالیون سے آویزان اور ایک قوم قریش سے ارادہ قطع درخت کرتے تھے جبکہ جہاڑ سے قریب ہوے تو پکڑ لیا اون کو ایک شخص جوان خوشرو اور خوشبو کہ مثل اوس کے کبھو نہ دیکھا قاطعین کے پشتون کو توڑتا تہا اور انکے آنکھون کو نکالتا تہا مین نے اپنے ہاتھ کو بلند کیا دستیاب نہوا۔ مین نے کہا کہ یہہ درخت کن شخصون

وعنصر مضر وجعلنا حضنة بيته وسواس حرمه وجعل لنا بيتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا الحكام على الناس ثم ان ابن أخي هذا محمد بن عبد الله لا يوزن برجل الا رجح شرفا ونبلا وفضلا وعقلا وهو والله بعد هذا له نبأ عظيم وخطر جسيم وكان هذا قبل بعثته صلى الله عليه وسلم بخمس عشرة سنة **فانظر** كيف تفرس فيه أبو طالب كل خير قبل بعثته صلى الله عليه وسلم فكان الامر كما قال وذلك من اقوى الدلائل

کے حصے ہوگا کہا کہ جو لوگ آویزان ہین اونہین کو نصیب ہوگا۔ پس مین ہوشیار ہوا حالانکہ متوحش تھا اور کاہنہ جو قوم قریش کے لئے تھے اوسکو رویاے مذکورہ سے خبر کیا مجرد سماعت دیکھا کہ اوسکا چہرہ متغیر ہوا بعدازان کہا کہ تیرا رویا راست ہے البتہ تیرے پشت سے یک شخص ظاہر ہوگا جو مالک مشرق و مغرب ہو اور خلق اللہ اوسی کے دین پر ہو بگے عبد المطلب نے ابو طالب سے کہا کہ شاید یہہ مولود تو ہی ہو۔ پس حدیث مذکور ابو طالب بیان کرتے تھے اور رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے۔ اور ابو طالب کہتے تھے کہ درخت مذکور واللہ یہی ابوالقاسم امین ہی۔ ابو طالب سے کہا گیا کہ تم کس لئے ایمان نہین لاتے جواب دیتے تھے کہ بوجہ طعن و تشنیع و عار کے۔ قول مذکور سے پوشیدگی غرض تھی تا قریش کو یہی ظاہر رہے کہ اپنے دین پر ہے۔ اور نبی صلی اللہ

علی ایمانه و تصدیقه بالنبی صلی اللہ علیه وسلم حین بعثه الله تعالی
وروی البخاری فی تاریخه عن عقیل بن ابیطالب رضی الله عنه
ان قریشا قالت لابی طالب ان ابن اخیك هذا قد آذانا فقال للنبی
صلی الله علیه وسلم ان بنی عمك هؤلاء زعموا انك تؤذیهم فقال
لو وضعتم الشمس فی یمینی والقمر فی شمالی علی ان أترك هذا الامر
حتی یظهره الله أو اهلك فیه ما ترکته ثم استعبر رسول الله صلی الله

علیه وسلم کے لئے اونکی نصرت وحمایت پوری ہوسکے اس لئے کہ جبکہ اونکو
معلوم تہا کہ ابوطالب اوہی کے ساتھ ہے اور اوہی کے دین پر ہے
تو اوسکی حمایت کو قبول کرتے تھے برخلاف اوس صورت کے کہ جبکہ
اونپر ظاہر ہوجاتی مخالفت قریش کی اور اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
پس یہی عذر تھا ابوطالب کے اس قول مین کہ طعن وتشنیع وعار اور یہی عذر تھا
ابوطالب کے بالظاہر قایم رہنے کا دین قریش پر روایت کیا ابن سعید
عبداللہ بن ثعلب بن صغیر العذری سے کہ ابوطالب اپنے مرض الموت کے
وقت اولاد عبدالمطلب کو بلا کے کہا کہ تم محمد سے خیر ہی سنتے رہے لیکن
تابع نہوے پس اوسکی اتباع اور اعانت کرو فلاح پاؤ گے برزنجی
نے کہا کہ یہہ امر نہایت بعید ہے کہ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی
اتباع مین فلاح سمجھے اور اغیار کو اتباع کا حکم کرے اور خود اوسکو چھوڑ دے

علیہ وسلم باکیا فقال أبو طالب یا ابن أخی قل ما احببت فو اللہ لا أسلمک
لھم أبدا وقال لقریش واللہ ما کذب ابن أخی قط **فانظر** الی نفی الکذب
عنہ بالحلف بحضور خصمائہ قریش وقد سائوہ یشکون الیہ **وانظر**
الی قولہ زعموا انک تؤذیھم حیث لم یطلق القول بأنہ یؤذیھم بل جعل ذلک
أذی باعتبار زعمھم وانھم یزعمون انہ من قبل نفسہ ولیس من عند اللہ
فقال ان کان أذی أی کما زعموا فانتہ عن أذاھم فلما قال لہ انہ من عند اللہ

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے حافظ ابن حجر اصابہ میں روایت کیا کہ
فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ جب میں اسلام لایا ابو طالب نے کہا
کہ ہمیشہ اپنے چچیرے بھائی کے ساتھ رہا کر عمران ابن حصین نے
روایت کیا کہ ابو طالب نے اپنے فرزند جعفر سے کہا کہ اپنے چچازاد
بھائی کے ساتھ نماز پڑھ پس نماز پڑھی جعفر نے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ و
سلم کے جسطرح نماز پڑھی تھی علی رضی اللہ عنہ نے برزنجی کا قول ہی
اگر ابو طالب دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصدق نہ ہوتے تو اپنے
دونون فرزندون کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے اور
نماز پڑھنے کی اجازت نہ دیتے بلکہ اپنے بیٹون کو نماز کا حکم بھی نہ دیتے
کیونکہ اشد عداوتون سے عداوت دینی ہے جسطرح کہا گیا ہی **شعر**

کُلُّ العَداوَاتِ قَدْ تُرجیٰ اِمَاتَتُھَا ۔۔۔ اِلَّا عَدَاوَۃَ مَنْ عَادَاکَ فِی الدِّیْنِ

بیقین کما انکم علی یقین من رؤیة ہذہ الشمس صدقہ ونفی عنہ الکذب وقال واللہ ما کذب ابن اخی قط **وقد** روی ابوطالب احادیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکلمات تدل علی ایمانہ وامتلاء قلبہ من التوحید **فمن ذلک** ما رواہ الخطیب البغدادی باسنادہ الی جعفر الصادق عن ابیہ محمد الباقر عن ابیہ زین العابدین عن ابیہ الحسین عن ابیہ علی بن ابیطالب قال سمعت اباطالب یقول حدثنی

یعنے سب عداوتوں کا مٹنا ممکن ہے مگر وہ عداوت کہ بسبب دین کے ہو پس ان تمام اخبار سے ثابت ہی کہ ابوطالب کا قلب ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لبالب و پُر تھا۔ اور انہی اخبار سے یہہ بھی ہے کہ ابوطالب نے شام کا سفر کیا پس آپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمراہ رکھا اوسوقت سِن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نو سال کا تھا بحیرا راہب نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ مین علامات نبوت دیکھکر ابیطالب کو خبر دی اور اونکو تاکید کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکۂ معظمہ روانہ کیجیے کہ اسلیے قوم یہود سے خوف ہی۔ لہذا ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس بہ مکہ معظمہ کردیا۔ اور یہی انہین اخبار سے ہی کہ عبد المطلب نے بوسیلہ نبی صلی اللہ وسلم طلب باران رحمت کیا تہا سو ابوطالب نے دیکھا تھا پس خطابی نے روایت کیا کہ زندگی مین عبد المطلب کے بسبب ہونے بارش کے

محمد بن اخی وکان الله صدوقا قال قلت له بم بعثت یا محمد قال
بصلة الارحام واقامة الصلاة وایتاء الزکوة والمراد من الصلاة
رکعتان قبل طلوع الشمس ورکعتان قبل غروبها کانتا فی اوائل الاسلام
أو المراد صلاة التهجد فانه صلی الله علیه وسلم کان یفعله من اول
بعثته ولا یصح حمل الصلوة علی الصلوات الخمس لانها انما فرضت لیلة
الاسراء وکان ذلك بعد موت ابیطالب بنحو سنة ونصف وکان موت
ابیطالب فی النصف من شوال فی السنة العاشرة من البعثة وعمره
بضع وثمانون سنة والمراد من الزکاة مطلق الصدقة واکرام الضیف تمثل
الکل ونحو ذلك من الصدقات المالیة ومثل هذه الاشیاء کان أبو طالب

قحط عظیم ہوا تھا تو عبد المطلب بعد بوسۂ رکن کعبہ مع
جماعت قریش کے ابو قبیس پر چڑھے۔ عبد المطلب نے اپنی
گردن پر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا اور اوس وقت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم خرد سال تھے اور بوسیلۂ رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم دعا کی فی الفور باران رحمت نازل ہوا
اور جمیع خلایق سیراب وشاداب ہوئے۔ اور بعد وفات
عبد المطلب زمان ابی طالب میں قحط شدید ہوا تھا ابو طالب سے قریش

اسما و بعد ہما ولیس المراد الزکاۃ الشرعیۃ المعروفۃ ولا زکاۃ الفطر لان ذلک

انما فرض بعد الھجرۃ فی المدینۃ وکل ذلک کان بعد موت ابیطالب واخرج

الخطیب ایضا بسندہ الی ابی رافع مولی ام ھانی بنت ابی طالب انہ سمع

اباطالب یقول حدثنی محمد ابن اخی ان اللہ امرہ بصلۃ الارحام وان

یعبد اللہ لا یعبد معہ احدا قال ومحمد عندی الصدوق الامین وقال

ایضا سمعت ابن اخی یقول اشکر ترزق ولا تکفر تعذب واخرج

ابن سعد والخطیب وابن عساکر عن عمرو بن سعید أن أبا طالب قال کنت

بذی المجاز مع ابن اخی فادرکنی العطش فشکوت الیہ ولا اری عندہ شیئا

قال فثنی ورکہ ثم نزل فأھوی بعقبہ الی الارض فاذا بالماء فقال اشرب یا عم

خواہان امداد ہوے پس نکلے ابوطالب اور رسالت مآب صلی اللہ

علیہ وسلم اون کے ساتھ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حال صغر سنی میں

پس اوٹھا لیا اون کو ابوطالب نے اور اونکو کعبہ سے ملصق

کرکے اون کے اونگلیون سے آسمان طرف مثل التجا کنندہ کے

اشارہ کیا اوسوقت آسمان پر ابر کا ٹکڑا بھی نہ تھا پس فوراً ادھر

اودھر سے ابر جمع ہوگیا اور اسقدر بارش ہوئی جو تمامی صحرا

پانی پانی ہوگیا اور اسی قصہ کے متعلق ابوطالب نے نبی صلی اللہ

فتشربت قال البرزنجی فلو لم یکن موجدا لماء رزقه الله الماء الذی
نبع للنبی صلی الله علیه وسلم الذی هو افضل من ماء الکوثر ومن ماء زمزم
وقال البرزنجی الذی یری مثل هذه المعجزة کیف لا یقع التصدیق
فی قلبه وقد کثرت القرائن الدالة علی التصدیق واخرج ابن عدی
عن انس بن مالک رضی الله عنه قال مرض ابو طالب فعاده النبی صلی الله
علیه وسلم فقال یا ابن اخی ادع الله ان یعافینی فقال اللهم اشف عمی
فقام کانما نشط من عقال واخرج ابو نعیم من طریق ابی بکر ابن عبد الله
بن الجهم عن ابیه عن جده قال سمعت ابا طالب یحدث عن عبد المطلب
انه رای فی منامه ان شجرة نبتت من ظهره قد نال رأسها السماء وضربت

علیہ وسلم کی بعثت کے بعد قریش سے آنحضرت کے ہاتھ اور اسکی
برکت کا ذکر جو خردسالی سے اون پر ہے کر کے ان اشعار سے
یاد دلایا کرتے تھے۔ **شعر** وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَتُهٗ لِلْاَرَامِلِ یَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ
فَهُمْ عِنْدَهٗ فِیْ نِعْمَةٍ وَفَوَاضِلِ یعنے ابر سے نورانی چہرہ والا پانی
مانگتا ہے * فریادرس یتیمون کا اور شرم رکھنے والا بیواؤن کا *
آپ ہی سے پناہ مانگتے ہین آل ہاشم ہلاکت سے * پس وہ
لوگ آپ کے نزدیک نعمت و فواضل مین ہین * پس ان تمام

اعضانها المشرق والمغرب قال وما رأيت نورا ازهر منها اعظم من نور الشمس سبعين ضعفا ورايت العرب والعجم ساجدين وهي تزداد كل ساعة عظما ونورا وارتفاعا ساعة تخفى وساعة تظهر ورأيت رهطا من قريش قد تعلقوا باعضانها وقوما من قريش يريدون قطعها فاذا دنوا منها أخذهم شاب لم ارقط أحسن منه وجها ولا اطيب ريحا فيكسر اظهرهم ويقلع أعينهم فرفعت يدي لاتناول نصيبا فلم انل فقلت لمن النصيب فقال النصيب لهولاء الذين تعلقوا بها فانتبهت مذعورا فأتيت كاهنة لقريش فاخبرتها فرأيت وجه الكاهنة قد تغير ثم قالت لان صدقت رؤياك ليخرجن من صلبك رجل يملك المشرق والمغرب وتدين له الناس

آثار واخبار سے ثابت ہی کہ ابوطالب کو آیات ومعجزات اور خوارق عادات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھے تھے اس لئے حضرت کی تصدیق اور اونپر ایمان یقینی حاصل تھا کہ جس مین کوی تردد نہین ماسواے معجزات مذکورہ اور بھی معجزات صغرسنی مین آپ سے دیکھے تھے از انجملہ یہہ کہ ابوطالب قلیل المال وکثیر العیال تھے اگر تمامی اولاد ایک ساتھ یا علیحدہ علیحدہ کہاوین تو پرشکم نہوتے تھے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اونکے ساتھ کہاتے تو سب سیر ہوجاتے اور جب ابوطالب اپنے عیال کو صبح وشام کا کہانا کہلانے کا ارادہ

فقال عبد المطلب لابی طالب لعلك ان تكون هو المولود فكان ابو طالب
يحدث بهذا الحديث والنبی صلی الله عليه وسلم قد بعث ويقول كانت الشجرة
والله أبا القاسم الامين فيقال له الا تؤمن فيقول السبة والعار وانما كان
يقول ذلك تعمية وتستراً واظهاراً لقريش انه علی دينهم ليتم له نصرة النبی
صلی الله عليه وسلم وحمايته لانهم حيث علموا انه معهم وعلی دينهم يقبلون حمايته
بخلاف ما لو اظهر لهم مخالفتهم واتباعه النبی صلی الله عليه وسلم فهذا هو العذر
له فی قوله السبة والعار وفی بقائه ظاهراً علی دينهم (واخرج) ابن سعيد
عن عبد الله بن ثعلب بن صغير العذری ان ابا طالب لما حضرته الوفاة
دعا بنی عبد المطلب فقال لن تزالوا بخير ما سمعتم من محمد وما اتبعتم امره

کرتے تھے تو کہتے تھے کہ تم ایسے ہی رہو یہانتک کہ میرا بیٹا آجاوے
پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آتے اور اون کے ساتھ کہاتے
اور کہانا بچ جاتا تھا۔ اور جب دودہ پیتے تو جس قدح مین دودہ
ہوتا اولاً رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نوش فرماتے بعد ازان اوسی قدح
سے تمامی اولاد وغیرہ سیر شکم ہوتے حالانکہ دودہ اسقدر پر رہتا
جو اون کے عیال سے ایک ہی شخص پی جاوے۔ پس ابو طالب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے کہ بیشک تم صاحب برکت ہو۔ ابن عباس
سے ابو نعیم وغیرہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

فاتبعوہ واعینوہ ترشدوا قال البرزنجی قلت بعید جدا ان یعرف ان الرشاد فی تباعہ ویأمر غیرہ ثم یترکہ ھو وروی الحافظ بن حجر فی الاصابۃ عن علی رضی اللہ عنہ انہ لما اسلم قال لہ ابو طالب الزم ابن عمک و اخرج ایضا عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما ان ابا طالب قال لابنہ جعفر صل جناح ابن عمک فصلی جعفر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما صلی علی رضی اللہ عنہ قال البرزنجی فلولا انہ مصدق بدینہ لما رضی لابنیہ ان یکونا معہ وان یصلیا معہ بل ولا کان یأمرھما بالصلاۃ فان عداوۃ الدین اشد العداوات کما قیل

کل العداوت قد ترجی اماتتھا	الا عداوۃ من عاداک فی الدین

ابو طالب انتہا محبت رکہتے تھے اپنے اولاد سے اونکو ایسی محبت نہ تھی اوراسی واسطے نہین سوتے تھے مگر آپ کے باز و اور جب باہر جاتے حضرت کو ساتھ لیجاتے انتقال ابی طالب کے بعد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قریش نے مجھکو وہ اذیت پہونچائی جسکی طمع وہ زندگی ابی طالب مین نہین کرتے تھے اور یہہ بھی فرمایا کہ انتقال ابی طالب تک قریش نے کوئی شئی مکروہ مجھکو نہین پہونچائی اور جب قریش کو دیکھا کہ اذیت پر ہجوم کئے ہین آپ نے فرمایا یَا عَمُّ مَا اَسْرَعَ مَا وَجَدْتُ بَعْدَکَ کہ اے

فهذه الاخبار كلها صريحة في ان قلبه طافح ومملي بالايمان بالنبي صلى الله عليه وسلم
ومن ذلك ايضاً ان ابا طالب سافر الى الشام وكان عمر النبي صلى الله عليه وسلم
اذ ذاك تسع سنين فصحبه معه فرآه بحيرا الراهب بفتح الباء ورأى فيه علامات
النبوة فاخبر عمه ابا طالب وأمره بارجاعه الى مكة مخافة عليه من اليهود فرده
الى مكة ومن ذلك ايضاً ما شاهده ابو طالب في زمن عبد المطلب من
استسقائه بالنبي صلى الله عليه وسلم فقد روي الخطابي ان قريشا تتابعت
عليهم سنو جدب في حياة عبد المطلب فارتقى هو ومن حضر معه من قريش ابا قبيس
بعد ان استلموا ركن البيت فقام عبد المطلب واعتضد النبي صلى الله عليه وسلم
فرفعه على عاتقه وهو يومئذٍ غلام ثم دعا فسقوا في الحال (واستسقى) به

چچا تیرے زندگی میں جس شئے کو نہ دیکھا تھا بعد تیرے دیکھتا ہوں
ابو طالب اور خدیجہ رض کا وفات ایک ہی سال میں واقع ہوا اس لئے
رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے سال مذکور کو موسوم بعام الحزن
یعنے ملال کا سال فرمایا۔ اور جب امر رسالت مآب صلی اللہ علیہ و
سلم ظہور پایا یعنے اکثر اشخاص داخل اسلام ہوے اوسوقت
کفار قریش جمع ہو کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل پر آمادہ
ہوے اور کہنے لگے اس شخص نے ہماری اولاد و عورات و
اقارب میں فساد برپا کیا ہے۔ اور بنی ہاشم سے کہے کہ دو چند

ابو طالب ایضا بعد وفاة عبد المطلب حین اصاب اهل مکة قحط شدید فاتوا اباطالب فقالوا انه قد اقحط الوادی واجدب العیال فهلم فاستسق فخرج ابو طالب ومعه النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو غلام فاخذه ابو طالب فالصقه بالکعبة ولاذ الغلام أی اشار بأصبعه الی السماء کالملتجئ ومافی السماء قزعة فاقبل السحاب من ههنا وههنا وامطرت السماء واغدودق الوادی وکثر قطره واخصب البادی والبادی وفی هذه یقول ابو طالب بعد بعثة النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکر قریشا یده صلی اللہ علیہ وسلم وبرکته علیهم من صغره

وابیض یستسقی الغمام بوجهه	ثمال الیتامی عصمة للارامل
یلوذ به الهلاک من آل هاشم	فهم عنده فی نعمة وفواضل

دیت ــ لو اور قریش مین سے کوی مرد اسکو قتل کرے ہمکوبھی راحت دو اور تم بھی آرام پاؤ ـ پس بنی ہاشم انکار کئے بعد ازان قریش اخراج پر آمادہ ہوے اور کہے کہ بنی ہاشم شعب ابو طالب مین رہین اور خرید وفروخت کے لئے بازار مین نہ آوین اور مناکحت وغیرہ دیگر روابط سے مانع ہوے اور یہہ تجویز ٹھہرے کہ کسی حال مین بنی ہاشم سے صلح نہ ہو جب تک کہ قتل کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے سپرد نہ کرین ـ اور اسی مضمون کا ایک کاغذ تحریر کرکے بطور اشتہار کعبہ مین لگا دیا اور بعض روایات سے

فهذه الآثار والاخبار كلها صريحة فی ان اباطالب رای من الآیات والمعجزات وخوارق العادات التی ظهرت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ما اوجب ان یصدقه ویؤمن به ایمانا لاشك فیه ولا تردد ورأی ابوطالب ایضا للنبی صلی اللہ علیه وسلم آیات وخوارق عادات فی صغره غیر هذه وذلك ان اباطالب كان قلیل المال وكان ذا عیال فكان عیاله اذا اكلوا وحدهم جمیعا او فرادی لم یشبعوا واذا اكل معهم النبی صلی اللہ علیه وسلم شبعوا فكان ابوطالب اذا اراد ان یغدیهم او یعشیهم یقول لهم انتم كما انتم حتی یاتی ابنی فیاتی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فیاكل معهم فیشبعون فیفضلون من طعامهم واذا كان طعامهم لبنا شرب رسول اللہ صلی اللہ

اسطرح معلوم ہوا کہ جسوقت ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر اجتماع قریش کا دیکھا۔ پس جمع کیا بنی ہاشم اور بنی مطلب کے مومن وکافر کو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ داخل شعب ہونے اور مانع قتل ہونے کے لئے حکم کیا پس انہون نے ایسا ہی کیا اور اہل سے سوائے ابولہب کے کسی نے مخالفت نہ کی اور جب قریش ابوطالب کی رائے سے آگاہ ہوئے تو ایک تحریر مضمون سابق کے ساتھ لکھکر کعبہ سے لٹکادی۔ بنی ہاشم شعب مذکور مین تین سال مقیم رہے اور بعض روایات مین دو سال۔ اور بنی ہاشم کو اسدرجہ تکلیف شدید ہوئی

علیہ وسلم اولھم ثم تناول العیال القعب ای القدح من الخشب فیشربون
منہ فیروون من عند آخرھم ای جمیعھم من القعب وان کان احدھم
وحدہ یشرب قعبا واحدا وحدہ فیقول ابوطالب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
انک لمبارک **واخرج** ابو نعیم وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما
قال کان ابوطالب یحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم حبا شدیدا لا یحب اولادہ
مثلہ ولذا لا ینام الا جنبہ ویخرجہ معہ حین یخرج **وکان** النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یحب ایضا اباطالب حبا شدیدا لا یاوی الا الیہ ولا یطمئن
قلبہ الا باتصالہ بہ وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما مات ابوطالب نالت
قریش منی من الاذی ما لم تکن تطمع فیہ فی حیاۃ ابی طالب **وقال ایضا**

کہ درختوں کے پتے کھا کھا کر قوت لایموت کرتے رہے اور اس مدت
میں ابوطالب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت بدرجہ غایت
کرتے تھے یہانتک کہ جب شب ہوتی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کو مقام معتاد میں آرام کراتے پھر آپ کو اٹھا کر دوسرے غیر معتاد مقام
پر فرش کرا کے سلاتے اور مقام اول پر اپنے اولاد سے کسی ایک کو سونے کے
لئے حکم کرتے غرض زیادتی حفاظت حضرت کے واسطے یہہ تمام کرتے
تھے۔ اور جس شخص نے وہ کاغذ لکھا تھا اوس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ اور
وحی بھیجی خدا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قریش نے جس صحیفہ کو لکھ کر

ما نالت قريش مني شيئاً اكرهه حتى مات ابوطالب و لما رأى قريشا تهجموا على
أذيته قال يا عم ما اسرع ما وجدت بعدك و مات ابوطالب و خديجة في
عام واحد فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسمي ذلك العام عام الحزن
ولما ظهر أمر النبي صلى الله عليه وسلم وصار يدخل في دينه كثير من الناس
اجتمع كفار قريش على قتل رسول الله صلى الله عليه وسلم وقالوا افسد
علينا ابناءنا ونساءنا وقالوا لبني هاشم خذوا هذه دية مضاعفة و
يقتله رجل من قريش وتريحونا وتريحوا انفسكم فابى بنو هاشم فعند ذلك
اجتمع رأى قريش على منابذة بني هاشم وبني المطلب واخراجهم الى
شعب ابيطالب والتضييق عليهم بالمنع من حضور الاسواق وان

کعبہ مین لٹکایا تہا اوسپر دیمک کو خدا نے مسلط کیا اوسمین عہد و میثاق
اور قطع رحم کے متعلق جو مضمون تہا اوسکو دیمک کہا گئی اور صحیفہ مین سوائے
نام خدائے عزوجل کے کچھ باقی نرہا کیونکہ قریش باسمك اللهم لکہے تہے
پس اس معنی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو خبردار فرمایا
ابوطالب شعب مذکور سے داخل مسجد حرام ہوئے پس قریش انکے
آس پاس جمع ہوئے اور یہہ سمجہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغرض
قتل سپرد کرنیکے لئے ابوطالب آیا ہے ۔ پس کہا اوہنون نے ابوطالب
کو اور اون کے ہمراہیون کے سرزنش کیلئے کہ جس چیز کو تم نے

لا يناكحوهم وان لا يقبلوا لهم صلحا ابدا ولا تاخذهم بهم رافة حتى يسلموا اليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم للقتل وكتبوا بذلك صحيفة وعلقوها في الكعبة وقيل ان اباطالب لما رأى اجتماع قريش على قتل النبي صلى الله عليه وسلم جمع بني هاشم وبني المطلب مؤمنهم وكافرهم وامرهم ان يدخلوا برسول الله صلى الله عليه وسلم الشعب بمغوة ففعلوا ولم يتخلف عنهم الا ابو لهب فلما علمت قريش ذلك اجمع رأيهم على ان يكتبوا عهودا ومواثيق على أن لا يجالسوهم ولا يناكحوهم ولا يقبلوا لهم صلحا ابدا وكتبوا بذلك صحيفة وعلقوها في الكعبة ومكث بنو هاشم في الشعب ثلاث سنين و قيل سنتين واصابهم ضيق شديد حتى أكلوا ورق الشجر يتقوتون به

ہم پر اور اپنے نفوس پر پیدا کیا تھا اوس سے پھر جانے کا وقت اب آیا۔ ابو طالب نے کہا کہ اس لئے مین نہین آیا مگر ایک امر کے لئے آیا جو قابل انصاف ہے یعنے مجھکو میرا برادر زادہ جو وہ کبھو جھوٹ نہین کہا ہے خبر دیا کہ تمھارے صحیفہ پر اللہ تعالے نے دیمک کو مسلط کیا اوس نے جور و ظلم و قطع رحم کی تمام تحریر کو کھا گیا اور اس مین صرف اللہ تعالی کا نام باقی ہے۔ پس اگر ایسا ہی ہو جیسا کہ وہ کہا ہے تو ہوش مین آجاؤ تم۔ اور ایک روایت مین یون ہے کہ تم اپنے بُری رآے سے باز آؤ۔ اگر باز نہ آوگے

وكان ابوطالب فی تلك المدة یحفظ غایة التحفظ علی النبی صلی الله علیه وسلم حتی انه اذاجاء اللیل واراد النبی صلی الله علیه وسلم ان ینام یفرش له فراشه فی الموضع الذی یعتاد ان ینام فیه فیضجع فیه النبی صلی الله علیه وسلم ثم یقیمه عمه عن فراشه المعتاد ویامر بعض بنیه ان ینام فی ذلك الموضع ویفرش للنبی صلی الله علیه وسلم فی موضع اخر غیر معتاد نومه فیدعه ینام فیه كل ذلك مبالغة فی حفظه وحراسته والذی كتب الصحیفة لقریش شلت یده واوحی الله تعالی للنبی صلی الله علیه وسلم انه سبحانه وتعالی سلط الارضة علی صحیفتهم التی كتبوها وعلقوها فی الكعبة فاكلت مافیها من عهد و

تو واللہ اوسکو ہم تمہارے سپرد نہ کرینگے یہانتک کہ ہم سب اوس کے جانب سے مرجائین۔ اور اگر اوسکا قول باطل ہو تو ہمارے صاحب کو تمہارے سپرد کردینگے۔ پس تم اوسکو زندہ رکھو یا قتل کرو قریش نے کہا کہ ہم تیرے کہے پر راضی ہین اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ تو نے ہمارے ساتھ انصاف کیا۔ پس صحیفہ مذکورہ کو نکالا اور پایا جسطرح کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی پس جب کہ ابوطالب کے کہنے کو صادق دیکھا تو اکثر قریش نے کہے کہ تیرے بھتیجے کا یہہ سحر ہے اور بغض و عداوت زیادہ کئے اور

میثاق وقطعیة رحم ولم یبق فی الصحیفة غیر اسم اللہ عزوجل،
فانہم کانوا یکتبون باسمک اللھم فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عمہ ابا طالب بذلک فخرج من الشعب حتی أتی المسجد فاجتمع علیہ قریش
وظنوا أنہ یرید ان یسلمہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیقتلوہ فقالوا لہ
توبیخا لہ ولمن معہ قد آن لکم ان ترجعوا عما احدثتم علینا وعلی انفسکم
فقال ابو طالب انما أتیتکم فی امر نصف بیننا وبینکم أی أمر وسط
لا حیف فیہ علینا ولا علیکم ان ابن أخی اخبرنی ولم یکذبنی قط
ان اللہ تعالی قد سلط علی صحیفتکم التی کتبتم الارضة فلحست
کل ما کان فیہا من جور او ظلم او قطیعة رحم وبقی بہا کل ما ذکر بہ

بعض ان سے نادم ہوے اور کہے کہ ہمارے برادرون پر ہمارے
ہی جانب سے یہ ظلم وبغاوت ہے۔ جب ابو طالب نے
موافق قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کاغذ مذکور کو پایا تو
کہا یا معشر قریش جس حالت مین کہ امر بالتحقیق ظاہر ہوگیا اور تمہارا
ظلم اور بدی اور قاطع الرحم ہونا ثبوت کو پہونچا تو کیا پھر ہم لڑکے
کو محصور ومحبوس کرین۔ بعد ازان مع ہمراہیان داخل پردہ
کعبہ ہوکے کہا کہ اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَقَطَعَ اَرْحَامَنَا وَ
اسْتَحَلَّ مَا یَحْرُمُ عَلَیْہِ مِنَّا یعنے اے اللہ ہمکو اوپر ان اشخاص کے

الله تعالى فان كان الحديث كما يقول فافيقوا وفى رواية نزعتم
اى رجعتم عن سوء رائكم وان لم ترجعوا فوالله لا نسلمه حتى نموت
من عند آخرنا وان كان الذى يقول باطلا دفعنا اليكم صاحبنا
فقتلتم او استحييتم فقالوا قد رضينا بالذى تقول وفى رواية انصفتنا
فاخرجوا الصحيفة ثم وجدوا الامر كما اخبر الصادق المصدوق صلى الله
عليه وسلم فلما رات قريش صدق ما جاء به ابو طالب قالوا أى قال
اكثرهم هذا سحر ابن اخيك وزادهم ذلك بغيا وعدوانا وبعضهم
ندم وقال هذا بغى منا على اخواننا وظلم لهم وقال لهم ابو طالب بعد ان
وجد الامر كما اخبر صلى الله عليه وسلم يا معشر قريش غلام نخصم

نصرت دے جنہوں نے ہم پر ظلم کیا اور قطع ارحام کیا۔ اور جائز رکھا
ہم سے امر ناجائز کو۔ بعدازاں راہی شعب مذکور ہوئے۔ اور
قریش سے ایک گروہ صحیفہ مذکورہ کے چاک کرنے پر اور رفع
محاصرہ کے لئے متوجہ ہوئے۔ اس مقام پر کلام طویل ہے اور
مقصود صرف اس امر کا بیان کرنا ہے کہ جو آیات و معجزات و
خوارق عادات کے ساتھ خدا نے اپنے نبی کو مختص کیا تھا ان میں
سے اکثر پر ابتداء امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کہ آپ کم سن
تھے انتہا تک اللہ تعالیٰ نے ابی طالب کو مطلع فرمایا تھا۔ اور

ونخيس وقد بان الامر وتبين انكم أولى بالظلم والاساءة والقطيعة
ودخل ابوطالب ومن معه تحت استار الكعبة وقالوا اللهم انصرنا
على من ظلمنا وقطع ارحامنا واستحل ما يحرم عليه منا ثم انصرفوا
الى الشعب وعند ذلك مشى طائفة منهم فى نقض الصحيفة وابطال
ذلك الحصار والكلام على ذلك طويل وانما القصد بيان ان اباطالب
اطلعه الله على كثير مما خص الله نبيه به من الايات والمعجزات
وخوارق العادات من مبتداء امره صلى الله عليه وسلم وهو صغير
الى منتهاه وباطلاعه على تلك الآيات والمعجزات صار قلبه مشحونا
ممتلئا بالايمان والتصديق بالنبي صلى الله عليه وسلم ايمانا قطعيا

ان آیات ومعجزات پر مطلع ہونے کے وجہ سے ابیطالب کا
قلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور اسی قطعی ایمان سے
کہ جس مین کوئی شک وشبہہ نہو لبریز تھا۔ اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی مزید حفاظت وحمایت اور حضرت کو اذیت قریش سے
بچانے کے غرض سے اس ایمان کو ابیطالب نے ظاہر نہ کیا
اور صرف ظاہر مین حضرت کی متابعت کرتے تھے پس قریش پر بھی یہی
ظاہر تھا کہ ابی طالب اونہین کے مذہب وملت پر ہے اسیواسطے
مخالفت ابیطالب پر اونکو قدرت نہ تھی۔ پس جو شخص مقدمات

لاشك فيه ولا شبهة ولم يظهر ذلك الايمان وبنا بعه ظاهرامبالغة منه فى حفظ النبى صلى الله عليه وسلم وحمايته وصيانته عما يؤذيه فكان يظهر لقريش انه على ملتهم ودينهم فلا يستطيعون مخالفته فمن عرف ذلك وقف على باطن الامر وحقيقته لم يشك فى ايمان ابيطالب فكان فى نصرة النبى صلى الله عليه وسلم يخادع قريشا مخادعة الحرب حتى تم امر النبى صلى الله عليه وسلم وفشت دعوته وقد صرح بالتصديق بنبوة النبى صلى الله عليه وسلم فى كثير من اشعاره وكان فى بعض تلك الاشعار ياتى بالفاظ توهم على قريش انه معهم وانه على ملتهم كل ذلك مخادعة لهم للمبالغة فى حفظ النبى صلى الله

مذکورہ پر مطلع ہوا حقیقت حال سے واقف ہوگا ایمان ابی طالب مین شک وشبہ نہ کریگا - پس ابوطالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نصرت وحمایت مین قریش سے فریب کرتے رہے جسطرح جنگ مین فریب کرتے ہین یہانتک کہ امر رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتمام کو پہونچا اور افشاء دعوت ہوی - اور تصدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح اپنے بہت سے اشعار مین کی ہے اور بعض اشعار مین ایسے الفاظ لاتے تھے کہ جن سے قریش سمجھتے تھے کہ وہ انھی کے ساتھ ہے اور اونھی کے مذہب پر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

عليه وسلم وحمايته فمن اشعاره التي دلت على تصديقه بنبوة النبي صلى الله عليه وسلم ما تقدم من قوله

الم تعلموا انا وجدنا محمدا	رسولا كموسى صح ذلك في الكتب

وهذا البيت من قصيدة طويلة لابي طالب قالها في زمن محاصرة قريش لهم في الشعب وهي قصيدة طويلة بليغة غراء تدل على غاية محبته للنبي صلى الله عليه وسلم وعلى التصديق بنبوته وشدة حمايته له والذب عنه ومطلعها۔

الا ابلغا عني على ذات بيننا	لويا وخصا من لوي بني كعب
الم تعلموا انا وجدنا محمدا	رسولا كموسى صح ذلك في الكتب

کی مزید حفاظت وحمایت کیواسطے تہا۔ پس ابو طالب کے اون اشعار سے جو تصدیق نبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتے ہین یہہ شعر ہے جو پیشتر مذکور ہوا

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا	رَسُوْلًا كَمُوْسٰى صَحَّ ذٰلِكَ فِي الْكُتُبِ

یہہ بیت ابو طالب کے اوس قصیدہ طویلہ سے ہے جسکو اونہون نے اوسوقت کہا تہا جب کہ قریش نے شعب ابیطالب مین محاصرہ کیا تہا اور یہہ بڑا قصیدہ ہے نہایت بلیغ دلالت کرتا ہی تصدیق نبوت اور شدت حمایت اور انتہاے محبت ابیطالب بحق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ جسکا مطلع یہہ ہی **شعر**

اَلَا اَبْلِغَا عَنِّيْ عَلٰى ذَاتِ بَيْنِنَا	لُوَيًّا وَخُصَّا مِنْ لُؤَيٍّ بَنِيْ كَعْبٍ

وبروي نبيا كموسى خط ذلك في الكتب

وان عليه في العباد مودة	ولا خير ممن خصه الله بالحب

ومنها

فلسنا ورب البيت نسلم احمداً	لعزاء من عض الزمان ولا كرب

ومن شعره قوله

وشق له من اسمه ليجله	فذو العرش محمود وهذا محمد

هكذا نسب الحافظ ابن حجر في الاصابة هذا البيت لابي طالب
وقيل انه لحسان بن ثابت الانصاري قال البرزنجي ولا مانع

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا	رَسُوْلًا كَمُوْسٰى صَحَّ ذٰلِكَ فِي الْكُتُبِ

یعنے میرے دوستو سنو میریطرف سے باوجود اوس خلاف کے جو ہمارے آپس مین ہے بنی لوی اور بنی قصی جو لوی بنی کعب مین سے ہین میری تقریر پہنچا دو کیا تمہین معلوم نہین کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو موسیٰ کا سا رسول پایا ہے یہہ بات (اگلے) کتابون مین صحت (کے ساتھہ ثابت) ہو چکی ہے۔ بعض نے اسطرح روایت کی کہ نَبِيًّا كَمُوْسٰى خُطَّ فِي الْكُتُبِ یعنی نبی مثل موسیٰ کے یہہ مرقوم ہے کتابون مین شعر وَاِنَّ عَلَيْهِ فِي الْعِبَادِ مَوَدَّةً ❊ وَلَا خَيْرَ مِمَّنْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِالْحُبِّ ❊ یعنے بیشک خدا نے بندون کے دلون مین احمد کے سراپا کی محبت رکھدی ہے اور اوس شخص سے بہتر تو کوئی ہو نہین سکتا جسکو خدا نے محبت کے ساتھہ مخصوص کیا ہو۔

ان یکون لابی طالب واخذہ حسان فضمنہ شعرہ واجتمع
مرۃ کفار قریش وجاؤا ابا طالب ومعھم عمارۃ بن الولید بن المغیرۃ
وکان من أحسن فتیان قریش وقالوا لابی طالب خذ ھذا بدل محمد
یکون کالابن لک واعطنا محمد انقتلہ فقال ما انصفتمونی یا
معشر قریش آخذ ابنکم اربیہ واعطیکم ابنی تقتلونہ ثم قال

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم		حتی اوسد فی التراب دفینا

اور اوسی قصیدہ طویلہ سے یہہ شعر بھی ہے شعر فلسنا ورب البیت
نُسلِمُ احمداً * لعزاءٍ من عضّ الزمان ولا کربٍ یعنی رب کعبہ کی قسم ہے
کہ ہم احمد کو سپرد نہین کرینگے بلکہ گزند اور سختی پر زمانہ کی صبر کرینگے۔ یہہ شعر بھی اونکا
قول ہے وشقّ لہٗ من اسمہٖ لیجلّہٗ * فذو العرش محمودٌ وھذا محمّدٌ یعنی مشتق
کیا اوس کے نام کو اپنے نام سے واسطے بلند کرنے اوس کے مرتبہ کے پس صاحب عرش
محمود ہی اور یہہ محمد ہے۔ اس بیت کو اصابہ مین حافظ ابن حجر مکی نے منسوب بابی طالب کیا
اور بعض نے حسان بن ثابت سے۔ برزنجی نے کہا کہ ممکن ہی کہ یہہ شعر ابیطالب کا
ہو اور حسان نے اپنے اشعار مین اوسکی تضمین کی ہو۔ اور ایک وقت کفار قریش
مجتمع ہوکے نزدیک ابو طالب کے حاضر ہوے اور عمارہ بن الولید بن المغیرہ کو
جو خوشرو جوان تھا ہمراہ لائے اور ابو طالب سے کہے کہ اسکو لے بعوض محمد کے اور
یہہ تیرا فرزند ہی اور وے محمد کو تاکہ ہم قتل کرین۔ ابو طالب نے کہا یا معشر قریش تم نے

فاصدع بامرك ما علیك غضاضۃ	وابشر بذلك وقرمنك عیونا
ودعوتنی وعلمت انك صادق	ولقد صدقت وکنت ثم امینا
ولقد علمت بان دین محمد	من خیر ادیان البریۃ دینا

وزاد بعضھم بعد ھذا

لولا المسبۃ اوحذار ملامۃ	لوجدتنی سمحا بذاك مبینا

فقیل ان ھذا البیت موضوع ادخلوہ فی شعر ابوطالب ولیس

میرا خوب انصاف کیا تمہارے بیٹے کو لیکر مین پرورش کرون اور میرے بیٹے کو قتل کے واسطے تمہارے سپرد کرون بعد ازان یہ کہا شعر

وَاللّٰہِ لَنْ یَّصِلُوْا اِلَیْكَ بِجَمْعِھِمْ　　حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنًا

یعنے واللہ تجھہ تک نہ پہونچینگے وہ لوگ اپنی جماعت کے ساتھ جب تک کہ مین زمین مین دفن نہ ہو جاؤن۔ فَاصْدَعْ بِاَمْرِكَ مَا عَلَیْكَ غَضَاضَۃٌ ✱ وَابْشِرْ بِذَاكَ وَقَرَّ مِنْكَ عُیُوْنًا یعنے پس اپنے امر کو بلا تامل ظاہر کرو کہ تمہین کوئی پستی لاحق نہین ہوی ہے۔ اور تو اس سے خوش ہو اور تیرے سے ہماری آنکھین ٹھنڈی رہین۔ وَدَعَوْتَنِیْ وَعَلِمْتُ اَنَّكَ صَادِقٌ ✱ وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَکُنْتَ ثَمَّ اَمِیْنًا تم نے (اے محمد) مجھکو بلایا اور مین نے جان لیا کہ تم میرے خیر خواہ ہو۔ بیشک تم نے سچ کہا اور بیشک خدا کے پاس امانت دار ہو۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ

من کلامه وقیل انه من کلامه واتی به للتعمیة علی قریش لیوهم علیهم انه معهم وعلی ملتهم ولم یتابع محمد الیقبلوا حمایته و یمتثلوا امره ومن شعره قوله فی النبی صلی الله علیه وسلم

وابیض یستسقی الغمام بوجهه	ثمال الیتامی عصمة للارامل
یلوذ به الهلاک من ال هاشم	فهم عنده فی رحمة وفواضل

وهذان البیتان من قصیدة طویلة لابی طالب قیل انها ثمانون

مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْنًا * یعنے اور بہ تحقیق جان لیا کہ تمام ادیان کے سے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہتر ہے * اور بعض نے ان ابیات کے بعد اس بیت کو بھی زاید کیا شعر لَوْلَا الْمَسَبَّۃُ اَوْحِذَارُ مَلَامَۃٍ لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحًا بِذَاکَ مُبِیْنًا یعنے اگر نہوتا خوف طعن اور ملامت کا تو مجھے اوس دین کے باب مین کہلم کہلا صاف گو پاتے ۔ کہا گیا ہے کہ یہہ بیت موضوع ہی لوگون نے اوسکو ابیطالب کے اشعار مین داخل کردیا ہے اور یہ ابیطالب کا کلام نہین ہے اور بعضون نے کہا ابیطالب کا کلام ہے قریش سے چھپانے کے واسطے اسکو کہا تا کہ وہ سمجھین کہ ابیطالب اونہی کے ساتھ اور اونہی کے مذہب پر ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع نہوا تا کہ ابیطالب کی حمایت کو قبول کرین اور اوس کے حکم کو مانین اور یہ شعر بھی ابیطالب کا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین شعر

جواب مزد

بيتا افرد لها بعض العلماء شرحا مستقلا وقيل انها تزيد على مائة بيت قالها ابوطالب حين حصر قريش لهم فى الشعب واخبر قريشا انه غير مسلم محمدا رسول الله عليه وسلم لاحد ابدا حتى يهلك دونه ومدحه فيها مدحا بليغا واتى فيها بكلام صريح فى انه مصدق بنبوته ومؤمن به فمنها البيتان السابقان ومنها قوله۔

لعمرى لقد كلفت وجدا باحمد	واحببته حب المحب المواصل

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ
يَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ فَهُمْ عِنْدَهٗ فِىْ رَحْمَةٍ وَّفَوَاضِلِ

جسکا ترجمہ سابق گذرا یہ دو بیت ابوطالب کے قصیدۂ طویلہ سے ہین کہا جاتا ہے کہ اس کے اسّی بیت ہین بعض علما نے صرف قصیدۂ مذکورہ کی ایک مستقل شرح لکھی ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہہ قصیدہ ایک سو بیت سے بھی زائد ہے جب ابوطالب مع بنی ہاشم شعب مین محصور تھے اوسوقت کہا تھا۔ اور قریش کو خبر دیا تہا کہ محمدؐ کو جو اللہ کا رسول ہے ہرگز کسی کے سپرد نہ کرونگا یہانتک کہ سب ہلاک ہو جائین۔ اور اس قصیدہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی بلیغ مدح کی اور اوس مین ایسا کلام ذکر کیا کہ جس سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ ابوطالب نبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصدق

وقد علموا ان ابنا لا مکذب	لدینا ولا یعزی لقول الاباطل
فمن مثله فی الناس ای مؤمل	اذا قاسه الحکام عند التفاضل
حلیم رشید عاقل غیر طائش	یوالی الهالیس عنه بغافل
واصبح فینا احمد فی ارومة	تقصر عنها سورة المتطاول
حدبت بنفسی دونه وحمیته	ودافعت عنه بالذری والکلاکل

وفی القصیدة ابیات کثیرة مثل هذه فی المعنی والبلاغة قال ابن

تھے اور آپ پر ایمان لائے تھے پس اسی قصیدہ کے وہ دو بیت ہین جو اوپر مذکور ہوے اور یہہ اشعار بھی اوسی قصیدہ کے ہین شعر

لَعَمْرِیْ لَقَدْ کَلِفْتُ وَجْدًا بِاَحْمَدَ   وَاَحْبَبْتُهُ حُبَّ الْمُحِبِّ الْمُوَاصِلِ

یعنے میری حیات کی قسم مین احمد کی محبت کا مبتلا ہو گیا ہون۔ اور لگاتار حاضر رہنے والے دوست کی طرح اوسکو چاہتا ہون۔ وَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ اِبْنَنَا لَا مُکَذَّبٌ ٭ لَدَیْنَا وَلَا یَعْزِیْ لِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ ٭ سبکو معلوم ہے کہ ہمارا فرزند (محمد) ہمارے پاس جھوٹا ٹھہرا ہوا ہین ہے اور نہ کسی نکمی بات کی طرف اوسکو منسوب کیا جا سکتا ہے۔ فَمَنْ مِثْلُهٗ فِی النَّاسِ اَیُّ مُؤَمَّلٍ ٭ اِذَا قَاسَهُ الْحُکَّامُ عِنْدَ التَّفَاضُلِ ٭ بہلا جب حکام لوگون کے درمیان ایک کو دوسرے پر فوقیتین دینے کے وقت احمد پر قیاس لگائین تو کسی کے باب مین یہہ امید رکھی جا سکتی ہے کہ وہ اون کے

کثیر ان ہذہ القصیدۃ بلیغۃ جدا لا یستطیع ان یقولہا الا من نسبت الیہ
وہی افحل من المعلقات السبع وابلغ فی تادیۃ المعنی **واخرج البیہقی**
عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وشکا الجدب والقحط وانشد ابیاتا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حتی صعد المنبر فرفع یدیہ الی السماء ودعا فما ردید یہ حتی التقت
السماء بابراقہا ثم بعد ذلک جاؤا یضجون من کثرۃ المطر خوف الغرق

شل ہو سکیگا۔ حَلِیْمٌ رَشِیْدٌ عَاقِلٌ غَیْرُ طَائِشٍ ✦ یُوَالِی اِلٰھًا لَیْسَ عَنْہُ بِغَافِلِ
وہ بردبار ہین خوش حالی کی راہ پاے ہوے ہین عقلمند ہین سبک مزاج
و سبک حرکات نہین ہین اوس خدا کے ساتھ لو لگاے ہوے ہین
(دوست) ہین جو اون سے غافل نہین ہے۔ وَاَصْبَحَ فِیْنَا اَحْمَدُ
فِیْ اَرُوْمَۃٍ ✦ تَقْصُرُ عَنْہَا سَوْرَۃُ الْمُتَطَاوِلِ احمد ہمارے درمیان
اوس عزت مند اصل والی گروہ مین جس کے آگے ہر یک دست دراز
کی حدت کوتاہ ہے۔ حَدِیْثٌ بِنَفْسِیْ دُوْنَہٗ وَحَمَیْتُہٗ ✦ وَدَافَعْتُ
عَنْہُ بِالذُّرٰی وَالْکَلَاکِلِ۔ مین نے اپنی جان کو وقف کر دیا ہے کہ
اوس تک کسی کو پہنچنے نہ دون اور اوسکی حمایت مین سعی کی ہے
اور سرون اور سینون کی طاقتون سے اوس سے سبکو ٹالدیا ہے۔ اور
قصیدہ مین ایسی بہت سی پرمعنی اور بلیغ ابیات ہین۔ ابن کثیر نے کہا

فقال صلی اللہ علیہ وسلم اللھم حوالینا ولا علینا وضحك صلی اللہ علیہ وسلم
حتی بدت نواجذہ ثم قال للہ در ابیطالب لو کان حیا لقرت عیناہ
من ینشدنا قولہ فقال علی رضی اللہ عنہ وکرم وجہہ کانك ترید قولہ
وابیض یستسقی الغمام بوجہہ * ثمال الیتامی عصمة للارامل
فقال صلی اللہ علیہ وسلم أجل قال البرزنجی فقول النبی صلی اللہ علیہ
وسلم در ابی طالب یشہد لہ بانہ لورای النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ یہہ قصیدہ نہایت ہی بلیغ ہے ابیطالب کے سوا اس کے کہنے کا قدرت
کسی کو نہین ہی اور یہہ قصیدہ معلقات سبعہ سے بہتر اور ادا معنی مین زیادہ
بلیغ ہے۔ انس بن مالک رض سے بیہقی نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے نزدیک ایک اعرابی آیا اور تنگی وقحط کی شکایت کی اور چند ابیات بھی پڑھا
پس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور منبر پر سوار ہوکے اپنے ہاتون
کو آسمان کے طرف اوٹھایا اور دعا کیا ہنوز دست مبارک نیچے نہین فرمایا تھا
کہ آسمان پر ابر جمع ہوگیا۔ بعدازان کثرت بارش کی شکایت کرتے ہوئے
آئے کہ کثرت بارش سے خوف غرق پیدا ہوا ہے پس فرمایا رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یا اللہ ہمارے اطراف مین برسا اور ہم پر مت برسا
اور ہنسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ کوچلیان نمایان ہوئے بعدازان
فرمایا ابیطالب کی بہتری اللہ ہی کی ہے اگر ابوطالب زندہ ہوتا تو البتہ اوسکے

وهو يستسقي على المنبر اسره ذلك ولقرت عيناه فهذا من النبي صلى الله
عليه وسلم شهادة لابيطالب بعد موته انه كان يفرح بكلمات النبي
صلى الله عليه وسلم وتقر عينه بها وما ذلك الا لسر وقر في قلبه
من تصديقه بنبوته وعلمه بكمالاته **ثم قال البرزنجي** فتامل هذه
المعاني الدقيقة ولا تكن ممن استحقرها الحقارة قائلها وفوق كل ذي علم
عليم **ومن** غرر مدائح ابيطالب للنبي صلى الله عليه وسلم الدالة على

آنکھوں کو اوسکا شعر ٹھنڈا کرتا جسکو اوس نے ہمارے لئے بنایا تھا پس علی
رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ شاید آپ کی مراد یہہ قول ہے

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ * ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

ترجمہ سابق گذرا۔ رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سچ کہا
برزنجی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ قول وَلِلّٰهِ دَرُّہٗ یعنے ابی طالب کو
کے لئے اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ اگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
منبر پر بارش کی دعا کرتے ہوے دیکھتے تو یقیناً خوش ہوتے اور انکی آنکھیں
ٹھنڈی ہوتیں پس یہہ ابیطالب کے لئے اونکی موت کے بعد نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس امر پر گواہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات
سے ابیطالب خوش ہوتے تھے اور اون سے اونکی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی
تھیں اور یہہ نہیں تھا مگر ایک بھید کے سبب سے اور ابیطالب کے قلب مین

تصدیقه ایاه قوله

اذا اجتمعت یوما قریش لمفخر فعبد مناف سرها وصمیمها

فان حصلت انساب عبد منافها ففی هاشم اشرافها وقدیمها

وان فخرت یوما فان محمدا هو المصطفی من سرها وکریمها

وهذا موافق لقوله صلی الله علیه وسلم واصطفانی من بنی هاشم قال البرزنجی

وهذا نطق بالوحی قبل صدوره من النبی صلی الله علیه وسلم فانه صلی الله علیه وسلم اخبر بذلک

نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور اون کے کمالات کا علم قرار پاگیا تھا۔ برزنجی نے کہا کہ ان دقیق معانی مین تامل کر اور تو بھی اون لوگون مین شامل مت ہو جا جنہون نے ان معانی کو اون کے قایل کے حقیر ہونیکے وجہ سے حقیر جانا ہر ایک ذی علم پر دوسرا قایل ہے بعض مدایح ابو طالب سے جو تصدیق نبوت پر دال ہین یہہ اشعار بھی ہین

شعر اِذَا اجْتَمَعَتْ یَوْمًا لِقُرَیْشٍ لِمُفْخَرٍ + فَعَبْدُ مَنَافٍ سِرُّهَا وَصَمِیْمُهَا

کوئی دن قوم قریش کسی فخر کے لئے جمع ہوتی ہے۔ (کسی فخر کے اظہار کا قصد کرتی ہے) تو عبد مناف کا خاندان ہی اوس قوم کی عمدہ اور خالص جماعت ہے۔ فَاِنْ حَصَلَتْ اَنْسَابُ عَبْدِ مَنَافِهَا + فَفِیْ هَاشِمٍ اَشْرَافُهَا وَقَدِیْمُهَا۔ پھر اگر قریش مین کے خاندان عبد مناف کے نسب جمع ہو جائین تو اس خاندان کے اشراف اور قدیمی شرف والے

بعد مدة من قول ابیطالب والحدیث وحی کالقرآن فثبت بهذه الاخبار
والاشعار ان اباطالب کان مصدقا بنبوة النبی صلی الله وسلم وذلک
کاف فی نجاته قال القرافی فی شرح التنقیح عند قول ابیطالب
وقد علموا ان ابننا لا مکذب ٭ لدینا ولا یعزی لقول الاباطل
ان هذا تصریح باللسان واعتقاد بالجنان وان اباطالب ممن
آمن بظاهره وباطنه غیر انه کفر ظاهرا ولم یذعن للفروع وکان

لوگ بنی ہاشم ہی ہوتے ہین وَاِنْ فَخَرَتْ یَوْمًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا ٭ هُوَ الْمُصْطَفٰی
مِنْ سِرِّهَا وَکَرِیْمِهَا اور اگر بنی ہاشم کوی دن فخر کرین تو محمد ہی اس گروہ
کے عماید اور خالص شرف والون مین برگزیدہ ہین۔ اور یہہ قول قول سالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے۔ آپ نے فرمایا تہا وَاصْطَفَانِیْ مِنْ
بَنِیْ هَاشِمٍ یعنے مجھکو بنی ہاشم سے برگزیدہ کیا۔ برزنجی نے کہا کہ ابیطالب
کا یہہ قول نطق بالوحی ہے قبل صدور وحی کے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے قول ابیطالب سے ایک مدت بعد اسکو فرمایا تہا اور حدیث بھی مثل
قرآن کے وحی ہے۔ پس ان اخبار واشعار سے ثابت ہوا کہ ابوطالب
بنوت رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصدق تھے اور اون کے
نجات کے لئیے یہی کافی ہے۔ شرح تنقیح مین قرافی نے ابیطالب کے
اس قول کے نسبت شعر وَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ اِبْنَنَا لَا مُکَذَّبٌ ٭ لَدَیْنَا وَلَا

يقول انی لا اعلم ان ما یقول ابن اخی حق ولولا انی اخاف ان تعیرنی نساء قریش لاتبعته اھ واجیب کما مر بانه لم یذعن ظاھرا خوفا من ان قریشا لا تقبل حمایته وقوله لولا انی اخاف ان تعیرنی نساء قریش انما قال ذلك تعمیة علی قریش لیوھم علیھم انه علی دینھم وھذا عذر صحیح بلغ به تمکین النبی صلی اللہ علیه وسلم فی نبوته والدعوة الی ربه وجاء فی صحیح مسلم انه یقال للنبی صلی اللہ علیه وسلم یوم القیامة

یَعزِی لِقولِ الاٰباطِلِ جسکا ترجمہ پیشتر مذکور ہوگیا ہے بیان کیا کہ یہہ حقیقت مین تصریح باللسان وتصدیق بالجنان ہے اور بلا شک ابوطالب منجملہ اون اشخاص کے تھے جنہون نے ظاہر و باطن سے ایمان لائے مگر ظاہر مین اونہون نے اسلام نہین لایا اور فروع اسلام کی اطاعت نہ کی اور ابوطالب کہتے تھے کہ مین خوب جانتا ہون کہ میرا بھتیجا جو کچھہ کہتا ہے حق ہے اگر مجھکو زنان قریش کے طعنہ زنی کا خوف نہوتا تو بے شک اوسکی اتباع کرتا - آہ - اور جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا اسطرحپر جواب دیا گیا ہے کہ صرف اس خوف سے کہ قریش اوسکی حمایت کو قبول نہ کرینگے ظاہر مین اطاعت نہ کی اور یہہ قول (اگر مجھکو زنان قریش کے طعنہ زنی کا خوف نہوتا) صرف قریش سے چھپانے کے لئے کہا تاکہ وہ اس خیال مین رہین کہ ابوطالب اونہی کے دین پر ہے - اور یہہ صحیح عذر ہے جسکی وجہ سے کامل ہوا نبی

اخرج من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان فهذا الحدیث
وغیره مما یماثله من الاحادیث کلها تدل بظاهرها علی ان النطق
بالشهادتین لیس شرطا فی النجاة بل ولا دخل له فیها والا لما کان
قائلها نفاقا فی الدرك الاسفل من النار ثم قال البرزنجی وهذا
الذی اخترناه من کون نجاة ابیطالب لما کان عنده من التصدیق
الکافی فی النجاة الاخرة هو طریق المتکلمین من ائمتنا الاشاعرة وهو

صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام نبوت اور دعوت الی الحق مین - اور یہہ روایت
صحیح مسلم مین آئی ہے کہ قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا جائیگا
کہ جس کے دل مین رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوا وسکو دوزخ
سے آپ نکال لو اور یہہ حدیث اور سوا اس کے اس قسم کے اور
تمام احادیث بالظاہر اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ نجات کے لئے
نطق بالشہادتین شرط نہین ہے بلکہ اوسکو نجات مین کوئی دخل نہین ہے
ورنہ نفاق سے کلمہ پڑہنے والا آگ کے درک اسفل مین داخل نہوتا
پہر برزنجی نے کہا کہ ابیطالب مین اوس تصدیق کے پائے جانے
کیوجہ سے جو نجات آخرت کیلئے کافی ہو ہم نے نجات ابیطالب کے
متعلق جو مسلک اختیار کیا یہی طریقہ ہمارے ائمہ متکلمین اشاعرہ کا ہے
اور اسی پر احادیث شفاعت دلالت کرتے ہین اور احادیث شفاعت

مما دلت علیه احادیث الشفاعة واحادیث الشفاعة کثیرة
وکلها فیها التصریح بانها لا تنال مشرکا وقد نالت الشفاعة اباطالب
کما سیأتی بیانه فدل ذلک علی عدم اشراکه ثم ذکر البرزنجی
الدلائل التی تمسک بها القائلون بعدم نجاته وقلب استدلالهم بها
علی عدم النجاة وجعلها دالة علی النجاة فمن ذلک ما رواه البخاری
ومسلم عن العباس بن عبد المطلب رضی الله عنه عم النبی صلی الله

بہت ہین اور اون تمام مین اس امر کی تصریح ہے کہ شفاعت مشرک کو
نصیب نہوگی۔ اور اسکا بیان قریب آویگا کہ یقیناً ابیطالب کو شفاعت
نصیب ہوگی۔ پس یہہ مضمون ابیطالب کے مشرک نہونے پر دلالت
کرتا ہے۔ اس کے بعد برزنجی نے اون دلائل کا ذکر کیا کہ جن پر عدم
نجات ابیطالب کے قائل تمسک کرتے ہین اور لوٹ دیا اون کے استدلال
عدم نجات کو اسطور پر کہ اوہی ادلہ سے نجات ثابت ہوتی ہے۔ پس اون
ادلہ سے ہے یہہ حدیث جسکو بخاری اور مسلم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے چچا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی اونہون
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ابو طالب آپکی حفاظت اور مدد کرتا ہے
اور آپ کے لئے مخالفین پر غضبناک رہتا ہے پس کیا اوسکو یہہ نفع دیگا۔
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نعم مین نے اوسکو پایا کثرت

علیه وسلم انه قال لرسول الله صلی الله علیه وسلم ان ابا طالب کان یحوطك ای یحفظك وینصرك ویغضب لك فهل ینفعه ذلك قال نعم وجدته فی غمرات من النار ای مشرفا علیها کما سیأتی تفسیره وفی روایة وکان فی غمرات من النار ای مشرفا علیها فاخرجته الی ضحضاح ولولا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار والضحضاح مارق من الماء علی وجه الارض الی نحو الکعبین

آتش مین یعنی بلند کیگئی تھی آتش اسکی تفسیر قریب آویگی۔ اور ایک یہہ ہے وَکَانَ فِی غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ اَیْ مُشْرِفًا عَلَیْهَا فَاَخْرَجْتُهُ اِلٰی ضَحْضَاحٍ وَلَوْلَا اَنَا لَکَانَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ یعنے تہا کثرت آتش مین جو بلند کی گئی تھی پس اسکو مین نے نکالا پایاب تک اگر مین نہوتا تو طبقہ اسفلِ نار مین رہتا۔ (ضحضاح اوسکو کہتے ہین پانی ملی ہوی نرم زمین کو جو ٹخنون تک ہو پس اسمقام پر آگ کے لئے بطور استعارہ لیا گیا ہے) ابو سعید خدری سے بخاری و مسلم نے روایت کیا کہ ابو طالب کا تذکرہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوا آپ نے فرمایا امید ہے کہ اوسکو میری شفاعت روز قیامت پہونچے پس گردانے جائیگا نار مین جو پہونچے ٹخنون تک جس سے اوسکا دماغ جوش کہاتا رہیگا۔ اور روایت کیا

فاستعیر للنار وفی روایة للبخاری ومسلم ایضًا عن ابی سعید
الخدری رضی الله عنه انه صلی الله علیه وسلم ذکر عنده عمه
ابو طالب فقال لعله تناله شفاعتی یوم القیامة فیجعل فی ضحضاح
من نار یبلغ کعبیه یغلی منها دماغه وروی مسلم وغیره عنه
صلی الله علیه وسلم ان اباطالب اهون اهل النار عذابا قال
القائلون بعدم نجاته ان هذه الاحادیث الصحیحة دالة علی
کفره وعلی انه فی النار فلا یمکن القول بنجاته لان النبی صلی الله علیه
وسلم اخبر بحاله فیما بینه وبین الله فی الدار الاخرة فدل علی انه لم
یکن مصدقا بقلبه واما ما صدر منه من نصرة النبی صلی الله علیه وسلم

مسلم وغیرہ نے کہ تحقیق ابوطالب کو بمقابلہ اور اہل نار کے عذاب مین
آسانی ہوگی۔ جو اشخاص عدم نجات کے قایل ہین اونہون نے کہا کہ
یہہ صحیح حدیثین ابیطالب کے کفر اور اس امر پر دلالت کرتے ہین
کہ وہ دوزخ مین ہے۔ پس اوس کے نجات کے قایل ہونا
ناممکن ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کے حال سے
جو درمیان اوس کے اور اللہ تعالی کے دار آخرت مین ہے
خبر دیدی پس مقدمہ مذکورہ دال ہے اس امر پر کہ ابیطالب مصدق
بالقلب نہ تھا لیکن اون سے نصرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ظاہر

فانما كان من باب حمية العرب والانفة من ان يغال ابنه من بين
يديه وقد كلفه بذلك عبد المطلب ثم قال البرزنجي قلت الجواب
ان نفس الاحاديث التي ذكرت تدل على نجاته وذلك ان الله تعالى
قد اخبر عن الكفار بانهم لا يخفف عنهم من عذابها وبانهم لا يفتر
عنهم وبانهم ماهم منها بمخرجين وبانهم لا تنفعهم شفاعة الشافعين
الى غير ذلك وقد ثبت في الاثر الصحيح ان الجحيم هي الطبقة التي يعذب
فيها عصاة المؤمنين ثم يخرجون منها وهي اعلى طبقات النار
وعصاة المؤمنين عذابهم أخف من عذاب الكفار وحيث صح ان

ہوئی وہ صرف حمیت عرب سے تھی اور اس معنی کا عار تھا کہ کوئی شخص
اپنے روبرو اپنے فرزند پر غلبہ نکرے اور اسی کی تکلیف دی تھی اونکو عبد المطلب نے
پھر برزنجی نے کہا کہ مین اسکا یہہ جواب دیتا ہون کہ نفس احادیث جو
مذکور ہوے نجات ابو طالب پر دال ہین اور وہ یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے
حال کفار سے اسطرح خبر دیا کہ اون سے عذاب دوزخ کا تخفیف نہین کیا جائیگا
اور اوسمین سستی نہوگی اور وہ دوزخ سے خارج نہونگے اور اون کے لئے
کسی کی شفاعت فائدہ ندیگی اور سواے اسکے بھی ہے۔ اور تحقیق خبر صحیح
سے ثابت ہوا کہ جحیم ایک طبقہ ہے جس مین مومنین گنہ گار کو عذاب دیا جائیگا
پھر وہ اوس سے نکالے جائینگے۔ اور کل طبقات نار مین جحیم اعلی ہے اور مومنین

ابا طالب اهون اهل النار عذابا على الاطلاق فيكون أهون عذابا
حتى من عصاة المؤمنين ولو لم نقل بذلك لما صدق قوله صلى الله
عليه وسلم انه اهون اهل النار عذابا ولو فرض انه كافر يخلد فى النار
وهو اهون اهل النار عذابا لكان عذاب الكفر اهون من عذاب
بعض المؤمنين العصاة وهذا لا يقول به احد فثبت ان عذابه
اهون من عصاة المؤمنين وثبت انه تنفعه شفاعة النبى صلى الله
عليه وسلم ولهذا خفف عنه العذاب وجعل اخف اهل النار

گنہ گار کا عذاب عذاب کفار سے خفیف نہ ہوگا اور جبکہ عذاب مین
ابیطالب کا مطلقاً اہل نار سے اہون ہونا ثابت ہوگیا تو وہ عذاب مین
مومنین گنہ گار سے بھی اہون ہونگے اگر ہم یہہ نہ کہین تو صادق نہ آئیگا
یہ قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اَنَّہٗ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا
یعنے تحقیق کہ وہ اہل نار سے اہون ہے عذاب مین اور اگر فرض کرلیا جاے
کہ وہ کافر ہے آگ مین ہمیشہ رہیگا اور وہ عذاب مین اہل نار سے اہون
بھی ہے تو کفر کا عذاب بعض مومنین گنہ گار کے عذاب سے اہون
ہونا لازم آویگا حالانکہ اسکا کوئی قایل نہین ہے پس ثابت ہوا کہ ابیطالب
کا عذاب مومنین گنہ گار کے عذاب سے اہون ہے اور یہہ بھی ثابت
ہوا کہ اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت فائدہ دیگی۔ اسی واسطے

عذابا فاخرج من طمطام النار وغمراتها ای ابعد عما کان مشرفا
علی دخوله لولا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ضحضاح منہا و البس نعلین
من النار فصارت لا تغطی ظہور رجلیہ وہذہ ہی اعلی النار لا اعلی
منہا بحیث ان النار ما مست الا تحت قدمیہ ولیس ذلک الا فی
الطبقۃ الفوقانیہ التی مکان عصاۃ ہذہ الامۃ **وقد صحت**
الاحادیث بانہم یخرجون منہا بحیث لا یبقی فیہا من کان فی قلبہ
ادنی ادنی ادنی من مثقال حبۃ من خردل من ایمان **وقد صح** ایضا ان

اوس سے عذاب تخفیف کیا جائیگا اور اخف اہل نار گردانا جائیگا عذاب
مین پس خارج فرمائینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرت نار اور اوس کے
سختیون سے یعنے اوس مقام سے دور فرمائینگے کہ جہان ابیطالب کو
(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پایا بیچ نار کے طرف نہ نکالنے کی صورت
مین) قریب داخل ہونے والے ہونگے اور آگ کے نعلین پہنائے جائینگے
جس مین دونون پیر ڈہنپ جائینگے یہہ طبقہ سب کے اوپر کا ہے
جسپر دوسرا طبقہ نہین باین حیثیت کہ نہین مس کرتی آتش مگر تحت مین
قدمون کے اور یہہ نہوگا مگر طبقہ فوقانیہ مین جو مکان اس امت کے
گناہگارون کا ہی۔ اور تحقیق کہ اس مضمون کے احادیث صحت کو
پہونچے ہین کہ خارج ہونگے مومنین دوزخ سے یہانتک کہ باقی نرہیگا

هذہ الطبقۃ بعد ما یخرج منہا عصاۃ ہذہ الامۃ تنطفی نارہا وتصفق الریح ابوابہا وینبت فیہا الجرجیر ولا یجوز ان ینبت فیہا الجرجیر وفیہا نار تمس تحت القدم فوجب ان یخرج منہا ابو طالب بہذہ الادلۃ و کلہا صحیحۃ ثم قال البرزنجی ونقول ورد فی الصحیح انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال شفاعتی لاہل الکبائر وفی لفظ لمن لم یشرک باللہ شیئا واللام للاختصاص مثل الحمد للہ ومعناہ شفاعتی مختصۃ باہل الکبائر وحیث کانت مختصۃ باہل الکبائر فہی لا تکون لمشرک یعنی

آتش مین جس کے قلب مین رائی کے دانہ سے بھی بہت ہی کمتر ایمان ہو اور یہہ حدیث بھی صحت کو پہنچی ہی کہ اس طبقہ سے اس امت کے گنہ گار نکلنے کے بعد اوسکی آگ بجھ جاویگی اور دروازون پر ہوا مارتی رہیگی اور اوگیگا گھانس حالانکہ جہان ایسی آگ ہو کہ کف پا کو مس کرتی وہان گھانس پیدا نہین ہوسکتا پس ان ادلہ سے واجب ہوا کہ مقام مذکور سے ابو طالب نکالا جاوے اور جمیع ادلہ صحیح ہین پھر برزنجی نے کہا کہ اور ہم کہتے ہین کہ صحیح مین وارد ہوا ہے کہ فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے شَفَاعَتِی لِاَہْلِ الْکَبَائِرِ یعنے میری شفاعت اہل کبائر کیلئے ہی۔ اور یہہ لفظ بھی وارد ہی لِمَنْ لَمْ یُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا یعنے میری شفاعت اوس کے لئے ہی کہ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی شی شریک نکیا ہو۔ اور لام اختصاص کے لئے آیا مثل الحمد للہ کے پس اوسکا معنی یہہ ہے

ان الشفاعة التی لغفران الذنوب تختص باهل الکبائر فان الصغائر یکفرها اجتناب الکبائر والکفار لا تنفعهم شفاعة الشافعین لان الله لا یغفر ان یشرك به واذا لم یغفر لم یدخل تحت الشفاعة لان کل عذاب فی مقابلة ذنب مالم یغفر ذلك الذنب لا یرتفع عنه العذاب الذی فی مقابلته واذا لم یغفر الشرك صدق ان لا تنفعه شفاعة الشافعین والشافعین جمع محلی باللام فیفید العموم لجمیع الشافعین فتدخل شفاعته صلی الله علیه وسلم

کہ میری شفاعت مختص ہے اہل کبائر کے ساتھ اور جب اہل کبائر کے ساتھ مختص ہوئی تو وہ مشرک کو نصیب نہو گی یعنی جو شفاعت بخشایش ذنوب کیلئے ہو گی وہ اہل کبائر کے ساتھ خاص ہو گی کیونکہ گناہ کبیرہ سے بچنا یہہ کفارہ ہو جاتا ہے گناہ صغیرہ کا اور کفار کو شفاعت شافعین کی نافع نہین ہے کیونکہ خداتعالی شرک کو نہین بخشتا اور جب شرک کو نہین بخشتا ہی تو اوسکو تحت شفاعت داخل نہین کریگا کیونکہ ہر ایک عذاب ایسے گناہ کے عوض مین ہے کہ جب تک وہ بخشی نجاوے اوسکے عوض کا عذاب رفع نہو گا۔ اور جبکہ شرک کی بخشایش نہین ہوئی ہے تو یہہ صادق آیا لَا تَنْفَعُهٗ شَفَاعَةُ الشَّافِعِیْنَ یعنے نہین نفع دیگی مشرک کو شافعین کی شفاعت اور لفظ الشافعین جمع محلی باللام ہے جو فائدہ دیتا ہے عموم شافعین کا پس اس عموم مین داخل ہو گی شفاعت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پس وہ

فانما لا تنفع الکافرین کما لا تنفعهم شفاعة غیرہ وابو طالب قد نفعته
شفاعة النبی صلی اللہ علیه وسلم فخفف عنه العذاب واخرج من
غمرات النار الی ضحضاح النار بشفاعة النبی صلی اللہ علیه وسلم
فوجب ان یکون من اهل الکبائر ما عدا الکفر ووجب ان یخرج من النار
ولانه صار من عصاۃ الامة الذین هم فی الطبقة العلیا وکل من کان
کذلک یخرج ویدخل الجنة وهذا معنی قوله صلی اللہ علیه وسلم
ارجوله من ربی کل خیر وهذا الحدیث اخرجه ابن سعد وابن عساکر

کفار کو نفع نہ دیگی جیسے اورون کی شفاعت بھی اونکو نفع نہین
دیتی ہے اور ابوطالب کو تحقیق نفع دیگی شفاعت رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اون سے عذاب بھی تخفیف ہوگا۔ اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بچالے جائینگے کثرت آتش سے
ضحضاح نار مین یعنے اوس مقام مین جہان آگ صرف زیر قدم ہوگی
پس واجب ہوا ہونا ابوطالب کا اہل کبائر سے سوائے کفر کے اور واجب
ہوا اونکا نکالاجانا آگ سے۔ کیونکہ ہوگئے ابوطالب اون گنہگاران
امت سے جنکا مقام دوزخ مین سب سے اوپر کے طبقہ مین ہوگا۔
اور جو شخص کہ ایسا ہوگا وہ دوزخ سے نکالا جائیگا اور جنت مین
داخل کیا جائیگا۔ اور یہی معنی ہے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ترجو لابی طالب قال کل الخیر ارجوا من ربی ولا یرجی کل الخیر الا لمؤمن ولا یجوز انہ یراد بھذا ما حصل من تخفیف العذاب فانہ لیس خیرا فضلا عن ان یکون کل الخیر وانما ھو تخفیف الشر بعض الشر اھون من بعض والخیر کل الخیر دخول الجنۃ واخرج امام الرازی فی فوایدہ بسند یعتد بہ فی المناقب عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ شفعت

اَرْجُوْلَہٗ مِنْ رَبِّیْ کُلَّ خَیْرٍ یعنے اپنے رب سے ہر طرح کے خیر کی امید اس کیلیے رکھتا ہون۔ اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابن سعد وابن عساکر نے بیان کیا کہ ابن عباس رض نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے دربارہ ابوطالب کے کیا امید ہی جواب مین آپ نے فرمایا کہ اپنے رب سے ہر طرح کی امید ابوطالب کے لئے خیر کی رکھتا ہون اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک خیر کی امید نہین رکھینگے مگر مومن ہی کیلئے اور جائز نہین ہے کہ مراد کل الخیر سے تخفیف عذاب لی جاسے کیونکہ وہ خیر ہی نہین ہی کل الخیر ہونا تو در کنار ہے۔ اور تخفیف عذاب ہی شر ہے اور بعض شر اہون ہے بعض سے۔ اور خیر جو کل الخیر ہو وہ دخول جنت ہے اور امام رازی اپنی کتاب فوائد مین ایسی سند سے جس پر مناقب مین اعتبار

لابی وامی وعمی ابیطالب واخ لی کان فی الجاهلیة اورده المحب الطبری
فی کتابه ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ واخرجه ابو نعیم
وصرح بان الاخ کان من الرضاع (قال البرزنجی ان النار اسم للطبقات
کلها وقد اخبر صلی الله علیه وسلم ان اباطالب اخف اهل النار
عذابا علی الاطلاق وبین وجه ذلک بان النار لا تمس الا تحت قدمیه
فلا یجوز ان یکون کافرا لان فی المومنین من صح الاخبار عنهم فی ذنب

کیا جاتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہوگا روز قیامت کا مین شفاعت کرونگا اپنے
باپ اور مان اور چچا ابی طالب کی اور بہائی کی جو تھا جاہلیۃ مین اس حدیث
کو محب طبری نے کتاب ذخایر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ مین بیان
کیا اور اس حدیث کو ابو نعیم نے اخراج کیا ہے اور اس امر کی تصریح کی
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برادر رضاعی تھا کہا برزنجی نے کہ نار
جمیع طبقات کا نام ہے اور تحقیق خبر دی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ بلاشبہہ ابوطالب بلحاظ عذاب اخف اہل نار ہے علی الاطلاق
اور اسکی وجہ یہہ بیان فرمائی کہ آتش مس نہین کریگی مگر اوس کے زیر قدم
کو پس اونکا کافر ہونا جایز نہوگا کیونکہ اس سے سخت عذاب کے اخبار
صرف ایک گناہ کے عوض مین (جیسے خیانت غنیمت یا عقوق والدین

واحد من الغلول او العقوق او تعذیب الهرة او التبختر بعد ا ب اکتب من هذا فقد جاء فیمن غل من الغنیمة شملة صغیرة انها تلتهب علیه نارًا وفیمن غل بردة من صوف انه جعل له درع مثلها من نار وان من جاء بریئا من الغلول دخل الجنة وجاء ان عقوق الوالدین من اکبر الکبائر وذکر فی بعض الاحادیث بعد الشرک باللہ وفی القرآن واعبدوا اللہ ولا تشرکوا به شیئا وبالوالدین احسانا وصح ثلاثة

یا بلی کو تکلیف دینا یا غرور و ناز سے چلنا) مومنین کے حق بھی آئے ہین پس اوس شخص کے شان مین جس نے مال غنیمت سے ایک چھوٹی کمل چُراوے یہہ خبر آئی ہے کہ وہ آگ بنکر سارق پر شعلہ زن ہو گی۔ اور جو شخص ایک پشمینہ کپڑا چُراوے اوس کے حق مین یہہ وارد ہے کہ سارق کو آگ کا ویسا ہی کپڑا پہنایا جاویگا۔ اور یہہ بھی آیا ہے کہ جو شخص سرقت سے بری رہیگا داخل جنت ہوگا۔ اور یہہ بھی آیا ہے کہ والدین کی نافرمانی اکبر الکبائر ہے۔ اور بعض احادیث مین شرک کے بعد عقوق والدین کا ذکر ہے اور قرآن شریف مین مذکور ہے وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا سورہ نساء رکوع ۵ یعنے بندگی کرو اللہ کی اور مت شریک کرو اوس کے ساتھہ کسی چیز کو اور والدین سے احسان کرو۔ اور صحت کو پہونچی یہہ بات کہ کوئی عمل ساتھہ اس تین

لا ینفع معھن عمل الشرک باللہ وعقوق الوالدین والفرار من الزحف وصح ایضًا لا ینظر اللہ یوم القیامۃ لعاق والدیہ وصحت احادیث کثیرۃ فی شدۃ عذاب العاق لوالدیہ وانہ آخر من یخرج من النار من العصاۃ وصح دخلت امراۃ النار فی ھرۃ ای بسبب حبسھا ھرۃ وصحت احادیث کثیرۃ فی النھی عن التبختر وشدۃ العذاب لمن تبختر ولو کان ابوطالب کافرا لکان عذاب الکفر دون عذاب الکبائر ومع ان

چیز کے نفع نہ دیگا یعنے شرک باللہ اور عقوق والدین۔ اور وقت مقابلہ میدان جنگ سے بہاگنا۔ اور یہہ بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز عاق والدین پر نظر نکریگا۔ اور بہت احادیث صحیحہ سے عاق والدین کے لئے شدت عذاب ثابت ہی اور وہ شخص تمامی گناہگارون کے بعد دوزخ سے نکالا جائیگا۔ اور صحت کو پہونچی ہے یہہ بات کہ ایک عورت بسبب قید کرنے بلّی کے داخل دوزخ ہوی۔ اور ناز سے چلنے کی ممانعت مین اور ایسے چلنے والے کو سخت عذاب ہونے کے بیان مین بہت سی صحیح حدیثین آئی ہین۔ اگر ابوطالب کافر ہوتے تو کفر کا عذاب کبائر کے عذاب سے کم ہوتا حالانکہ عذاب کفر کا عذاب کبائر سے یقینًا فایق ہے جس مین کوی شبہہ نہین ہے کیونکہ کفر اکبر کبائر ہے اور وہ نہین بخشا جائیگا بخلاف باقی کبائر

عذاب الکفر فوق عذاب الکبائر قطعا وھذا لا شک فیہ فان الکفر اکبر الکبائر ولا یغفر بخلاف بقیۃ الکبائر ولو وجد مؤمن عاص اخف عذابا من ابیطالب لزم الخلف فی قول الصادق صلی اللہ علیہ وسلم حیث جعلہ اخف اھل النار عذابا علی الاطلاق فوجب ان یکون عذابا کعذاب عصاۃ المؤمنین بل یکون اخف العصاۃ عذابا وھذا العذاب فی مقابلۃ کبیرۃ ھی ترک النطق بالشہادۃ

کے اور ابیطالب سے کم عذاب پانیوالا اگر کوئی گنہ گار مومن پایا جاوے تو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مین کذب لازم آئیگا کیونکہ آپ نے ابیطالب کو مطلقا اہل نار مین اخف العذاب قرار دیا ہے۔ پس لازم آیا ہونا ابیطالب کے عذاب کا مثل عذاب مومنین گنہ گار کے بلکہ انکا عذاب گنہ گارون کے عذاب سے بھی اخف ہوگا۔ اور یہہ عذاب ایک کبیرہ یعنی کلمہ شہادت کے نہ کہنے کے عوض مین ہے بشرطیکہ ہم یہہ کہین کہ ابوطالب کلمہ شہادت نہ کہے اور اونکا یہہ نہ کہنا کبیرہ گناہون سے ایک گناہ ہے۔ اور کلمہ شہادت نہ کہنے کے نسبت ابیطالب کا عذر اگرچہ مانع صحت ایمان نہین ہے لیکن اوسکی معصیت ہونے کا منافی بھی نہین ہے۔ یا یہہ کہ ابیطالب نے کلمہ شہادت

ان قلنا انه لم ینطق بہا وان ترك النطق بہا معصیة من کبائر المعاصی وان عذره فی ترك النطق بہا لا یمنع من صحة الایمان لکنه لا ینفی کون ذلك الترك معصیة أو نطق بہا ولم یسمعہا النبی صلی الله علیه وسلم فلم یعتد بہا فکانه مانطق بہا وذلك ان النبی صلی الله علیه وسلم حضر اباطالب عند الموت وعنده ابوجہل وعبد الله بن ابی امیة المخزومی فقال له النبی صلی الله علیه وسلم ای عم قل لا اله الا الله کلمة احاج لك بہا عند الله فقال ابوجہل وعبد الله بن أبی امیة یا اباطالب اترغب من ملة عبد المطلب فلم یزالا یرد

کہا اور اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سماعت نفرمایا پس نہین اعتبار کیا اوسکا پس گویا وہ کلمہ شہادت کہا ہی نہین اور یہہ اسطرح ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ابیطالب کے پاس اون کے موت کے وقت تشریف لائے اور اون کے پاس ابوجہل اور عبد اللہ بن ابی امیۃ المخزومی موجود تھے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اَیْ عَمِّ قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَلِمَۃً اُحَاجُّ لَکَ بِہَا عِنْدَ اللّٰہِ یعنے اے چچا لا الہ الا اللہ کہو اس کلمہ کے سبب سے مین تمہارے لئے اللہ کے پاس حجت پیش کرونگا پس کہا ابوجہل اور عبد اللہ ابن ابی امیہ نے اے ابوطالب کیا تم ملت سے عبد المطلب کے روگردانتے ہو۔ پس اس قول

انه حتی قال ابوطالب آخر ما کلمهم به هو علی ملة عبد المطلب وابی
ان یقول لا اله الا الله **وفی روایة** فلما رای ابوطالب حرص
رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ایمانه قال یا ابن أخی لولا مخافة
قریش انی انما قلتها جزعا من الموت لقلتها **وفی روایة** لما تقارب
من ابیطالب الموت نظر الیه العباس فرآه یحرك شفتیه فاصغی
الیه باذنه فسمع منه الشهادة فقال للنبی صلی الله علیه وسلم
یا ابن اخی والله لقد قال اخی الکلمة التی امرته بها ولم یسمع العباس

کو ان ہر دونون نے تکرار کرتے رہے یہانتک کہ ابوطالب نے
بات کی اوہون نے ان لوگون کے ساتھ جو گفتگو کی اوسکا اخیر یہہ تھا
کہ وہ عبد المطلب کے ملت پر ہے اور انکار کیا لا اله الا الله کہنے سے
اور ایک روایت اسطرح وارد ہے کہ جب ابوطالب نے دیکھا کہ
رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکے ایمان لانے پر کمال آرزو ہے
تو کہا اے برادرزادے اگر ہوتا قریش سے خوف طعنہ زنی
کا کہ مین نے موت سے ڈر کر یہہ کلمہ کہا تو بے شک اوسکو کہتا
اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ ابیطالب سے جب موت قریب
ہوی تو اون کے طرف عباس نے نظر کیا پس دیکھا اونکو کہ اپنے
دونون لب ہلا رہے ہین پس عباس نے اونکی طرف کان لگا دی

بلفظ لا اله الا الله لكونه لم يكن اسلم حينئذ فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لم اسمع وهذا معنى قولهم انه صلى الله عليه لم يعتد بها
فكانه لم ينطق بها والقائلون بعدم نجاته لم يأخذوا بهذا الحديث
لكون العباس شهد بها حال كفرة قبل ان يسلم وبعضهم ضعف هذا
الحديث فعلى تسليم عدم الاعتداد بنطقه هذا وان الحديث ضعيف
فنقول هو كافر باعتبار احكام الدنيا واما عند الله فهو مؤمن
ناج ممتلى قلبه ايمانا بدليل ما تقدم عنه مما يدل على ذلك انه يمكن

پس سُنا اوس سے شہادت کو پس کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ اے میرے بھتیجے خدا کی قسم ہے میرا بھائی یقیناً وہ کلمہ کہا جسکا آپنے
امر فرمایا تھا اور عباس رضؓ اپنے زبان سے تصریحاً لا الہ الا اللہ
نہ کہے کیونکہ اوسوقت مشرف بایمان نہ ہوے تھے۔ پس رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں سنا اور یہی ہے مقصود
اون کے اس قول سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا اعتبار
نہیں فرمایا پس گویا ابیطالب نے کلمۂ شہادت نہ کہا۔ اور جو اشخاص
عدم نجات کے قائل ہیں وہ اس حدیث کو لیتے ہی نہیں اس لیئے
کہ یہہ گواہی عباس رضؓ کی قبل اسلام لانے کے حالت کفر کی تھی
اور بعض نے حدیث مذکور کو ضعیف کہا۔ پس ابیطالب کے نطق

ان عدم نطقه بحضور ابی جهل وعبد الله بن امیة حرصا منه
علی بقاء الحفظ للنبی صلی الله علیه وسلم وصیانته من اذیتهم
له بعد وفاته لانه کان یری انه اذا اظهر لهم انه علی دینهم
تبقی حرمته وتعظیمه عندهم بعد وفاته فلا ینال النبی صلی الله
علیه وسلم منهم اذی واذا کان هذا قصده کان معذورا فتکون
اجابته لهما بما اجابهم به مداراة لهما لئلا ینفرهما خشیة

بالشہادت کے عدم اعتبار اور ضعف حدیث کو تسلیم کر لینے پر بھی ہم
یہہ کہینگے کہ وہ احکام دنیا کے اعتبار سے کافر ہے لیکن الله
کے پاس مومن تھے نجات پانے والا ایمان سے اونکا دل بھرا ہوا
تھا اسکی دلیل پیشتر مذکور ہوی جسپر یہہ امر دلالت کرتا ہے ممکن ہے
کہ ابی جہل اور عبد اللہ بن امیہ کے سامنے ابیطالب کا کلمہ شہادت
نہ کہنا صرف اس طمع سے ہو کہ اپنے مرنے کے بعد بھی قریش کی اذیت
سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہین کیونکہ ابیطالب یہہ سمجھتے تھے
کہ قریش پر جب یہہ ثابت ہو جائیگا کہ وہ اونہی کے دین پر ہے
تو مرنے کے بعد بھی اپنی تعظیم قریش کے پاس باقی رہیگی پس اسلئے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ پہونچیگی۔ اور جب کہ ہو یہ قصد
ابوطالب کا تو وہ معذور رہین پس ابوطالب کا جواب مذکورہ سے

ان یوذوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ علی انہ
یمکن الجمع بین امتناعہ ونطقہ بانہ امتنع بحضورہما مداراۃ لہما
فلما انطلقا وذہبا نطق بہا واصغی الیہ العباس فسمعہ ینطق بہا
ولہذا قال فی الحدیث السابق ماکلمہم بہ یعنی اباجہل ومن کان معہ
ولم یقل اخر ما تکلم بہ مطلقا فدل علی ان قولہ ہو علی ملۃ عبدالمطلب
دلیل علی انہ علی التوحید لان عبدالمطلب کان علی التوحید کبقیۃ

اون دونون کو جواب دینا اون کے مدارات کے لئے ہوگا اس
خوف سے کہ کہین اون دونون کو نفرت ہوجاوے اور اپنے
مرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ پہونچاوین اس کے
علاوہ نطق بالشہادت اور امتناع نطق کے دونون روایت
اسطرح جمع بھی ہوسکتے ہین کہ اون دونون کے سامنے اونکی
مدارات کے لئے کلمۂ شہادت کہنے سے باز رہا اور جب وہ چلا گئے
تو کلمۂ مذکورہ کہا اور اوس کے طرف عباس نے کان لگادئے تو
سنا کہ کلمۂ شہادت کہہ رہا ہے اور اسیواسطے حدیث سابق مین
کہا ماکلمہم بہ یعنے ابیطالب نے ان لوگون کے ساتھ جو
گفتگو کی اور مطلقا یہہ نکہا کہ ماتکلم بہ یعنے ابیطالب نے جو گفتگو
کی پس اوسکا یہہ قول کہ وہ عبدالمطلب کی ملت پر ہے دلیل ہے

آبائه صلی اللہ علیہ وسلم کما حقق ذلک الجلال السیوطی وغیرہ
فی رسائل متعددۃ فابہم ابوطالب علیہم الجواب لیرضیہم ظاہرا و
ہو یعلم ان عبد المطلب کان علی التوحید واخرج ابن عساکر
عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان لابی طالب عندی رحما سابلہا
ببلالہا والقائلون بعدم نجاتہ یقولون ان حدیث الصحیحین

اس امر پر کہ ابیطالب توحید پر تھے کیونکہ عبد المطلب بھی مثل باقی
آبائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توحید پر تھے چنانچہ اسکی تحقیق جلال الدین
سیوطی وغیرہ نے اپنے رسائل مین کی ہے پس ابوطالب نے
اپنے جواب کو اونپر مبہم رکہا تاکہ ظاہر مین اونکو راضی کرے حالانکہ
ابوطالب جانتے تھے کہ عبد المطلب توحید پر تھے اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرٍ
عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَقُوْلُ اِنَّ لِاَبِیْ طَالِبٍ عِنْدِیْ رِحْمًا سَاَبُلُّہَا بِبِلَالِہَا یعنی عمرو بن
العاص سے ابن عساکر اخراج کیا کہ کہا مین سنا کہ فرماتے تھے رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس ابیطالب کی ایسی قرابت
ہے کہ مین قریب اوسکے لایق صلہ رحمی کرونگا اور عدم نجات
ابیطالب کے قایل یہہ کہتے ہین کہ صحیحین کی یہہ حدیث جس مین

الذی فیہ کان فی غمرات من النار یدفع ایمانہ وان ھذا شان
من مات علی الکفر قال البرزنجی قلنا لیس من شان من مات
علی الکفر یکون فی ضحضاح من النار بل شانہ ان یکون فی الدرک
الاسفل من النار فقبول الشفاعة فیہ حتی صار فی ضحضاح دلیل
علی عدم کفرہ اذ لا تقبل فی الکافر شفاعة الشافعین وقولہ صلی اللہ
علیہ وسلم لولا انا کان فی الدرک الاسفل من النار معناہ لولا ان

کَانَ فِیْ غَمْرَاتٍ مِنَ النَّارِ آیا ہے ابیطالب کے ایمان کو دفع
کرتی ہے اور یہہ شان اوسکی ہے جو کفر پر مرے۔ برزنجی نے
کہا ہم کہتے ہین کہ جو شخص کفر پر مرے اوسکی یہہ شان نہین ہے کہ ضحضاح
نار یعنے ایسے مقام مین رہے کہ جہان آگ صرف زیر قدم ہو بلکہ آگ
کے طبقۂ اسفل مین رہنا اوسکی شان ہے۔ پس ابیطالب کے حق
مین شفاعت کا مقبول ہونا یہانتک کہ وہ ضحضاح مین ہو جاے یہہ
دلیل ہے اوس کے عدم کفر پر کیونکہ کافر کے حق مین شفاعت کرنیوالون
کی شفاعت مقبول نہو گی۔ اور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہہ قول لَوْلَا اَنَا لَکَانَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یعنے اگر مین نہوتا
تو ہوتا ابوطالب درک اسفل مین نار سے اسکا معنی یہہ ہے کہ اگر
اللہ تعالی میرے سبب سے ابیطالب کو ایمان کی ہدایت نکرتا تو البتہ مرتے

اللہ هداه بی للایمان لمات کافرا وکان فی الدرك الاسفل من النار فهو نظیر قوله صلی اللہ علیه وسلم فی ولد الیهودی الذی زاره صلی اللہ علیه وسلم فی مرضه وعرض علیه الاسلام فاسلم ومات الحمد للہ الذی انقذه بی من النار وحینئذ ظهر لنا معنی لطیف فی هذا الحدیث الآخر الذی کان فی غمرات من النار فشفعت له فاخرج الی ضحضاح منها وهو ان المعنی کان مشرفا علی دخول الغمرات

کافر او رہوتے درک اسفل مین پس قول مذکور نبی صلی اللہ علیه و آلہ وسلم کے اس قول کی نظیر ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ بِیْ مِنَ النَّارِ یعنے سب تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے کہ جس نے میری وجہ سے اس یہودی کے لڑکے کو آگ سے نجات دیا۔ آپ نے یہہ ارشاد یہودی کے اوس لڑکے کے شان مین فرمایا تہا کہ جس سے آپ نے اوسکی حالت مرض مین ملاقات کی اور اوسپر اسلام پیش فرمایا پس وہ اسلام لایا اور مر گیا۔ اور اس حالت مین ظاہر ہوگیا ہمارے لئے ایک لطیف معنی اس دوسری حدیث مین کَانَ فِیْ غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ فَشَفَعْتُ لَہٗ فَاَخْرَجَ اِلٰی ضَحْضَاحٍ مِنْهَا معنی لطیف یہہ ہے کہ ابیطالب آگ کی سختیون مین قریب داخل ہونیوالے تھے جبکہ اونہون نے کلمۂ شہادت کہنے سے انکار کیا تہا پھر شفاعت کی مین نے اوس کے

حیث ابی ان یشھد ثم تشفعت فیہ فھداہ اللہ للایمان ولا ینافی
ھذا قولہ الم اسمع لجواز ان اللہ اخبرہ بعد ذلک وقولہ تعالی انک
لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وان نزلت فی

حق مین پس اللہ نے اوسکو ایمان کی ہدایت کی نہین ہے یہہ معنی منافی
اوس قول کے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَنَا لَمْ اَسْمَعْ یعنے
مین نہین سنا کیونکہ جائز ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کے واسطے بعد خبر دی
ہو اور اللہ تعالی کا یہہ قول اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ
یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ سورہ قصص یعنے تحقیق تو نہ ہدایت دیگا جسکو تو دوست

ف[1] امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین کہ ظاہر آیت کفر ابیطالب پر دلالت نہین کرتی
لیکن زجاج کہتا ہے کہ مسلمانون کا اجماع اس امر پر ہے کہ یہہ آیت ابیطالب کے شان
مین نازل ہوی۔ ابو طالب اپنی موت کے وقت کہے کہ ای گروہ بنی عبد مناف
محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو اور انکو صادق جانو اسی مین تمہاری
فلاح اور رشد ہے اوسوقت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای چچا
کیا آپ دوسرون کو نصیحت کرتے ہو اور اپنی ذات کو چھوڑ دیتے ہو۔ ابو طالب نے
کہا کہ اے میرے بھتیجے تمہارا کیا ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ مرنیکیوقت لا الہ الا اللہ
کہو تا کہ مین اللہ تعالی کے پاس اسکی گواہی دون۔ ابو طالب نے کہا کہ اے میرے
بھتیجے بے شک تم سچے ہو لیکن مین اسوجہ سے مجبور ہون کہ مخالفین کہینگے کہ

ابیطالب فنزولہا فیہ لا ینافی ان اللہ ھو الذی ھداہ بعد ان أیس النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہ **واخرج** ابن سعد وابن عساکر عن علی رضی اللہ عنہ قال اخبرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بموت

رکھتا ہے ولیکن اللہ تعالیٰ جسکو چاہے ہدایت دیگا۔ اگر ابوطالب کے شان مین نازل ہوی ہے تو وہ اس امر کی منافی نہین ہے کہ ابیطالب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مایوس ہونے کے بعد خدانے اوسکو ہدایت دی ہو۔ اور علی رضی اللہ عنہ سے ابن سعد وابن عساکر نے روایت کیا کہ کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ خبر دی مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابی طالب کی موت کی

موت سے گھبراکر ایسا کہا۔ میرے بعد تجھے اور تیرے بھائیون کو اذیت دینے کا خوف ہوتا تو بے تامل مین تیری آنکھ ٹھنڈی کرتا کہ جس سے جدائی کیوقت تیری نصیحت و خواہش پوری ہوتی۔ اب مین عنقریب اپنے آبا و اجداد یعنے عبدالمطلب ہاشم و عبدمناف کی ملت پر مرونگا۔ مترجم کہتا ہے کہ اگرچہ زجاج اس امر کا قائل ہے کہ آیۂ مذکورہ ابیطالب کے شان مین نازل ہوی لیکن اوسی کے قول سے ابوطالب کا ایمان ثابت ہوتا ہے کیونکہ اونہون نے گروہ عبدمناف کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی تاکید کی اور یہہ ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو جب تک کہ افضل واحسن یقین نہ کرے دوسرون کو اوس کے اختیار کرنے کی تاکید نہین کرتا ہے۔ ثانیاً رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق قول مذکورۂ بالا مین انہون نے علانیہ کی ہے۔ ثالثاً زبان سے لا الہ الا اللہ نہ کہنے کی نسبت

ابی طالب فبکی وقال اذھب فغسله وکفنه وواره غفر الله له ورحمه
ففعلت واتما ترك النبی صلی الله علیه وسلم المشی فی جنازته اتقاء
من شر سفهاء قریش وعدم صلاته لعدم مشروعیة صلاة الجنازة
یومئذ وقد ذکر اهل السیر انه لما مات ابو طالب نالت قریش

پس رویا آپ نے اور فرمایا جاتو پس اوسکو غسل وکفن دے اور دفن کر
اوسکو بخشے اللہ اور رحم فرمائے اوسپر مین نے اوسی طرح کیا۔ اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم صرف جہلاء قریش کے شر سے بچنے کی غرض سے
اوس کے جنازہ کے ساتھ چلنا ترک فرمایا اور نماز جنازہ کا نہ پڑہنا اسوجہ سے تھا
کہ اوسوقت تک نماز جنازہ کا حکم ہی نہ تہا۔ اور اہل سیر نے ذکر کیا ہے
کہ جبکہ ابو طالب کا انتقال ہوگیا تو قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
وہ اذیتین دینا شروع کی کہ جسکی طمع زندگی ابیطالب مین نہین کرتے تھے

انہون سے جو عذر نسبت اذیت رسانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کیا ہے اوس سے
اونکی نیک نیتی اور کمال صداقت ظاہر ہے ماسوا اس کے عذر مذکور محققین ومتکلمین
کے نزدیک مقبول ہے جو تصدیق قلبی کو منافی نہین کیونکہ نطق بالشہادتین
نزدیک بعض ائمہ کے جزء ایمان نہین ہے جب جز نہو تو اس کے فوت ہونے
سے ایمان کا فوت ہونا لازم نہ آیا پس ابو طالب مصدق بالقلب تھے سوانکے اقوال
واشعار جو اس کتاب مین مذکور ہوے ظاہر ہے حاجت تکرار کی نہین۔

من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاذی مالم تکن تطمع فیہ فی حیاۃ ابیطالب حتی اعترضہ سفیہ من سفہاء قریش فنثر علی راسہ ترابا فدخل صلی اللہ علیہ وسلم بیتہ والتراب علی راسہ فقامت الیہ احدی بناتہ فجعلت تزیل عنہ التراب وھی تبکی و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تبکی یا بنیۃ فان اللہ مانع اباك وقال ما نالت منی قریش شیئا اکرھہ حتی مات ابوطالب و

یہانتک کہ سفہاء قریش سے ایک جاہل عین راہ میں متعرض ہوکے سر مبارک پر مٹی ڈالا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل مکان ہوے اور آپ کے سر پر مٹی تھی پس آپکی ایک بیٹی کھڑی ہوئیں اور روتے ہوے سر مبارک سے مٹی کو دفع کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای بیٹی مت گریان ہو کہ اللہ تعالے تیرے باپ سے ہر شئے کا دفع کرنے والا ہے۔ اور فرمایا کہ موت ابیطالب تک قریش نے میرے نسبت کسی شئی مکروہ کا قصد نہ کیا تھا اور قریش کے اسقدر جلد درپے آزار ہونے کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ موت ابیطالب کے وقت اوس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ شہادت کہنے کی مکرر خواہش کی تھی جسکی وجہ سے ابیطالب کے پاس سے اوٹھنے ہی کے وقت سے قریش کو

ویؤید استعجال اذاھم لہ انہم قاموا من عند ابیطالب مغضبین حاقدین
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیث کان یکرر علی ابیطالب طلب
النطق بالشہادتین ولما رای رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قریشا
انجموا علی اذیتہ قال یاعم ما اسرع ما وجدت فقدک وجاء
فی روایۃ البیہقی ان علیا رضی اللہ عنہ لما مات ابوطالب قال
یارسول اللہ ان عمک الشیخ الضال قدمات قال اذھب فوارہ
قلت انہ مات مشرکا قال اذھب فوارہ فلما واریتہ رجعت الی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نسبت غصہ اور حسد پیدا ہوگیا تھا
اور جبکہ دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریش آپ کی اذیت پر
ہجوم کر رہے ہین تو فرمایا کہ اے چچا کسقدر جلدی کی ہین وہ اذیتین
جنکو مین تیری مفقودی مین پاتا ہون۔ اور بیہقی رح کی روایت
مین آیا ہے کہ جب وفات پاے ابوطالب کہا علی رضی اللہ تعالی
عنہ نے کہ یارسول اللہ آپ کا چچا شیخ گمراہ مرگیا آپ نے فرمایا
جا اور اوسکو دفن کر۔ مین نے کہا کہ وہ مشرک مرا ہے پھر فرمایا
جا اور دفن کر پس جبکہ مین نے اوسکو دفن کر چکا تو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ پس آپ نے فرمایا تو غسل کرلے۔ پس علی
رضی اللہ تعالی عنہ کا یہہ قول آپکا چچا گمراہ بڈہا مرگیا۔ مخالف حدیث

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اغتسل فقوله ان عمك الشيخ الضال قد مات مخالف للحديث السابق واجيب بان هذا منظور فيه الى ظاهر حاله في الدنيا ولعل عليا رضی اللہ عنہ قال ذلك بحضور سفهاء المشركين مداراة لهم فلا ينافي الحديث السابق المنظور فيه الى باطن الحال وحقيقة نفس الامر وهو ايمانه وتصديقه والحاصل انه يصح الاخبار عنه بالكفر بالنظر لظاهر الحال واحكام الدنيا فلا ينافي انه مؤمن باعتبار باطن الامر وما عند الله بدليل البراهين السابقة الدالة على ايمانه وتصديقه قال البرزنجي ان اعتمادنا في نجاته

سابق سے ہے اسکا یہہ جواب دیا گیا ہے کہ اس دوسری حدیث مین ابیطالب کے دنیوی ظاہر حال پر نظر کی گئی ہے اور شاید کہ اسکو علی رضی اللہ عنہ نے سفہاء مشرکین کے سامنے اون کے مداراة کے لئے فرمایا ہو پس حدیث سابق کے منافی نہو گی جس مین باطن حال اور حقیقت نفس الامر یعنے ابیطالب کے ایمان وتصدیق پر نظر کی گئی ہے جو عند اللہ رہا۔ کہا برزنجی نے ہمارا اعتماد نجات ابی طالب مین مسلک اول پر ہے جو کافی ہے نجات مین اور دوسرے مسلک کے ہم محتاج نہین ہین لیکن ہم نے اوسکو زیادتی تاکید مدعا کے واسطے ذکر کردیا اور اس ایت سے بھی بلاشبہہ استدلال نجات ہے قوله تعالى

علی المسلک الاول الکافی فی النجاۃ ولا نحتاج الی غیرہ لکن ذکرناہ زیادۃ تاکید للمدعی وقد استدل ایضا للنجاۃ بقولہ تعالی فالذین آمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون وقد صدقہ ابوطالب ونصرہ بما اشتہر وعلم وناہذ قریشا بسببہ بما لا ینکرہ احد من نقلۃ الاخبار فیکون من المفلحین وقال القائلون بعدم النجاۃ انہ نصرہ لکنہ لم یتبع النور الذی انزل معہ وھو الکتاب العزیز الداعی الی التوحید ولا یحصل الفلاح الا بحصول ما رتب علیہ من الصفات کلہا

فَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْ أُنْزِلَ مَعَهٗ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ سورہ اعراف یعنے پس جو لوگ کہ اوسپر ایمان لائے اور اوسکو بزرگ رکھا اور اوسکی مدد کی اور تابع ہوے اوس نور کے جو اوس کے ساتھہ اوترا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہین اور بالیقین ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور آپ کو مشہور و معلوم مدد دی اور آپ کے سبب قریش کے ساتھہ علانیہ دشمنی کی۔ یہہ وہ امور ہین کہ ناقلین اخبار سے کوی شخص اس کا انکار نہین کرتا۔ پس اس صورت مین ابی طالب فلاح پانے والون سے ہوے۔ اور عدم نجات کے قائل کہتے ہین کہ بلاشبہہ ابوطالب نے نصرت تو کی لاکن اونہون نے اوس نور کی اتباع نہ کی جو نبی صلعم

قال البرزنجی اقول ان ارید بالفلاح اصل النجاۃ من النار فھو انما یترتب علی الایمان الذی ھو التصدیق عند المحققین وقد حصل لہ ذلک وان ارید الفلاح التام فلا یلزم من عدمہ حصول الکفر علی انا نقول قد اتبعہ وامر باتباعہ لان الظاھر من العواطف ای فی قولہ امنوا بہ واتبعوا کما ھو الاصل فیہ ان الاتباع غیر الایمان واذا کان غیرہ فیحمل الایمان علی التصدیق وھو حاصل وانما کان الاتباع

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نازل ہوا وہ نور قرآن شریف ہے جو توحید کیطرف بلاتا ہے۔ اور فلاح حاصل نہوگی جب تک کہ کل صفات جو توحید پر مرتب ہوتے ہین حاصل نہون ۔ برزنجی نے کہا کہ مین کہتا ہون کہ فلاح سے مراد اگر نار سے نجات پانا ہے تو وہ مترتب ہوتا ہے ایمان پر جو محققین کے نزدیک تصدیق ہے اور ابیطالب کو یقیناً تصدیق حاصل تھی اگر فلاح سے فلاح تام مراد ہے تو اوس کے نہونے سے کفر لازم نہین آتا اس کے علاوہ ہم یہہ کہتے ہین کہ ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خود بھی اتباع کی اور دوسرون کو بھی اتباع کے لئے حکم کیا کیونکہ حرف عطف سے جو اللہ تعالی کے اس قول مین ہے امنوا بہ واتبعوا جیسا کہ حروف عاطفہ مین اصل ہے یہی ظاہر ہے کہ اتباع غیر ایمان ہے اور جبکہ اتباع غیر ایمان ہوا تو ایمان سے تصدیق

فیما کان شرع حینئذ ولم یکن الا التوحید وصلة الارحام وترک عبادة الاصنام کما مر عن ابیطالب انه سئال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بم بعثت فاخبرہ انه بعث بصلة الارحام وان یعبد اللہ ولا یعبد معه غیرہ لم یکن فی ذلك الوقت فرضت الصلاة ولا الزکاة ولا الصوم ولا الحج ولا الجهاد فلم یبق الا قول لا اله الا اللہ فان اعتبر ما یؤدی التوحید فقد مر انه نطق بالواحدانیة وبحقیة

مراد ہو گی اور وہ تو ابیطالب کو حاصل تھی اور اتباع اونہی امور مین حاصل ہو گی جو اوسوقت مشروع ہوے تھے۔ اور اوسوقت تک سواے توحید اور صلہ ارحام اور ترک بت پرستی کے اور کسی امر کا حکم نہوا تھا چنانچہ پیشتر مذکور ہوا کہ ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کن امور کیلیئے مبعوث ہوے تو آپ نے فرمایا کہ صلہ ارحام اور عبادت الٰہی اور عدم پرستش غیر خدا کے واسطے مین مبعوث ہوا ہون۔ اوسوقت نہ نماز فرض ہوی تھی نہ زکوۃ نہ روزہ نہ حج نہ جہاد۔ پس سواے لا الہ الا اللہ کہنے کے اور کوئی چیز باقی نہ رہی پس اگر یہہ دیکھا جاے کہ ابوطالب نے کسطرح توحید ادا کی تو پیشتر مذکور ہوا کہ اونہون نے اپنے اشعار مین وحدانیت اور حقیقت رسالت اور تصدیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قایل ہوے ہین۔ وفات

الرسالۃ وتصدیق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اشعارہ وانما طلب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ذلک منہ عند وفاتہ لیحوز ایمان الوفاۃ وان لم
یعتد بہ عند الموت فتکون تلک القرائن دالۃ علی انہ کان مصدقا
بقلبہ وانما امتنع من النطق بہ خشیۃ ان ینسبوہ الی الجزع من الموت
والخوف من الموت عندہم عار وقد کانوا غریقین فی السیادۃ والمفاخرۃ
بحیث لا یرضون ان ینسب الیہم اقل قلیل مما یخالفہما فلا یبعد ان یکون
ذلک عندہم عظیما وذلک عذر وہذا بحسب ظاہر الامر واما فی باطن الامر

ابیطالب کے وقت اون سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمہ شہادت
کہنے کی خواہش صرف حصول ایمان وفات کے غرض سے فرمائی تھی گرچہ
قریب موت کا ایمان معتبر نہین ہے پس یہہ (یعنے باوجود معتبر نہونے
ایمان قریب موت کے پہر موت کے وقت کلمہ شہادت پڑہنے کی خواہش
کرنی) قرینہ ہے جو دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ ابوطالب مصدق
بالقلب تہے اور صرف اس خوف سے کلمہ شہادت کہنے سے
باز رہے کہ کہین قریش اسکو بے صبری موت کی طرف منسوب نکردین
اور اون کے نزدیک موت سے ڈرنا عار ہے - اور یہہ لوگ سرداری
اور باہمی فخر کرنے مین ایسے ڈوبے ہوے تہے کہ جو شئی اقل قلیل بہی
اسکے خلاف ہو تو اوسکا انتساب اپنی طرف ناپسند کرتے تہے پس بعید نہین

فالسبب الحقیقی فی عدم نطقه بحضور القوم المبالغة فی المحافظة علی حمایة
النبی صلی اللہ علیہ وسلم و نصرتہ لعلمہ بانہ اذا نطق بذلک وعلموا
انہ اتبع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یعتدوا بحمایتہ وجاھہ عندھم بل
یخفرون ذمتہ وینتھکون حرمتہ ویبالغون فی ایذاء النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وقد کان ابوطالب حریصا علی ان یکون امر النبی صلی اللہ علیہ و
سلم فی دعوة الخلق الی اللہ تعالی باقیا بعد موتہ فلذلک کان محافظا

سے ہے کہ یہہ امر اون کے پاس بڑا ہو۔ اور یہہ عذر بلحاظ ظاہر حال کے ہے
لیکن حقیقت مین قوم کے سامنے کلمۂ شہادت نہ کہنے کا حقیقی سبب
زیادتی محافظت تھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت اور نصرت مین
کیونکہ ابیطالب جانتے تھے کہ جب وہ کلمۂ شہادت کہتے اور قریش کو
معلوم ہوجاتا کہ اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہے تو اوسکی
حمایت اور مرتبہ کا اعتبار اون کے پاس باقی نرہتا بلکہ وہ ذمۂ ابوطالب کو
توڑ دیتے اور اوس کے حرمت کی ہتک کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وصحبہ وسلم کی ایذا رسانی مین مبالغہ کرتے اور ابوطالب کو کمال آرزو
تھی کہ اپنے بعد بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت خلق اللہ پر قایم
رہے لہذا اپنی حرمت قریش کے دلون مین باقی رہنے کی حفاظت
کرتے تھے اگر ابوطالب کلمۂ شہادتین پڑہتے اور قریش کو اسکا علم ہوجاتا

علی بقاء حرمته فی قلوب قریش فلو نطق بالشهادتین و علموا ذلک منه فانه یفوت غرضه من کمال النصرة والحمایة **ثم ذکر البرزنجی احتمالات** لسبب تعذیب ابیطالب مع عصاة المؤمنین غیر النطق بالشہادتین فقال یحتمل ان یکون ذلک لترک الصلاة التی کانت فی اول الاسلام و ھی رکعتان بالغداة و رکعتان بالعشی فان اباطالب طلب منه صلاة تینک الصلاتین فامتنع وکذا التہجد الذی کان یفعله صلی اللہ علیه وسلم

تو ابوطالب کا مقصود جو کمال نصرت و حمایت تھا فوت ہو جاتا۔ اس کے بعد برزنجی نے نطق بالشہادتین کے سوائے دوسرے اون احتمالات کو بیان کیا جو گنہ گار مومنین کے ساتھ ابیطالب کے معذب ہونے کے سبب ہو سکتے ہین۔ پس کہا کہ ممکن ہے کہ یہہ عذاب اوس نماز کے ترک کرنے کے وجہ سے ہو جو ابتداء اسلام مین تھی اور وہ صبح و شام مین صرف دو دو رکعت تھے کیونکہ ابوطالب سے ان دونون نمازون کی خواہش کی گئی تھی تو وہ اس سے باز رہے اور یہی حالت ہے نماز تہجد کی جسکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتداء اسلام مین ادا فرماتے تھے۔ نماز سے باز رہنے کی یہہ وجہ ہو سکتی ہے کہ ابوطالب اس امر کو مکروہ سمجھتے تھے کہ قریش کو یہہ معلوم ہو کہ اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی ہے

فی اول الاسلام فیحتمل ان امتناعه من ذلك كراهة ان یعلم قریش انه اتبع النبی صلی اللہ علیه وسلم فلا یقبلون حمایته ولا یعملون بہا فیکون امتناعه من تلك الصلاة مبالغة فی التعمیة علی قریش ومبالغة فی حمایة النبی صلی اللہ علیه وسلم ونصرته فیکون ذلك عذرا لکنه لا یمنع کون الامتناع معصیة یعاقب علیها وکان هو فی الظاهر یعلل بغیر ذلك فانه لما طلب منه صلاة تلك الصلاة قال الا تعلونی استی فیکون ذلك الامتناع عنادا واستکبارا بحسب الظاهر فیعاقب علیه

اور وہ اوسکی حمایت کو قبول نہ کرین اور اوسپر عمل نکرین۔ پس ابیطالب کا اس نماز سے باز رہنا قریش سے حقیقت حال کو چھپانے مین اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت و نصرت مین مبالغہ کے غرض سے ہوگا لیکن یہہ عذر امتناع نماز کے معصیۃ قابل عذاب ہونے کا مانع نہین ہے اور ابوطالب ظاہر مین اسکی اور ہی وجہ بیان کرتے تھے کیونکہ جب اون سے نماز پڑھنے کی خواہش کی گئی تو اونہون نے کہا کہ مجہپر میری اِست کو بلند مت کرو (سوراخ سرین ۱۲)۔ پس یہہ امتناع بحسب ظاہر تکبر و عناد سے ہوگا۔ پس اوسپر عذاب دیا جائیگا اگرچہ یہہ امتناع قریش سے حقیقت حال کو چھپانے مین مبالغہ کے غرض سے ہوتا کہ قریش اس وہم مین رہین کہ ابیطالب اونہی کے ساتھ

وان کان مبالغة فی التعمیة علی قریش لیوهمهم انه معهم وعلی دینهم ویحتمل ان دخوله النار کان لبعض حقوق العباد التی کانت علیه بعد البعثة **وقد ذکر البرزنجی** فی اول رسالته فی مبحث نجاة الابوین بنجاة جمیع الاباء وانهم کانوا علی التوحید **ثم قال** فی مبحث نجاة ابیطالب لم ینقل عن احد من اعمام النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لم تسب اباءنا وتشتم آلهتنا وتسفه احلامنا کما قالته بقیة قریش فلو عرفوا من اباءهم ذلک لقالوا انزلک ذکر ابائک بسوء واما عداوة ابی لهب فکانت بسبب مصاهرة ابی سفیان فان ابا لهب کان متزوجا

ہے اور اوہی کے دین پر ہے۔ اور دخول نار ابیطالب کے لئے یہہ بھی احتمال ہے کہ اوپر چند حقوق عباد بعد بعثت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تھے اور برزنجی نے اپنے اول رسالہ مین نجات والدین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی بحث مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباو اجداد کے ناجی ہونے کا ذکر کیا اور یہ لکھا ہے کہ یہہ تمام حضرات توحید پر قایم تھے۔ اس کے بعد نجات ابیطالب کی بحث مین کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی چچا سے بھی یہہ منقول نہین ہوا ہے کہ اونہون نے کہا ہو کہ تم ہمارے آباء اور معبودون کو کیون برا کہتے ہو جیسا کہ اسکو باقی قریش کہتے تھے۔ اگر اعمام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا کہ اپنے

اخت ابی سفیان ام جمیل وسمیت فی الاسلام ام قبیح وھی حمالة الحطب
فکان ابولھب یوی ھواھم فالظاھر ان اباطالب کان علی ملة آبائه ولو
عبد ابوطالب صنما لزم ان یکون اول من اشرك من ھذه السلسلة
الطاھرة ولم یثبت بطریق ثابت ان اباطالب اول من احدث الشرك
وعبادة الاصنام من ھذا النسب الطاھر والسلسلة المبارکة والاصل
عدم ذلك فھو تبع لعبد المطلب فی کل احواله من مکارم الاخلاق وحمایة

آباء بھی بت پرستی کرتے تھے البتہ کہتے کہ آپ آباء کا ذکر بدی سے
نہ کرو۔ لیکن عداوت ابی لہب بسبب مصاہرۃ ابوسفیان کے تھی کیونکہ
ابولہب کو ابوسفیان کی ہمشیرہ ام جمیلہ سے تزوج تہا اور اوسکا نام زمان
اسلام مین ام قبیح رکھا گیا۔ اور یہی حمالۃ الحطب ہے پس ابولہب اونہی
لوگون کی خواہش کے مطابق چلتا تہا پس ظاہر یہی ہے کہ ابوطالب ملت
آبائی پر تھے۔ اگر ابوطالب بت پرستی کی ہو تو لازم آویگا کہ وہ اس سلسلہ
طاہرہ مین اول شخص ہین جو شرک کیے حالانکہ طریق ثابت سے یہہ ثابت
نہین ہے کہ اس نسب طاہر اور سلسلہ مبارک مین سب سے پہلے اونہون نے
شرک اور بت پرستی کو احداث کیا۔ پس ابوطالب مکارم اخلاق اور
حمایت عہد اور ریاست مین عبدالمطلب کے کل احوال کی پیروی کی یہانتک کہ دنیا کو
چھوڑا جس حال مین کہ وہ ملت عبدالمطلب پر تھے اسی لحاظ سے انہون نے اشارہ کیا جبکہ کفار قریش کو کہا دہ ملت عبدالمطلب پر ہے

الذمار والرياسة حتى خرج من الدنيا وهو على ملة عبد المطلب وهذا هو الذي اشار اليه ابو طالب لما قال لكفار قريش هو على ملة عبد المطلب فناطهم بكلام مجمل له محمل صحيح يخرجه عن الشرك ويدخله في زمرة الموحدين لما ستعلمه من مناقب عبد المطلب الدالة على انه كان موحدا وعمي عليهم الامر ليبقى جاهه وحمايته عندهم **والحاصل** ان الاحاديث التي فيها ذكر كفر ابيطالب ودخوله النار انما هو بالنسبة للاحكام الدنيوية نظر الظاهر الشرع وان دخوله النار لاجل ترك التلفظ

پس اونہون نے کفار قریش کو ایسے مجمل کلام سے مخاطب کیا جس کے لئے صحیح محمول بھی ہے جو ابو طالب کو شرک سے نکال کر زمرۂ موحدین مین داخل کرتا ہے۔ کیونکہ تو عنقریب عبد المطلب کے ایسے مناقب معلوم کریگا جو دلالت کرتے ہین اون کے موحد ہونے پر اور نیز اس امر پر کہ انہون نے حقیقت حال کو قریش سے مخفی رکھا تھا تاکہ اپنا مرتبہ اور حمایت اون کے پاس باقی رہے۔ حاصل کلام یہہ ہے کہ کفر ابیطالب اور اون کے دخول نار کا تذکرہ جن احادیث مین آیا ہے وہ ظاہر شرع کے لحاظ سے صرف بہ نسبت احکام دنیوی ہے اور اونکا داخل نار ہونا ترک تلفظ کلمۂ شہادت یا کسی فرض کے ترک کرنے کے وجہ سے یا حقوق عباد سے کسی حق کیلئے ہوگا

بالشهادتين اولاجل ترك فرض من الفرايض اولحق من حقوق العباد ولا يلزم من دخوله النار خلوده فيها وليس فى تلك الاحاديث نص على انه يخلد فى النار وقد شفع النبى صلى الله عليه وسلم فى جعله فى ضحضاح ولوكان كافرا ما قبلت شفاعته فيه وصح ان اخف اهل النار عذابا عصاة المؤمنين وان اباطالب اخف اهل النار عذابا على الاطلاق فهو اخف حتى من عصاة المؤمنين وصح ان العصاة يخرجون من الجحيم وان الريح تصفق ابوابها وينبت فيها الجرجير فيكون

اور اون کے دخول نار سے اونکا اوس مین ہمیشہ رہنا لازم نہین ہے اور ان احادیث مین اسکی تصریح نہین ہے کہ ابو طالب نار مین ہمیشہ رہینگے۔ بلکہ اونکو ضحضاح[۵] مین لانے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہو چکے ہین اگر یہہ کافر ہوتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مقبول ہوتی اور یہہ امر صحت کو پہونچا ہے کہ عذاب مین اخف اہل نار مومنین گنہ گار رہین اور ابو طالب عذاب مین مطلقا اخف اہل نار رہین پس وہ مومنین گنہ گار سے بھی اخف ہوے اور یہہ امر بھی صحت کو پہونچا ہے کہ دوزخ سے گنہ گار نکالے جاوینگے اور اوس کے دروازہ ہوا چلنے سے باہم مارتے رہینگے اور اوسمین گھانس اوگیگی پس ابو طالب دوزخ سے نکالے جانے والون

[۵] مقام جہان ... پھر ف ... سے ۱۲

ابو طالب من المخرجین منها بل یکون اول المخرجین لانه اخفهم عذابا والکافرون لیسوا بمخرجین منها فثبت بهذه الادلة انه وان عذب فی النار لا بد له من الخروج منها ودخول الجنة اذ لا واسطة بین الجنة والنار ثم قال فان قلت اثبت العلماء له صلی اللہ علیہ وسلم نوعا من الشفاعة للکفار وجعلوا ذلک خصوصیة لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم ومثلوا ذلک بشفاعته لابی طالب وهی التخفیف من عذابه قلت هذا مبنی علی ان اباطالب کافر وقد اثبتنا ایمانه فهو اول الدعوی

سے بلکہ اون سب مین اول ہونگے کیونکہ وہ عذاب مین سب سے اخف ہین اور کفار تو دوزخ سے نکالے جانیوالون سے نہین ہین پس ان ادلہ سے ثابت ہوا کہ اگرچہ وہ نار مین عذاب دئے جائینگے لیکن اوس سے اونکا نکلنا اور داخل جنت ہونا ایک ضروری امر ہے کیونکہ جنت اور دوزخ مین اور کوئی واسطہ نہین ہے پھر برزنجی نے کہا کہ اگر تو کہے کہ علماء نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک قسم کی شفاعت کفار کے نسبت بھی ثابت کیا ہے اور اوسکو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ قرار دیا ہے اور اسکی تمثیل شفاعت ابیطالب سے دی ہے اور یہہ شفاعت ابیطالب تخفیف عذاب ہے اسکے جواب مین مین کہونگا کہ اعتراض مذکور مبنی ہے اس پر کہ ابوطالب کافر

قد اثبتنا ان شفاعته له باعتبار معصية من الكبائر ارتكبها فهو من افراد قوله صلی اللہ علیه وسلم شفاعتی لاهل الکبائر ولیس مستثنی من قوله تعالی فما تنفعهم شفاعة الشافعین ولا مخصصا لعموم الایة فهی باقیة علی عمومها ولیس عندهم مثال اخر یمثلون به لشفاعته لاحد من الکفار غیر ابیطالب فان کان لهم دلیل آخر فلیذکر حتی ننظر فیه نعم ان ارادوا الکفار فی ظاهر الشرع رجع الخلاف لفظیا ولو لم یحتمل الکلام

تھے حالانکہ ہم نے اون کے ایمان کو ثابت کردیا پس وہ پہلا دعوی ہے اور ہم نے یہہ بھی ثابت کیا کہ بہ نسبت ابیطالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت باعتبار گناہ کبیرہ کے ہے جسکا اوہنون نے ارتکاب کیا پس وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے افراد سے ہین شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ یعنے میری شفاعت اہل کبائر کیواسطے ہے اور اللہ تعالی کے اس قول سے فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِیْنَ سورۂ مدثر یعنے شفاعت کرنے والون کی شفاعت اونکو نفع ندیگی۔ کوی مستثنے ہنین ہے اور نہ تخصیص ہیکی کیونکہ آیت مین عموم ہے پس وہ اپنے عموم پر باقی ہے۔ اور علماء کے پاس کوی دوسری ایسی مثال ہنین ہے کہ جس سے ابیطالب کے سواسے بہ نسبت کسی کافر کے شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمثیل دیوین۔ پس اگر

علی ہذا التحقیق یلزمهم ایضا ان قوله تعالی ان الله لا یغفر ان یشرک به مخصوص بغیر ابیطالب ولا قائل به وقد تکلم البرزنجی علی الآیات التی فی قرآن التی قیل انما نزلت فی ابیطالب کقوله تعالی ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم فقال انی تتبعت الاحادیث الواردة فی سبب نزولها فوجدتها منقسمة الی ثلاثة اوجه **الاول** انما نزلت فی ابیطالب و**الثانی**

اون کے پاس اور کوئی دلیل ہو تو ذکر کرین تاکہ ہم بھی اوسکو دیکھین۔ ہان اگر کفار سے کفار ظاہر شرع مراد لین تو یہہ اختلاف لفظی ہوگا اگر ہم کلام کو اس تحقیق پر حمل نکرین تو بھی اونپر اس امر کا ثابت کرنا لازم آویگا کہ اللہ تعالی کا یہہ قول اِنَّ اللهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ یعنے اللہ تعالی شرک کو ہرگز نہین بخشیگا۔ غیر ابیطالب کے ساتھ مخصوص ہے حالانکہ اسکا کوئی قائل نہین ہے۔ اور برزنجی نے اون آیات قرآنی مین تکلم کیا ہے جسکے نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ابیطالب کے شان مین نازل ہوئی ہین جیسے اللہ تعالی کا یہہ قول ہے مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ یعنے نہین پہونچتا ہے نبی کو اور مسلمانون کو کہ بخشش مانگین مشرکون کی اور اگرچہ وہ ہون ناتے والے جب کہل چکا اون پر وہ ہین

انما نزلت فی والدة النبی صلی اللہ علیہ وسلم والثالث انما نزلت فی آباء الناس الذین ماتوا فی الکفر کان اولادھم یستغفرون لھم اما الوجه الثانی وھی انما نزلت فی والدة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھو ضعیف جدا واما الوجه الاول وھو کونہا نزلت فی ابیطالب فھو اختصار من الرواة فی الحدیث فالصحیح ان سبب النزول ھو الوجه الثالث ومما استدل به علی ذلک ان الآیة نزلت بالمدینة والسورة مدنیة

دوزخ والے۔ پس برزنجی نے کہا کہ مین نے اون احادیث کی جستجو کی جو سبب نزول آیہ مذکورہ کے بیان مین وارد ہین پس مین نے اونکو تین قسم پر منقسم پایا پہلی یہہ کہ آیہ مذکورہ شان مین ابیطالب کے نازل ہوی دوسری یہہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کی شان مین نازل ہوی تیسری یہہ کہ اور اشخاص کے اون آباء کے شان مین نازل ہوی جو حالت کفر مین مرے اور اونکی اولاد اون کے واسطے دعاء مغفرت کرتی تھی۔ لیکن وجہ ثانی یعنے اس آیت کا والدہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین نازل ہونا یقیناً ضعیف ہے۔ اور وجہ اول یعنے حق ابیطالب مین نازل ہونا پس وہ حدیث مین راویون کا اختصار ہے۔ پس صحیح یہہ ہے کہ سبب نزول وجہ ثالث ہی ہے اور اوسکی یہہ دلیل ہے کہ یہہ آیت مدینہ مین نازل ہوئی اور سورہ مدنی ہے غزوہ تبوک کے بعد نازل ہوا اور نزول

نزلت بعد تبوك وموت ابیطالب کان بمکة قبل نزول الآیة بنحو اثنی
عشر سنة ثم رأینا ان علیا رضی الله عنه روی عنه من طرق صحیحة
رواها الامام احمد والترمذی والطیالسی ابن شیبة والنسائی وابو
یعلی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ والحاکم وصححه
ابن مردویه والبیهقی ان السبب فی نزولها استغفار ناس لآبائهم المشرکین
قال علی رضی الله عنه سمعت رجلا یستغفر لابویه وهما مشرکان فقلت

آیت کے بارہ برس کے پہلے ابو طالب کا انتقال مکہ مین ہوا۔ پھر ہمنے
دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ سے یہہ روایت طرق صحیحہ سے آئی ہی جسکو امام احمد اور ترمذی
اور طیالسی وابن ابی شیبة اور نسائی اور ابو یعلی وابن جریر وابن المنذر و
ابن ابی حاتم وابو الشیخ وحاکم نے روایت کیا اور ابن مردویہ اور بیہقی نے
اوسکی تصحیح کی کہ سبب نزول اس آیت کا صرف دعاء مغفرت مانگنا ہی
لوگون کا اپنے آباء مشرکین کیواسطے۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے
ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے والدین کیلئے جو مشرک تھے دعاء مغفرت
کرتا ہے مین نے کہا کہ کیا تو اپنے مشرک والدین کی مغفرت مانگتا ہے
اوس نے جواب دیا کہ کیا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے
باپ کی مغفرت نہ مانگی تھی۔ پس مین نے اسکا تذکرہ نبی صلی اللہ علیہ و
سلم سے کیا۔ پس نازل ہوی یہہ آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا الآیۃ

اتستغفر لابویك وهما مشركان فقال او لم يستغفر ابراهيم لابيه فذكرت ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فنزلت ما كان للنبي والذين امنوا الاية فهذه الرواية صحيحة وقد وجدنا لها شاهدا برواية صحيحة من حديث ابن عباس رضي الله عنهما رواها ابن جرير و ابن ابي حاتم عن ابن عباس رضي الله عنهما قال كانوا يستغفرون لآبائهم حتى نزلت هذه الآية فلما نزلت امسكوا عن الاستغفار لاموانهم ولم ينهوا ان يستغفروا للاحياء حتى يموتوا ثم انزل الله

پس یہہ روایت صحیح ہے اور اسپر ہمنے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شاہد بھی صحیح روایت سے پایا ہے جسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کہا اونہون نے کہ لوگ اپنے آبار کی مغفرت مانگتے تھے یہانتک کہ یہہ آیت نازل ہوی پس جبکہ یہہ آیت نازل ہوی تو اونہون نے اپنے اموات کیلئے دعاء مغفرت مانگنے سے سکوت اختیار کیا اور زندون کیلئے اونکی حیات تک دعاء مغفرت کی ممانعت نہوی۔ اس کے بعد اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اِسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ الآیۃ اسکا حاصل یہہ ہے کہ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے باپ کیلئے جب تک کہ وہ زندہ تھا دعاء مغفرت کرتے تھے۔

وما كان استغفار ابراهيم لابيه الآية یعنے استغفر له ما كان حيا فلما مات امسك عن الاستغفار له وهذا شاهد صحيح فحيث كانت هذه الرواية اصح كان العمل بها ارجح فلا رجح انما نزلت فی استغفار اناس لآبائهم المشركين لا فی ابيطالب ثم ذكر انه يمكن الجمع بينها وبين الرواية التی فيها انما نزلت فی ابی طالب مع حصول مطلوبنا لان الرواية التی فيها انما نزلت فی ابيطالب فيها اختصار حيث قال الراوی فی آخرها لاستغفرن لك ما لم انه عنك فنزلت ما كان للنبی الآية ولم يقل فقال

جبکہ وہ مرگیا تو اونہون نے اوسکی بخشایش چاہنے سے باز رہے اور یہہ روایت شاہد صحیح ہے پس جبکہ یہہ روایت اصح ہے تو اوسپر عمل کرنا ارجح ہوگا پس ارجح یہی ہے کہ آیۂ مذکورہ اون لوگون کے حق مین نازل ہوئی جو اپنے آباء مشرک کی مغفرت چاہتے تھے نہ حق ابیطالب مین اس کے بعد برزنجی نے بیان کیا کہ روایت مذکورہ اور دوسری روایت جسمین اس آیت کا حق ابی طالب مین نازل ہونا مروی ہے ان دونون مین ہمارے حصول مطلوب کے ساتھ جمع بھی ممکن ہے کیونکہ وہ روایت کہ جسمین اس آیت کا نزول حق ابیطالب مین مروی ہے سو اوسمین اختصار ہے اس لئے کہ راوی نے اوس کے آخر مین کہا لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ یعنے جب تک کہ مجھکو ممانعت ہو مین تیرے لئے بالضرور مغفرت مانگونگا

المسلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستغفر لعمه لنستغفرن
لابائنا فاستغفروا لاباءهم فنزلت فی حقهم الایة فحیث حذفت هذه
الجملة ظن الراوی انها نزلت فی ابیطالب ولو ذکرت هذه الجملة لقیل
نزلت فی استغفار ناس فی آبائهم وبیان ذلك ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لما عرض علی ابیطالب ان یقول لا اله الا اللہ بحضور ابی جهل
وعبد اللہ بن اُمیة المخزومی فابی ابوطالب فقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم لاستغفرن لك مالم انه عنك فقال المسلمون ان رسول اللہ صلی اللہ

پس یہ آیت نازل ہوی مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ الْاٰیَۃِ اور راوی نے یہہ نہین بیان کیا
کہ مسلمانون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کی مغفرت مانگتے
ہین ہم بھی اپنے آبا کی مغفرت چاہینگے اور انہون نے اپنے آبا کی مغفرت مانگی پس اونکے حق مین آیہ مذکورہ
نازل ہوی۔ پس جبکہ یہہ جملہ حذف کیا گیا تو راوی نے گمان کیا کہ یہہ آیت
حق ابی طالب مین نازل ہوی ہے اور اگر یہہ جملہ مذکور ہوتا تو بیشک
یہہ کہا جاتا کہ آیۂ مذکورہ ان لوگون کے حق مین نازل ہوی جو اپنے آبا
کی مغفرت مانگتے تھے۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے جبکہ ابیطالب سے ابوجہل اور عبد اللہ بن امیہ مخزومی کے سامنے
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے کی خواہش کی تو ابوطالب نے انکار کیا پس نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک کہ مجھکو ممانعت ہو مین تیرے لئے

علیه وسلم یستغفر لعمه لنستغفرن لآبائنا فاستغفروا لآبائهم فنزلت فی
حقهم الآیة فاختصر الراوی وحذف منه الجملة الاخیرة ومما یدل علی
هذا الجمع انا وجدنا احادیث یستفاد منها هذا الجمع منها ما رواه ابن
ابی حاتم وابو الشیخ عن محمد بن کعب القرظی قال لما مرض ابو طالب
اتاه النبی صلی الله علیه وسلم فعرض علیه ان یقول لا اله الا الله فابی
ابو طالب فقال النبی صلی الله علیه وسلم لاستغفرن لک ما لم انه عنک
فقال المسلمون هذا محمد یستغفر لعمه وقد استغفر ابراهیم لابیه فاستغفروا

بالضرور مغفرت مانگونگا پس مسلمانون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اپنے چچا کیواسطے مغفرت مانگتے ہین ہم بھی اپنے آباء کی مغفرت
چاہینگے پس اونہون نے اپنے آباء کی مغفرت کے لئے دعا کی پس
اون کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی۔ مگر راوی نے اختصار کیا اور جملہ آخیرہ
کو حذف کیا اور دوسرے احادیث سے بھی جمع بین الروایتین مستفاد ہوتا
ہے چنانچہ ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ محمد بن کعب القرضی سے روایت کرتے ہین
کہ کہا اونہون نے کہ ابو طالب جبکہ بیمار ہوسے تو اونکے پاس نبی صلی اللہ علیہ
وسلم آئے اور اون سے لا الہ الا اللہ کہنے کی خواہش فرمائی تو ابو طالب انکار
کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک کہ مجھکو ممانعت نہو مین تیرے لئے
بالضرور دعاء مغفرت کرونگا پس مسلمانون نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا

لقرابا تہم من المشرکین فانزل اللہ تعالیٰ ما کان للنبی والذین آمنوا الآیۃ
ثم انزل وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الآیۃ وروی ابن جریر من
طریق شبل عن عمرو بن دینار ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال استغفر
ابراھیم لابیہ وھو مشرک فلا ازال استغفر لابی طالب حتی ینہانی عنہ
ربی فقال اصحابہ لنستغفرن لآبائنا کما استغفر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لعمہ فانزل اللہ ما کان للنبی الآیۃ فظہر بھذہ الاخبار ان الآیۃ نزلت فی

مغفرت مانگتے ہین اور ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے باپ کی مغفرت
چاہی تھی۔ پس مسلمانون نے اپنے اہل قرابت کیلئے جو مشرک تھے دعاء مغفرت
مانگی اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ
اور اس کے بعد اسکو نازل کیا وَمَاکَانَ اِسْتِغْفَارُ اِبْرَاھِیْمَ لِاَبِیْہِ الآیۃ اور
عمر بن دینار سے بطریق استوار ابن جریر نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کی جو مشرک تہا مغفرت مانگی
تھی پس مین بھی ہمیشہ ابوطالب کی مغفرت مانگتا رہونگا جب تک اوس سے
میرا رب مجھکو منع نہ فرمائے۔ پس آپ کے اصحاب نے کہا کہ ہم بھی اپنے آبا
کے لئے مغفرت چاہینگے جسطرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا
کے لئے چاہا پس اللہ تعالیٰ نے مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ الآیۃ نازل فرمایا ان
اخبار سے ظاہر ہوا کہ بلاشبہہ آیت مذکورہ ان مسلمانون کے لئے نازل

استغفار المسلمین لاقاربہم المشرکین فظہران فی الروایة التی فیہا انہا
نزلت فی ابیطالب اختصارا وحذفا بسببہ حصل الاشتباہ حتی ظن
الرواۃ انما نزلت فی ابیطالب ولیس الامر کذلک ومما یوید ان
ھذا الجمع متعین ان السورۃ کلہا مدنیۃ نزلت بعد تبوک وبینہا وبین
موت ابیطالب نحو من اثنتی عشرۃ سنۃ وانضم الی ذلک حدیث
علی السابق الصحیح وما انضم الیہ من الشواھد وکون الآیۃ مدنیۃ
فلا ینبغی الغاء تلک الشواھد وترجیح انہا نزلت فی ابی طالب وان کان

ہوی جو اپنے آباء مشرکین کے واسطے خواہان مغفرت ہوے تھے
پس ظاہر ہوا کہ جس روایت مین یہہ ذکر ہے کہ آیۂ مذکورہ حق ابیطالب
مین نازل ہوی ہے اوسمین اختصار وحذف ہی جسکے سبب سے اشتباہ ہوا
ہے یہانتک کہ راویون نے یہہ گمان کرلیا کہ یہہ آیت ابیطالب کے حق
حق مین نازل ہوی ہے حالانکہ حقیقت مین ایسا نہین اور جمع بین الروایتین
کا یہہ بھی موید ہے کہ یہہ تمام سورہ مدنی ہے غزوہ تبوک کے بعد نازل ہوا
اور اوسمین اور موت ابیطالب مین بارہ برس کا فاصلہ تھا اور ان قرائن
کے ساتھ اوس حدیث کو جو پیشتر بروایت صحیح مروی ہوئی اور اوس کے
شواہد مذکورہ کو اور آیت کے مدنی ہونے کو ملا کر دیکھین پس نہین سزاوار
ہے باطل کرنا ان شواہد کا اور ترجیح اس بات کی کہ نزول آیت کا خاص شان

مذکوراً فی الصحیحین اذ قد یرجح حدیث غیر الصحیحین لامور تقتضی
ذلک وقد صرحوا بذلک فی اصول الحدیث فقولهم یقدم حدیث الصحیحین
او احدھما الیس علی اطلاقه ومما یؤید ھذا الجمع ان المراد من ابی ابراھیم
عمه کما حققنا ذلک فی نجاة الابوین واجمع علی ذلک اھل الکتابین
التوراة والانجیل وعم ابراھیم وھو آزر کان یتخذ اصناماً آلھة
کما حکی الله عنه وکان یقول لابراھیم أراغب انت عن الھتی یا ابراھیم
ولم ینقل عن ابیطالب بطریق صحیح انه اتخذ صنماً الھاً اوعبد حجراً

ابوطالب مین ہی اگرچہ یہہ امر صحیحین مین مذکور ہو۔ اس لئے کبھی ترجیح دیجاتی
ہے حدیث غیر صحیحین کی صحیحین پر بسبب اون امور کے جو ترجیح کے
مقتضی ہین اور اوسکی تصریح اصول حدیث مین ہی۔ پس محدثین کا یہہ قول
کہ صحیح بخاری ومسلم یا اونمین سے ایک کی حدیث کو ترجیح ہوگی اپنے اطلاق
وعموم پر نہین ہے۔ اور جمع بین الروایتین کا مؤید یہہ بھی ہے کہ
ابراھیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے باپ سے اون کے چچا
مراد ہین چنانچہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے نجات
کے بیان مین اسکی تحقیق کی ہے اور اسی پر اہل توراۃ اور انجیل نے
بھی اجماع کیا ہے اور ابراھیم علیہ السلام کا چچا آزر نے بتون کی پرستش
کرتا تھا چنانچہ اسکی حکایت اللہ نے کی ہے اور آزر ابراھیم علیہ السلام کو

اونہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عبادۃ ربہ غایتہ انہ ترک
النطق بالشہادتین او ترک بعض الواجبات ومع ذلک قلبہ مشحون
بتصدیق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومثل ہذا ناج فی الآخرۃ علی مقتضے
دیننا فلا یلیق بالحکمۃ ولا بمحاسن الشریعۃ الغراء ولا بقواعد
الائمۃ من اہل الکلام ان یکون ہو وآزر عم ابراہیم فی قرن واحد
حاشا من کرم اللہ تعالی قال حسان رضی اللہ عنہ
امن یہجو رسول اللہ منکم ویمدحہ وینصرہ سواء

کہتا تھا اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِھَتِیْ یَآاِبْرٰھِیْمُ الایہ سورۂ مریم کیا تو میرے
معبودون سے پھر جاتے والا ہے۔ اور ابیطالب سے بطریق صحیح یہہ امر
منقول نہین ہوا کہ اونہون نے کسی بت کو معبود بنایا تھا یا کسی پتھر کی
پرستش کی تھی یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت آلہی سے منع کیا تھا
بات صرف یہہ تھی کہ اونہون نے کلمۂ شہادت زبان سے نہ کہا یا
بعض واجبات کو ترک کیا اور باوجود اس کے انکا دل نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وصحبہ وسلم کی تصدیق سے لبریز تھا۔ اور اس قسم کا شخص بحسب
اقتضاء ہمارے دین کے آخرت مین نجات پانیوالا ہے۔ اور کیا
بلحاظ حکمت اور کیا بلحاظ خوبی ہائے شریعت غرا اور کیا بموجب
قواعد ائمہ اہل کلام یہہ لایق نہین ہے کہ ابو طالب اور ابراہیم علیہ السلام

فان اباطالب رباه صغیرا وآواه کبیرا ونصرہ ووقرہ وذب عنه ومدحه بقصاید غرر ورضی باتباعه ولیس فی حدیث عمر بن دینار لما رآ انفا

کا چچا آزر یہہ دونون ایک مرتبہ مین ہون یہہ امر اللہ تعالی کے کرم سے بعید ہے
کہا حسان رضی اللہ تعالی عنہ نے شعر فَمَنْ یَّهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ
وَيَمْدَحُهٗ وَيَنْصُرُهٗ سَوَاءٌ یعنے تم مین سے جس نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہجو کی اور جس نے آپ کی مدح اور مدد کی کیا یہہ دونون شخص برابر
ہین۔ کیونکہ ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کم سنی مین کی اور
بڑے ہونے کے بعد آپ کو پناہ دیا اور آپ کی مدد کی اور آپ کو معظم رکہا
اور آپ سے ہر ایک اذیت کو دفع کیا اور قصاید بلیغہ مین آپ کی مدح کی اور آپکے
پیروی کرنے والون سے راضی رہے۔ اور عمر بن دینار کی حدیث مین جو ابھی مذکور

لہ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ
بخاری ومسلم مین انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہین پورا ہوتا ایمان
کسیکا تم مین سے جب تک کہ مین اوس کے نزدیک زیادہ تر دوست نہو جاؤن اوس کے
باپ اور بیٹے اور سب آدمیون سے۔ حاصل یعنے جب مجھکو سب سے زیادہ چاہے
اور سبکی رضامندی پر میری رضامندی مقدم رکہے تب پورا ایمان ہوگا مترجم
کہتا ہے یہہ حدیث بھی ایمان ابیطالب پر دلیل ہے اور ان کے حال سے

دلالة علی شركه فی قوله استغفر ابراهیم لابیه وهو مشرك فلا ازال استغفر لابی طالب بل یمكن ان معناه ان ابراهیم استغفر لابیه مع شركه فكیف لا استغفر انا لابی طالب مع ... خطیئته دون الشرك فلا ازال استغفر له حتی ینهانی ربی ولم ینهه بل نهی عن ... للمشركین لا المخصوص عمه فلو كان كذلك لقیل ان ...

ہوئی (یعنے اِسْتَغْفَرَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَهُوَ مُشْرِكٌ فَلَا اَزَالُ اَسْتَغْفِرُ لِاَبِیْ طَالِبٍ) ابی طالب کے مشرک ہونے پر کوئی دلالت نہین ہے بلکہ اسکا معنی یہہ ہوسکتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے لئے باوجود اوس کے شرک کے دعاء مغفرت کی پس ابیطالب کیلئے باوجودیکہ اوس کے گناہ شرک سے کم ہے مین کیونکر دعاء مغفرت نکرون پس مین ہمیشہ اوسکی مغفرت مانگتا رہونگا یہانتک کہ اوس سے مجھکو میرا رب منع فرماوے اور آپ منع نہین کئے گئے بلکہ مشرکین کے واسطے نہ خاص آپکے چچا کے لئے مغفرت مانگنے کی ممانعت ہوئی پس اگر ایسا ہی ہوتا یعنی آپکے چچا کیواسطے بھی مغفرت مانگنے کی ممانعت ہوتی تو یہہ کہا جاتا ان استغفر لابیہ ...

نہایت مطابق ہے اونہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے مال کو جسطرح فدا کیا اور بمقابلہ اپنی اولاد کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس بہترین طریقہ سے پرورش کی ظاہر ہے جسکی تفصیل موجب تطویل ہے۔ اور اپنی اولاد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عوض مین معرض ہلاک مین پیش کرتے تھے اسکی تفصیل اسی کتاب مین پیشتر مذکور ہوئی کہ اونہون نے کامل دو یا تین سال

وان یستغفر النبی لعمه ولم یقل کذلک ویصرح بهذا ما ورد فی الدر المنثور

وَاَنْ یَسْتَغْفِرَ النَّبِیُّ لِعَمِّہٖ یعنے مومنین کو مشرکین کیلئے اور نبی کو اپنے چچا کیلئے دعاء مغفرت نہ کرنی چاہیئے حالانکہ ایسا نہین کہا گیا اور اسکی تصریح وہ روایت

تک زمانہ قیام شعب مین ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام فرمانے کے لئے ایک خاص مقام معین نہین کیا تہا۔ بلکہ ہر شب یک جدا مقام پر آپکا بچہونا کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام فرمائی تک آپ ہوشیار رہتے اور اثناء شب مین جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہوشیار ہوتے تو آپ کی جگہہ اپنے کسی فرزند کو سلاتے اور آپکو دوسرے مقام پر آرام کرواتے تا اگر اعداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاک کرنا چاہین تو حضرت محفوظ رہین اور اون کے عوض اپنی اولاد فدا ہو۔ اور مجمع قریش کے سامنے ابوطالب کا یہہ شعر وَاللہِ لَنْ یَصِلُوْا اِلَیْکَ بِجَمْعِہِمْ حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنًا۔ یعنے واللہ تجھ تک نہ پہونچینگے وہ لوگ اپنی جماعت کے ساتھہ جب تک کہ مین زمین مین دفن ہوجاؤن۔ اور نیز قریش کو خبر دیا تھا کہ محمد جو اللہ کا رسول ہے ہرگز کسی کے سپرد نکرونگا۔ یہانتک کہ سب ہلاک ہو جائین۔ ایک وقت اسطرح کہا کہ ہم سب اوس کے جانب سے مرجائینگے۔ صاف دلالت کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطالب اپنے جان سے بھی زیادہ عزیز رکہتے تھے اور آپسے اونکو ایسی کامل محبت تہی کہ اسمین اونکو اپنی جان کی بھی پروا نہ تھی جسپر اونکا یہہ شعر دال ہے حَدِیْثٌ بِنَفْسٍ دُوْنَہٗ وَحَمِیَّتِہٖ یعنے مین نے اپنی جان کو وقف کردیا ہے کہ اوس تک

من طريق ابن جرير عن قتادة ان رجالا من اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سالوہ عن الاستغفار لآبائهم فقال والله انی لاستغفر لابی کما استغفر ابراهیم لابیه فانزل الله ما كان للنبی والذين آمنوا ان يستغفروا للمشركين الآية فقال النبی صلی اللہ انی اوحی الی كلمات قد دخلن فی اذنی وقرن فی قلبی امرت ان لا استغفر لمن مات

کرتی ہے جسکو طریق ابن جریر سے درمنثور مین قتادہ سے نقل کیا ہے کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے آباء کیلئے مغفرت مانگنے کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپنے فرمایا کہ خدا کی قسم ہے مین اپنے باپ کیلئے مغفرت چاہونگا جسطرح کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کیلئے مغفرت چاہی تھی۔ پس اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل فرمائی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ الآیۃ پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے طرف چند کلمات وحی کئے گئے جو میرے کانمین پہنچے اور میرے دل مین متمکن ہوے مجھکو حکم ہوا ہے کہ جو شخص حالت شرک مین مرا ہو مین اوس کے لئے دعا مغفرت نکرون۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ فرمانا کہ مین اپنے باپ یعنی چچا کیلئے مغفرت چاہونگا

پہنچنے نہ دون پس جو شخص کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین اپنی جان و مال واولاد کی پروا نکرے اور افشا و عزت کے ساعی رہے پس ویسے کے ایمان مین کیونکر شبہہ ہوسکتا ہے

مشرکا فکونه صلے اللہ علیہ وسلم قال انی لا ستغفر لابی یعنی لعمی ثم لم یقل امرت ان لا استغفر لہ بل قال لمن مات مشرکا جواب لسوال اصحابہ مع الاشارۃ الخفیۃ الی ان عمہ لم یکن مشرکا فدلت احادیث شفاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم علی انہ یشفع فیمن قلبہ ادنی ادنی ادنی من مثقال حبۃ من خردل من ایمان وھذہ الاشارۃ الخفیۃ کانت تقع منہ صلی اللہ علیہ وسلم حرصا منہ علی الصدق وان لا یقع فی کلامہ لفظ مخالف للواقع فانہ معصوم من الکذب وھو منہ

پھر یہ نہ کہنا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ اوس کے لئے دعاء مغفرت نہ کرون بلکہ یہہ کہنا کہ جو شخص حالت شرک مین مرا ہو سوال صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کا جواب ہے جس مین اس امر کے طرف ایک خفی اشارہ ہے کہ آپ کے چچا مشرک نہ تھے پس شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے احادیث اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ جس کے دل مین رائی کے دانہ سے بھی نہایت کمتر ایمان ہو تو آپ اوس کی شفاعت فرمائینگے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ سے یہہ اشارہ خفیہ واقع ہوا بوجہ حرص آپ کے صدق پر اور اس خیال سے کہ کوئی لفظ واقع کے مخالف آپ کے کلام مین واقع نہو جاوے کیونکہ آپ کذب سے معصوم ہین اور کذب آپ سے محال ہے پس آپنے ایسے عام لفظ کو بیان کیا

مستعمل فیاتی بلفظ عام فیه اشارة خفیة فیحصل بذلك جواب السائل ویرضی به وتطیب به نفسه ومن ذلك ما رواه ابن ماجه عن ابن عمر رضی الله عنهما قال جاء اعرابی الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ان ابی کان یصل الرحم وکان وکان فاین هو قال فی النار فکانه وجد من ذلك فقال الرجل این ابوك انت فقال حیثما مررت بقبر کافر فبشره بالنار فاسلم الاعرابی وقال لقد کلفنی رسول الله صلی الله علیه وسلم شططا ما مررت بقبر کافر الا بشرته

کہ جسمین ایک خفی اشارہ بھی تھا اور اوس سے سائل کا جواب بھی نکل آیا اور اوس سے وہ خوش بھی ہوگیا۔ اور اس قسم کی یہہ حدیث بھی ہے جسکو ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہا کہ میرا باپ صلہ رحم کیا کرتا تھا اور ایسا ایسا تھا پس وہ کہان ہوگا۔ آپ نے فرمایا دوزخ مین۔ اعرابی اس سے رنجیدہ ہوا اور کہا کہ آپ کے باپ کہان ہین ارشاد ہوا کہ جسوقت تو کافر کی قبر پر گزرے تو اوسکو دوزخ کی بشارت دیا کر۔ پس اعرابی راضی ہوگیا اور کہا کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حکم انتہاء مرتبہ پر استوار کیا کہ کافر کی قبر پر جب میرا گزر ہو تو مین اوسکو دوزخ کی بشارت دیا کرون۔ پس رسول اللہ

بالنار فاجمل رسول الله صلی الله علیه وسلم الجواب بقوله حیثما مررت بقبر کافر فبشره بالنار جریا علی عادته اذا سأله اعرابی وخاف من افصاح الجواب له فتنته واضطراب قلبه أجاب بجواب فیه توریة وایهام مع تحری الصدق فهنا لم یفصح له بحقیقة الحال ومخالفة حکم ابیه لابیه فی المحل الذی هو فیه خشیة ارتداده لما جبلت علیه النفوس من کراهیة الاستیثار علیها ولما کانت علیه العرب من الجفاء وغلظ القلوب فاورد له جوابا موهما

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول مین کہ جب تو کافر کی قبر پر گزرے تو اوسکو دوزخ کی بشارت دیا کر جواب کو مجمل بیان فرمایا جیسی کہ آپ کی عادت شریف تھی کہ جب کوئی اعرابی آپ سے سوال کرتا اور واضح طور پر جواب دینے مین اوس کے فتنہ اور اضطراب قلب کا اندیشہ ہوتا تو آپ ایسا جواب دیتے کہ جسمین حفاظت صدق کے ساتھ حقیقت حال بھی نہ کھلے۔ پس یہان بھی آپ نے حقیقت حال کو اور اپنے والد اور اوس کے باپ کے مخالفت حکم اور مغایرت مقام کو ارتداد سائل کے خوف سے واضح طور پر بیان نہین فرمایا۔ کیونکہ نفوس اپنے پر غیر کی فضیلت کو مکروہ سمجھنے پر مجبول ہین اور عرب کی جفا اور سنگدلی بھی ظاہر ہے۔ پس آپ نے اوسکا دل خوش کرنے کی غرض سے

تطیب القلبیہ فتعین الاعتماد علی ہذا اللفظ وتقدیمہ علی غیرہ مما غیر الرواۃ
المعنی کروایۃ مسلم ان رجلا قال یا رسول اللہ این ابی قال فی النار
فلما ولی دعاہ فقال ان ابی وابالک فی النار فہذہ الروایۃ منکرۃ
وللعلماء فیہا کلام کثیر لخصہ الزرقانی فی شرح المواہب قال واحسن
ما یقال فیہا ان الرواۃ تصرفوا فیہا واختلفت روایاتہم وان الصواب
کالروایۃ الاولی وھو حیثما مررت بقبر کافر فھی فی غایۃ الاتقان
یتبین بہا ان اللفظ العام وھو حیثما مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار

اوسکو مبہم جواب دیا پس یہی روایت بالفاظ مذکورہ معتبر ہے اور
بمقابلہ دوسری روایت کے جسکو راویون نے معنی تغیر دیا ہے مقدم
ومقبول ہے مثل روایت مسلم کے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
میرا باپ کہان ہے فرمایا کہ نار مین ہے اور جب وہ پلٹا تو بلایا اور فرمایا
اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ یعنے میرا باپ اور تیرا باپ آتش مین ہین۔
پس یہہ روایت منکرہ ہے اور اسمین علماء کو بڑی گفتگو ہے جسکا خلاصہ
زرقانی نے شرح مواہب مین کیا ہے اوس نے کہا کہ اس روایت کے
متعلق جو باتین کہی جاتی ہین اون سب مین احسن یہی ہے کہ اس روایت
مین راویون نے تصرف کیا ہے اور اون کے روایات مختلف ہین۔
اور مثل روایت اولی ہی صواب ہے یعنے جسوقت تو کافر کی قبر پر گزرے

هو الصادر منه صلی اللہ علیہ وسلم فکان بعض الرواۃ فہم ان قولہ حینما مررت بقبر کافر شامل لابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانہ کافر فغیرہ ورواہ بالمعنی علی حسب فہمہ وقال ان ابی واباک فی النار وما تقدم من ان آزر عم ابراھیم ولیس بابیہ ھو القول الصحیح قال العلامۃ ابن حجر الھیثمی ان اھل الکتابین اجمعوا علی ان آزر لم یکن ابا لابراھیم حقیقۃ وانما کان عمہ وسماہ اللہ فی القرآن ابا

پس یہہ روایت نہایت فصیح ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ عام لفظ یعنے جسوقت تو کافر کی قبر پر گزرے تو اوسکو دوزخ کی بشارت دیا کر یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوا ہے۔ پس گویا بعض راویون نے سمجھا کہ آپ کا یہہ قول (جسوقت تو کافر کی قبر پر گزرے) آپ کے والد پر بھی شامل ہے اور وہ کافر ہین پس اونکو متغیر کیا اور اپنی سمجھہ کے مطابق روایت کر دیا اور کہدیا اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ اور پیشتر جو مذکور ہوا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تہا نہ باپ وہی صحیح قول ہے۔ علامہ ابن حجر ہیثمی نے کہا کہ اہل کتب نے اجماع کیا ہے کہ حقیقت مین آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہ تہا بلکہ چچا ہی تھا اور اوسکو اللہ تعالے نے قرآن مین باپ کہا کیونکہ عرب چچا کو باپ کہتے ہین اور فخر رازی نے اسی پر جزم کیا اور کہا کہ قرآن مجید مین چچا کا استعمال باپ سے ہوا ہے اللہ تعالے نے

لأن العرب تسمى العم ابا وجزم بذلك الفخر الرازي وقال جاء
فى القرآن تسمية العم ابا قال تعالى والهك واله آبائك ابراهيم واسمعيل
مع ان الكلام كان مع اولاد يعقوب واسمعيل عم يعقوب وقد
سبق الرازي على ذلك جماعة من السلف منهم ابن عباس ومجاهد
وابن جرير والسدى قالوا ليس آزر ابا ابراهيم وانما هو عمه لان
ابراهيم ابوه تارخ **وممن وافق الرازي** الامام الماوردي
من ائمة الشافعية وقال فى قوله تعالى وتقلبك فى الساجدين

فرمایا اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ حالانکہ کلام اولاد
یعقوب علیہ السلام کے ساتھ ہے اور اسمعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام
کے چچا تھے۔ اور امام رازی کے پہلے ہی سلف کی ایک جماعت جسمین
سے ابن عباس اور مجاہد اور ابن جریر اور سدی ہین اسی طرف
گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نتھا بلکہ چچا
تھا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تہا۔ اور ائمہ شافعیہ
سے امام وردی نے بھی امام رازی کے ساتھ اتفاق کیا اور کہا
کہ اللہ تعالی کے اس قول مین وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ سورۂ
شعراء۔ یعنے تیرا پھرنا نمازیون مین۔ جیساکہ رازی نے کہا ہے نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصلاب طاہرہ سے ارحام زکیہ کیطرف

كما قال الرازي ان المراد تقلبه وتنقله من الاصلاب الطاهرة
الى الارحام الزكية وهذا وجه من وجوه تفسير الآية وليس
مراده الحصر في هذا الوجه ولكن هذا الوجه هو الاولى بالقبول
فقد اخرج ابن سعد والبزار والطبراني وابو نعيم عن ابن
عباس رضى الله عنهما في قوله تعالىٰ وتقلبك في الساجدين
قال من نبي الى نبي ومن نبي الى نبي حتى اخرجتك نبيا ففسر
تقلبه في الساجدين بتنقله في اصلاب الانبياء ولو مع الوسائط
وحمل الآية على اعم منهم وهم المصلون الذين لم يزالوا في ذرية

نقل فرمانا مراد ہے اور یہہ بھی منجملہ وجوہ تفسیر آیہ مذکورہ ایک وجہ ہے
اور امام رازی کی مراد اسی ایک وجہ مین حصر نہین ہے لیکن وجہ مذکور
اولیٰ بالقبول ہے - ابن سعد اور بزاز اور طبرانی اور ابو نعیم نے ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے
وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ یہہ مراد ہے کہ تو ایک نبی سے دوسرے
نبی طرف منتقل ہوتا چلا آتا تھا یہانتک کہ مین نے تجھکو نبی کرکے نکالا -
پس تقلب فی الساجدین کی تفسیر اصلاب انبیاء مین (اگرچہ وسایط سے ہو)
نقل کرنے سے کیگئی - اور انبیاء سے عام اشخاص پر آیت کا حمل کرنا
زیادہ واضح ہے تاکہ آیت غیر انبیاء کو بھی شامل رہے اور یہہ اشخاص

ابراهیم اوضح لیشمل غیر الانبیاء **فقد اخرج** ابن المنذر عن ابن جریج فی قوله تعالیٰ رب اجعلنی مقیم الصلاۃ ومن ذریتی قال فلا تزال من ذریۃ ابراھیم ناس علی الفطرۃ یعبدون اللہ تعالیٰ **وعن** ابن عباس رضی اللہ عنہما ومجاھد فی قولہ تعالیٰ و جعلھا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ انہا لا الٰہ الا اللہ باقیۃ فی عقب ابراھیم علیہ السلام **وعن** قتادۃ فی الآیۃ ھی شہادۃ أن لا الٰہ الا اللہ والتوحید لا یزال فی ذریتہ من یقولھا من بعدہ **وقد صح** من طرق

وہ کا ذی ہیں جو ذریۃ ابراہیم علیہ السلام میں ہمیشہ ہوتے تھے (خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی) ابن جریج سے ابن منذر نے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ (یعنے خدایا تو مجھکو بھی نماز کا قایم کرنے والا بنا اور میری ذریت سے بھی) ذریت ابراہیم علیہ السلام سے ہمیشہ ایسے اشخاص ہوتے تھے جو فطرت پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور ابن عباس اور مجاہد سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق وَجَعَلَهَا كَلِمَةً فِیْ عَقِبِهٖ (ایسے ہی بات چھوڑ گیا اپنی اولاد میں) کلمہ لا الٰہ الا اللہ ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے باقی رہا اور اس آیت کے متعلق قتادہ سے روایت ہے کہ توحید اور شہادت لا الٰہ الا اللہ ذریت ابراہیم میں

صحیحة ان الارض لم تخل من سبعة مسلمین فمن ذلك ما اخرجه
عبد الرزاق وابن المنذر بسند صحیح علی شرط الشیخین عن علی
رضی الله عنه قال لایزال علی وجه الارض سبعة المسلمون
فصاعدا ولولا ذلك لهلکت الارض ومن علیها **واخرج**
الامام احمد فی الزهد بسند صحیح علی شرط الشیخین عن ابن
عباس رضی الله عنهما قال ما خلت الارض من بعد نوح من سبعة
یدفع الله بهم عن اهل الارض **واخرج** البخاري حدیثاعنت

ہمیشہ باقی رہی جو آپ کے بعد اوس کے قائل تھے۔ اور طرق صحیحہ سے
یہہ امر صحت کو پہونچا ہے کہ سات مسلمانون سے زمین ہرگز خالی نہوگی
اور اسی قبیل سے ہے وہ روایت جسکو عبد الرزاق اور ابن المنذر نے
سند صحیح سے شرط شیخین پر علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرمایا
آپ نے کہ روئی زمین پر ہمیشہ کم از کم سات مسلمان رہتے ہین اور
اسمین زیادتی بھی ہوتی ہے اگر یہہ لوگ نہون تو زمین اور اوسپر کے
مخلوق ہلاک ہوجاوے۔ اور امام احمد نے زہد مین سند صحیح سے
شرط شیخین پر ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ نوح
علیہ السلام کے بعد سے زمین ایسے سات شخص سے خالی نہین رہتی ہے
جنکے سبب سے اللہ تعالی اہل زمین سے بلیات کو دفع کرتا ہے۔ اور

من خير قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیه فاذا قرنت بین ہاتین المقدمتین اعنی بعثت من خیر قرون بنی آدم الخ وان الارض لم تخل من سبعة مسلمین الخ انتج ما قاله الامام الرازی من ان اباءه کلهم موحدون لانه ان کان کل جد من اجداده من جملة السبعة المذکورین فی زمانهم ففیه المدعی وان کانوا غیرهم فاما ان یکونوا علی الحنیفیة ملة ابراهیم علیه السلام فهو المدعی

بخاری نے یہہ حدیث روایت کی ہے کہ مین ایک قرن سے دوسری قرن مین بہترین قرون بنی آدم سے مبعوث ہوتا تہا یہانتک کہ اوس قرن مین کہ جس مین مین ہون مبعوث ہوا ۔ پس جب یہہ دونون مقدمے (یعنے خیر قرون بنی آدم سے مبعوث ہوتے چلے آنا اور زمین کا سات مسلمانون سے خالی نرہنا) ملائے جائین تو وہی نتیجہ نکلتا ہے ۔جسکو امام رازی نے بیان کیا یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اجداد موحد تھے کیونکہ آپ کے اجداد سے ہر ایک جد اگر اون مذکور شدہ سات اشخاص مین سے تھے تو اسی مین ہمارا مدعی ہے اور اگر اونکے سواے تھے تو یا وہ ملت حنفیہ ابراہیم علیہ السلام پر تھے تو یہہ بھی ہمارا مدعی ہے یا وہ شرک پر

ایضا واما ان یکونوا علی الشرك فیلزم احد امرین اما ان یکون غیرهم خیرا منهم وهو باطل لمخالفته الحدیث الصحیح من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا واما ان یکونوا خیرا وهم علی الشرك وهو باطل بالاجماع قال تعالی ولعبد مؤمن خیر من مشرك فثبت انهم علی التوحید فیکونوا خیر اهل الارض فی زمانهم **وقد ذکر البرزنجی** والسیوطی وغیرهم من الفوائد فی نجاة آباء النبی صلی الله علیه وسلم وامهاتهم وفی انهم کلهم علی التوحید دلائل وبراهین علی ذلك و

تھے تو دو امر سے ایک لازم آویگا یا اون سے اونکے اغیار بہتر تھے یہہ تو باطل ہے بسبب مخالفت اوس حدیث صحیح کے کہ جس سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد ہر ایک قرن مین بہترین قرون بنی آدم سے تھے - یا یہہ اجداد باوجود شرک پر رہنے کے اغیار سے بہتر تھے یہہ بھی بالاجماع باطل ہے جناب باری کا ارشاد ہے وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ یعنے ایمان والا غلام مشرک سے بہتر ہے پس ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد توحید پر قایم تھے پس وہ اپنے زمانہ مین تمام اہل زمین سے بہتر ہوے **اور برزنجی** اور سیوطی وغیرہ نے (جنہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آبا وامہات کے نجات مین اور اس بیان مین کہ یہہ سب کے سب توحید پر تھے

افرد واکل احد من الاباء بترجمة وقد صح فی احادیث کثیرة
انه صلی اللہ علیه وسلم قال لم ازل انقل من اصلاب الطاہرین
الی ارحام الطاہرات وفی روایة لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب
الحسیبة الی الارحام الطاہرة وعلی ھذا حمل بعضھم قوله تعالی
وتقلبك فی الساجدین وقوله صلی اللہ علیه وسلم من اصلاب
الطاہرین الی ارحام الطاہرات فآباء النبی صلی اللہ علیه وسلم
وامھاته الی ادم وحواء لیس فیھم کافر لان الکافر لا یوصف بانه

رسالے لکھے ہین) اسپر دلایل اور براہین قایم کین. ور آباء نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہر ایک کا بیان جداگانہ لکھا ہے۔ اور بہت سے
احادیث مین یہہ امر صحت کو پہونچا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مین پاک صلبون سے پاک ارحام کیطرف منتقل
ہوتا رہا۔ اور ایک روایت مین یہہ آیا ہے کہ مجھکو اللہ تعالی اصلاب
ممتاز سے ارحام طاہرہ کیطرف نقل فرماتا رہا۔ اور اسی پر حمل کیا ہے
بعضون نے اللہ تعالی کے اس قول کو وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو من اصلاب الطاہرین الی
ارحام الطاہرات ۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آبا اور
امہات مین آدم وحوا علیہما السلام تک کوئی کافر نہ تھا کیونکہ کافر طاہر

طاهر والی هذا اشار صاحب الهمزیة حیث قال

لم تزل فی ضمایر الکون تختا   ولك الامهات والآباء

وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما ولدت من بغی قط منذ
خرجت من صلب آدم ولم تزل تتنازعنی الامم کابرا عن کابر
حتی خرجت من افضل حیین من العرب هاشم وزهرة وحیث
ان ابا طالب قال هو علی ملة عبد المطلب فلنذکر بعض ما ذکروه
فی عبد المطلب لتعلم علما یقینیا انه کان علی التوحید فمما ذکروه

ہنین ہے۔ اور اسی کے طرف صاحب الہمزیہ نے اشارہ کیا شعر

لَمْ تَزَلْ فِیْ ضَمَایِرِ الْکَوْنِ تَخْتَا   وَلَكَ الْاُمَّهَاتُ وَالْآبَاءُ

آپ کے لئے اس خلقت کی چھپی ہوی چیزون مین اون کے ظہور سے
پیشتر ہی نامی گرامی مائین اور باپ دادے خدا کے طرف سے پسند ہوگئے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سے میرا خروج
صلب آدم سے ہوا ہر گز مین کسی نامحمود طریقہ سے ہنین جنا گیا اور
میرے لئے بڑے سے بڑے آرزو کرتے تھے یہانتک کہ مین عرب کے
افضل دو قبیلہ ہاشم اور زہرہ سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ ابو طالب نے
کہا تہا کہ وہ عبد المطلب کی ملت پر ہے اس لئے ہم بعض اون امور
کو ذکر کرتے ہین کہ جنکو مورخین نے عبد المطلب کے حال مین بیان

فی عبد المطلب انه نشاء علی اکمل الصفات وانتهت الیه الریاسة
بعد عمه المطلب وکان یأمر اولاده بترک الظلم والبغی ویحثہم
علی مکارم الاخلاق وینہاہم عن دنیات الامور وکان یقول
لن یخرج من الدنیا ظلوم حتی ینتقم اللہ منه وتصیبه عقوبة
الی ان ہلک رجل ظلوم من ارض الشام ولم تصبه عقوبة
فقیل لعبد المطلب فی ذلک ففکر وقال واللہ ان وراء ہذہ الدار
دارا یجزی فیہا المحسن باحسانه ویعاقب المسیٔ باساءته

کیا ہے تاکہ تجھکو اسکا علم یقینی حاصل ہو جاوے کہ عبد المطلب
توحید پر تھے۔ پس عبد المطلب کے حال مین جو کیفیات بیان
کئے گئے ہین اون مین سے یہہ ہے کہ وہ اکمل صفات پر پیدا
ہوے اور ریاست اونکو اونکے چچا مطلب کے بعد پہونچی
اور اپنے اولاد کو ترک ظلم وفحش کی تاکید کرتے تھے۔ اور مکارم
اخلاق کی ترغیب دیتے تھے اور سبک امور سے منع کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ ظالم سے جب تک اللہ تعالی بدلہ نہ لے اور اوسکو
کوی عقوبت نہ پہونچے وہ دنیا سے ہرگز نہ نکلیگا یہان تک
کہ ارض شام کا ایک ظالم مر گیا اور اوسکو کوی عقوبت نہ پہونچی
تھی۔ پس اوسکی شان مین عبد المطلب سے پوچھا گیا تو اونھون نے

ای فالظلوم شانہ ان تصیبہ عقوبة فان اخرج من الدنیا لم تصبہ عقوبة فهی معدة لہ فی الآخرة فهذا ایمان منہ بالیوم الآخر علمہ بالفراسة الصادقة وهی نور الٰهی یقع فی القلب و کان عبد المطلب یرفض عبادة الاصنام و یعترف بوحدانیة اللہ تعالی ولم تکن شریعة مشروعة فی زمنہ فلهذا کانت عبادتہ التفکر فی آلاء اللہ ومصنوعاتہ وصلة الارحام واصطناع المعروف

کچھہ تامل کے بعد جواب دیا قسم خدا کی سواے دار دنیا کے دار آخرت بھی ہے کہ یہان نیک کو اوس کے نیکی کی جزا اور بد کو اوس کے بدی کی سزا دیجائیگی۔ یعنے ظالم کی شان ہی یہہ ہے کہ اوسکو عقوبت پہونچے۔ پس اگر بغیر عقوبت کے دنیا سے گزر جاسے تو عقوبت اوس کے لئے آخرت مین مہیا ہے۔ پس عبد المطلب کا ایمان بالآخرت ہے جسکو اوہنون نے فراست صادقہ سے جان لیا۔ اور فراست صادقہ ایک نور الٰہی ہے جو دل مین پڑتا ہے اور عبد المطلب بت پرستی نکرتے تھے اور وحدانیت خدا تعالیٰ کے معترف تھے۔ اور اون کے زمانہ مین کوی شریعت مشروعہ نہ تھی اسیواسطے خدا تعالیٰ کے نعمتون اور مصنوعات مین فکر کرنا اور صلہ ارحام اور اچھے کام کرنا اور عمدہ اخلاق سے متصف رہنا اونکی عبادت تھی

والاتصاف بمکارم الاخلاق وکان یختلی کثیرا بغار حراء لیجتمع فکرہ وقلبہ فی الاستغراق فی التفکر فی صفات اللہ و افعالہ الدالۃ علیہ وورد عنہ فی السنۃ اشیاء کان متصفا بہا ویأمر الناس بفعلہا **منہا** الوفاء بالنذر والمنع من نکاح المحارم وقطع ید السارق والنہی عن قتل المؤدۃ وتحریم الخمر والزنا وان لا یطوف بالبیت عریانا **وھو** اول من جعل الدیۃ مأۃ من الابل فجاء الشرع مؤیدا ذلک ومقررا **وکان** لطیب ریحہ یفوح منہ

اور خدا کے صفات و افعال کے تفکر کے استغراق مین اپنی خاطر اور فکر مجتمع رہنے کی غرض سے اوہون نے اکثر اوقات غار حرا مین رہنا اختیار کیا تھا اور اون کے بعض امور کہ جس سے وہ متصف بھی تھے اور لوگون کو اوسکے کرنے کا حکم بھی کرتے تھے شریعت اسلامیہ مین داخل ہوگئے ہین۔ اور امور مذکورہ سے بعض یہہ ہین نذرون کو پورا کرنا۔ نکاح محارم سے منع کرنا۔ اور چور کا ہاتھ کاٹنا بیٹی کو زندہ درگور کرکے قتل کرنے سے منع کرنا۔ اور شراب وزنا کی تحریم۔ اور برہنگی مین کعبہ کا طواف نکرنا۔ خون بہا مین سو اونٹ کی قرار داد ابتداءً عبد المطلب ہی سے ہوئی اس کے بعد شرع نے اسی کو بحال رکہا۔ اور ان کے بدن شریف سے بوے مشک مہکتی تھی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

رائحة المسك وكان نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضئ فی غرته

وفيه يقول القائل

علا شيبة الحمد الذي كان وجهه يضئ ظلام الليل كالقمر المبدر

وكانت قريش اذا اصابها قحط شديد تاتی عبد المطلب فتستسقی به فيسقون ولما جاء اصحاب الفيل ليهدموا الكعبة هلكوا بدعائه عند البيت المعظم ومما نقل عنه فی ذلك اليوم -

کا نور انکے پیشانی پر چمکتا تھا اور اسی بارہ مین کسی نے کہا ہی شعر

عَلَا شَيْبَةُ الْحَمْدِ الَّذِی كَانَ وَجْهُهُ يُضِئُ ظِلَامَ اللَّيْلِ كَالْقَمَرِ الْمُبْدِرِ

یعنے بلند مرتبہ ہے شیبۃ الحمد (یعنے نام عبد المطلب) جسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کے مانند رات کی اندھیریون کو روشن کرتا ہے اور جب قحط شدید ہوا تو قریش اونکے نزدیک آکے خواہان دعا بارش ہوتے تھے اور باران رحمت نازل ہوتا تھا اور انہدام کعبے کے لئے جب اصحاب فیل آئے تو انہی کے دعا سے ہلاک ہوے اور اوس روز کے اون کے اشعار سے یہہ شعر منقول ہے

لَاهُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ يَمْنَعُ رَحْلَهُ فَامْنَعْ رِحَالَكْ ٭ وَانْصُرْ عَلٰی اٰلِ الصَّلِيْبِ وَعَابِدِيْهِ الْيَوْمَ اٰلَكْ

یعنے خدایا اسمین شک نہین کہ بندہ بھی اپنے گھر کو بچاتا ہے پس تو اپنے گھر کو بچائیو - تو آجکے دن صلیب کے لوگون اور اوس کے

لاهم ان العبد يمنع رحله و فمنع رحالك
وانصر على آل الصليب وعابديه اليوم آلك

وقال ايضاً

يارب لا ارجولهم سواكا يارب فامنع عنهم حماكا
ان عدو البيت قد عاداكا فامنعهموا ان يخربوا قراكا

واخذ اصحاب الفيل له ذودا من الابل فذهب الى ابرهة رئيسهم يسأله اطلاق ابله فعظمه واجلسه معه على سريرة فلما سأله اطلاق ابله قال له ابرهة سقطت من عيني جئت

پوجنے والونپر اپنے لوگون کو فتح و مدد دیجو۔ اور یہہ بھی کہا **شعر**

يَارَبِّ لَا اَرْجُوْلَهُمْ سِوَاكَا * يَا رَبِّ فَامْنَعْ عَنْهُمْ حِمَاكَا
اِنَّ عَدُوَّ الْبَيْتِ قَدْ عَادَاكَا * فَامْنَعْهُمُوْا اَنْ يُخْرِبُوْا قُرَاكَا

اے پروردگار مین اونکے کھپانے کے لئے تیرے سوا اور کسی کی امید نہین کہتا ہون۔ پس تو اونکے ہاتھون سے اپنے رمنے (حرم کو) بچالے * کعبے کے دشمن نے تجھ سے دشمنی کی ہے * پس تو اونکو روکدے کہ تیرے بستیون کو وہ ویران کرنے نہ پائین * اور اصحاب فیل نے ان کے اونٹون کا ریوڑ پکڑ لیا تہا اہون نے اونٹون کی رہائی کی درخواست کیلئے اونکے رئیس ابرہہ کے پاس گئے

لاهدم البيت الذى هو دينك ودين آبائك فالهاك عنه ذود
اعظم منك فقال انا رب الابل وللبيت رب يمنعه وقال يامعشر
قريش لا يصل الى هدم البيت لان لهذا البيت ربا يحميه فارسل الله
عليهم طيرا ابابيل فاهلكهم وكان لعبد المطلب ابل كثيرة يجمعها
فى الموسم ويسقى لبنها بالعسل فى حوض من ادم عند زمزم و
يشترى الزبيب فينقعه بماء زمزم ويسقيه الحاج ولما توفى
عبد المطلب قام بالسقاية ابو طالب ثم بعده العباس ومن كلام

اوس نے انکی تعظیم کی اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھلا لیا پس جب آپ نے
اونٹون کی رہائی کا سوال کیا تو اوس نے کہا کہ تو میری نظرون سے
گر گیا مین نے تو اوس گھر کے گرا دینے کے واسطے آیا ہون جو تیرا اور تیرے
آباء کا دین ہے اور اوس سے مجھکو ایک ریوڑ نے باز رکھ لیا جو
تجھسے لے لیا گیا ہے۔ اونہون نے کہا مین تو اونٹون کا رب
ہون اس گھر کا رب اور ایک ہی جو اوسکو بچا لیگا۔ اور کہا کہ یا معشر قریش
کسی کو یہہ طاقت نہین ہے کہ انہدام کعبہ کر سکے کس لئے کہ اس مکان
کا ایک رب ہے اوسکی حمایت کریگا۔ پس اللہ تعالی نے اوسپر ابابیل
کو بھیجا اور اصحاب فیل کو ہلاک کر دیا۔ اور عبد المطلب کے بہت سے
اونٹ تھے جنکو موسم حج مین جمع کرتے تھے اور قریب چاہ زمزم چمڑے

عبد المطلب

یا رب انت الملک المحمود * وانت ربی الملک المعبود * من عندک الطارف والتلید

وکان عبد المطلب یکرم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویعظمہ وھو صغیر ویقول ان لابنی ھذا لشانا عظیما وقد سمع من الکھان والرھبان شیئا کثیرا فی شان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل ولادتہ وبعدھا وکان عبد المطلب رئیس قریش معظما فیھا وکانوا یفرشون لہ حول الکعبۃ فیجلس ویجتمع حولہ رؤسا قریش

کے حوض میں اونکا دودہ اور شہد بہر دیا جاتا تہا اور منقہ خرید کرکے زمزم کے پانی سے شربت تیار کرتے اور حاجیوں کو پلاتے تھے اور جب عبد المطلب نے وفات پائی تو آبداری پر ابو طالب قایم ہوے اور اونکے بعد عباس رضی اللہ عنہ اور کلام عبد المطلب سے یہہ بھی ہے یَا رَبِّ اَنْتَ الْمَلِکُ الْمَحْمُوْدُ * وَاَنْتَ رَبِّیْ الْمَلِکُ الْمَعْبُوْدُ مِنْ عِنْدِکَ الطَّارِفِ وَالتَّلِیْدِ * یعنے اے میرے پرورد گار تو ہی بادشاہ ستودہ ہے * اور تو ہی میرا رب اور بادشاہ معبود ہے * تیرے ہی جانب سے مال ومنال ہے * اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ آپ خردسال تھے عبد المطلب عظمت وبزرگی کرتے اور کہتے تھے کہ میرے اس بیٹے کی بہت بڑی شان ہوگی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ولا یــ ـضیع ـسـدا ان یجلس علی فراشه ولا ان یطاه بقدمه وکان

النبی صلی الله علیه وسلم وهو صغیر یزاحم الناس فیدخل حتی

یجلس بجنب جده عبد المطلب وربما جاء قبل جده عبد المطلب

فجلس علی فراشه فاذا اراد احد من اعمامه ان یمنعه یزجره

جدّه عبد المطلب ویقول دعوه ان له لشانا ثم یجلس علی فراشه

معه ویمسح ظهره ویسره مایراه یصنع وتوفی عبد المطلب

کی شان مین آپ کی ولادت کے پہلے اور بعد مین کاہنون اور راہبون

سے بہت کچھ سنا تہا۔ اور عبد المطلب قریش کے رئیس اور امین معظم تھے

اور اون کے لئے کعبہ کے اطراف مین فرش کیا جاتا تہا۔ عبد المطلب

جلوس فرماتے اور رؤساء قریش اونکے اطراف جمع رہتے تھے اور کسیکی

مجال نہین تھی کہ اونکی مسند پر بیٹھے یا پیر دراز کرے۔ اور نبی صلی الله

علیہ وسلم صغر سنی مین اپنے دادا عبد المطلب کی محلس مین لوگون کی

صفین چیر کے داخل ہوتے اور دادا کے بازو بیٹھ جاتے تھے اور بعض

مرتبہ عبد المطلب کے پہلے تشریف لاکر اونکی مسند پر بیٹھ جاتے آپ کے

چچاؤن سے جب کسی نے آپ کو اس سے منع کرنا چاہتے تو اونکو

عبد المطلب جھڑک دیتے اور کہتے کہ اسکو چھوڑ دو اسکی ایک شان ہی اور

اپنی مسند پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ جاتے۔ اور آپ کی

وعمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثمان سنین فاوصی بہ الی عمہ ابی طالب
وکان شقیق ابیہ عبد اللہ وامہما فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمر
بن مخزوم وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال سمعت ابی العباس
یقول کان لعبد المطلب مفرش فی الحجر یجلس علیہ لا یجلس علیہ غیرہ وکان
حرب بن امیۃ فمن دونہ من عظماء قریش یجلسون حولہ دون
الفرش فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما وھو غلام فجلس

پشت مبارک پر ہاتھ پہراتے اور آپ کے حرکات سے خوش ہوتے
اور عبد المطلب نے وفات پائی جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ برس کے تھے
پس آپ کے لئے اونہوں نے آپ کے چچا ابو طالب کو وصیت کی
ابو طالب اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ یہہ دونوں
حقیقی بہائی تھے ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن
عمرو بن مخزوم ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اونہوں
نے فرمایا کہ مین اپنے باپ عباس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک
بچہونا تھا کہ حجر خاص عبد المطلب کے واسطے فرش کیا جاتا تہا اور وہ اوپر
جلوس فرماتے تھے اوسپر سوائے اونکے اور کوئی نہین بیٹھتا تھا حرب
بن امیہ اور اسکے سوائے قریش کے اور سردار اونکے اطراف بیٹھتے
تھے ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ آپ کم سن تھے تشریف لائے

علی الفرش فجذبه رجل فبکی فقال عبد المطلب ما لابنی یبکی قالوا
ارادان یجلس علی الفرش فمنعوه فقال عبد المطلب دعوا ابنی یجلس
علیه فانه یحس من نفسه بشرف وارجوان یبلغ من الشرف ما لم
یبلغه عربی قبله ولا بعده فکانوا بعد ذلک لا یردونه عنه حضر
عبد المطلب اوغاب وفی روایة دعوا ابنی انه لیونس ملکا وفی
روایة فانه تحدثه نفسه بملک عظیم وسیکون له شان وکان عبد المطلب

اور اوس فرش پر بیٹھ گئے آپ کو کسی نے کھینچ لیا اور آپ رونے لگے
عبد المطلب نے کہا کہ میرے بیٹے کو کیا ہوا جو روتا ہے لوگوں نے کہا
کہ اس فرش پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تہا اوس سے ممانعت کی گئی۔ عبد المطلب
نے کہا کہ میرے بیٹے کو چھوڑ دو تاکہ اوسپر بیٹھے کیونکہ وہ اپنی ذات مین
فضیلت کو دیکھہ رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ ایسی فضیلت کو پہونچیگا
کہ اوسکو کوئی عربی نہ پہلے پہونچا ہے اور نہ بعد مین پہونچیگا۔ پھر کبھی
کسی نے آپ کو اس سے منع نہین کیا خواہ عبد المطلب حاضر ہین
یا غائب۔ اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ میرے فرزند کو چھوڑ دو
کہ وہ اولوالامر ہونے والا ہے۔ اور ایک روایت مین یہہ ہے
کیونکہ اوس کا نفس اوسکو ملک عظیم پر پہونچا دیگا اور قریب مین اوسکی
بڑی شان ہوگی۔ اور عبد المطلب علماء و حکماء قریش سے تھے اور

من علماء قریش وحکمائها وکان مجاب الدعوة محرما للخمر علی نفسه
وهو اول من تحنث بغار حراء و التحنث التعبد اللیالی ذوات العدد
وکان اذا دخل شهر رمضان صعده واطعم المساکین وکان
صعودة للتخلی عن الناس یتفکر فی جلال الله وعظمته وکان یرفع
من مائدته الطیر والوحوش فی رؤس الجبال وکان یقال له مطعم الطیر
ویقال له الفیاض ولد وفی راسه شیبة الحمد رجاء انه یکبر و

مستجاب الدعوات تھے اور اپنے نفس پر شراب کو حرام کر لیا تہا۔
اور آپ ہی پہلے شخص ہین جو غار حرا مین راتون کو عبادت کرتے تھے
اور جب رمضان کا مہینہ آتا تو آپ حرا پر چڑہجاتے اور مساکین کو
کہانا کہلاتے۔ اور آپ کا حرا پر چڑہنا صرف لوگون سے گوشہ نشینی
کے واسطے تہا تاکہ اللہ جل شانہ کی جلال و عظمت مین تفکر ہو سکے
اور پہاڑون کی چوٹیون پر آپ کے دسترخوان سے پرندو وحوش
متمتع ہوتے تھے۔ اور آپ کو مطعم الطیر اور فیاض کہتے تھے۔ جب
یہہ پیدا ہوے تو اونکے سر مین ایک سفید بال تھا اسیواسطے انکا
نام شیبۃ الحمد رکہا گیا اس امید سے کہ وہ بڑے اور بڈہے ہونگے
اور انکی حمد لوگ بہت کرینگے۔ بالآخر اللہ تعالی نے ایسا ہی کیا
یعنے لوگون نے انکی بہت حمد کی کیونکہ وہ مصیبتون مین قریش

يشيخ ويكثر حمد الناس له وقد حقق الله ذلك فكثر حمدهم له لانه كان مفزع قريش فى النوائب وملجأهم فى الامور وشريفهم وسيدهم كمالا وفعلا عاش مائة واربعين سنة وله مناقب كثيرة منها حفر بئر زمزم وكانت درست بعد اسمعيل فامر فى المنام بحفرها وارشد فى المنام الى محلها وقصة ذلك طويلة مذكورة فى كتب السير وفى السيرة الحلبية عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يبعث جدى عبد المطلب

کے حامی تھے اور تمام کامون مین اونکے ملجا رہتے کیا بلحاظ کمال اور کیا بلحاظ افعال اونکے بزرگ اور سردار تھے۔ ایک سو چالیس برس زندہ رہے اور اونکے بہت سے مناقب ہین۔ ایک یہہ کہ اوہنون نے زمزم کا کنوان کہودا۔ اسمعیل علیہ السلام کے بعد وہ ناپدید ہوگیا تہا خواب مین اوس کے کہودنے کا حکم ہوا اور اوس کا مقام دکہلادیا گیا۔ اسکا قصہ طویل ہے کتب سیر مین مذکور ہے اور سیرت حلبیہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہا اوہنون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے دادا عبد المطلب قیامت کے دن بادشاہون کے لباس اور ہیبت اشراف مین اوٹہائے جائینگے۔ برزنجی نے کہا کہ مروی ہوا ہے

يوم القيامة بفخر الملوك وابهة الاشراف قال البرزنجي ويروي ان عبد المطلب يعطي نور الانبياء وجمال الملوك ويبعث امة وحده قال لانه كان على التوحيد وذلك كمن اخبر عنه النبي صلى الله عليه وسلم من امثاله كزيد بن عمرو بن نفيل وورقة ابن نوفل انه يبعث امة وحده ومن يبعث امة وحده لا يبعد انه يعطي نور الانبياء لانه مستقل لا تابع واما كونه يعطي جمال الملوك فلانه كان سيد قريش في زمانه وهو ملحق بالملوك الذين عدلوا وما ظلموا وهذا له شاهد

که عبد المطلب کو انبیا کا نور اور بادشاہون کا جمال عطا کیا جائیگا اور وہ تنہا حق پر مبعوث ہونگے کیونکہ وہ توحید پر تھے اور امثال عبد المطلب جیسے زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ ابن نوفل سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ہی خبر دی ہے کہ وہ تنہا حق پر مبعوث ہونگے اور جو شخص کہ تنہا حق پر مبعوث ہو تو اوسکو انبیا کا نور عطا کیا جانا بعید نہین ہے کیونکہ وہ مستقل ہے نہ تابع۔ اور عبد المطلب کو بادشاہون کا جمال اس لئے دیا جائیگا کہ وہ اپنے زمانہ مین قریش کے سردار تھے اور وہ اون بادشاہون کے ساتھ رہینگے جنہون نے عدل کیا۔ اور یہہ بیان عبد المطلب کیواسطے گواہ ہے اس امر مین کہ جسکو بیہقی اور ابو نعیم نے کعب احبار سے روایت کیا ہے اونہون نے کہا کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی

فیما رواه البیهقی وابونعیم عن کعب الاحبار انه قال فی التوراة فی صفة امة محمد صلی الله علیه وسلم انہم فی القیامة یعطون نور انبیاء وبالجملة فمن وقف علی ما ذکره العلماء فی ترجمته علم علما یقینا انه کان علی التوحید وهکذا بقیة آبائه الی آدم علیه السلام وبهذا یعلم ان قول ابیطالب هو علی ملة عبد المطلب اشارة الی انه علی التوحید ومکارم الاخلاق ولولم یصدر من ابیطالب من الاشارات الدالة علی توحیده الا قوله وهو علی ملة عبد المطلب لکان ذلک کافیا فلله دره من لبیب حاذق وهذا المسلک الذی سلکه العلامة السید محمد

صفت میں توراۃ میں یہہ کہ قیامت میں اونکو انبیا کا نور عطا کیا جائیگا حاصل کلام کہ جسکو بیان علماء پر وقفیت ہو ضرور اوسکو علم یقینی اس امر کا حاصل ہوگا کہ بلاشبہ عبد المطلب توحید پر تھے اور یہی حالت ہے اونکے باقی آباء کی آدم علیہ السلام تک - اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابیطالب کا یہہ قول کہ "وہ عبد المطلب کی ملت پر ہے" اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ابیطالب توحید اور مکارم اخلاق پر ہے - اگر ابیطالب سے سواے اس قول کے کہ "وہ ملت عبد المطلب پر ہے" اور اشارات جو اونکی توحید پر دال ہیں صادر نہوتے توبھی قول مذکور کافی تھا پس اس قول کی خوبی اللہ ہی کے واسطے ہے جو اونسے یہہ کلام جامع صادر

بن رسول البرزنجی فی نجاۃ ابیطالب لم یسبقہ الیہ احد فجزاہ
عنی نجزاء ومسلکہ ھذا الذی سلکہ یرتضیہ کل من کان منصفا
بالانصاف من اھل الایمان لانہ لیس فیہ ابطال شئ من النصوص
ولا تضعیف لھا وغایۃ ما فیہ انہ حملھا علی معان مستحسنۃ یزول بہا
الاشکال ویرتفع الجدال ویحصل بذلک قرۃ عین النبی صلی اللہ علیہ وسلم
والسلامۃ من الوقوع فی تنقیص ابی طالب او بغضہ فان ذلک یوذی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد قال اللہ تعالی ان الذین یوذون اللہ

فرمایا نجات ابیطالب میں یہہ وہ راستہ ہی کہ جسپر علامہ سید محمد بن
رسول البرزنجی نے چلا کہ جسکی طرف کسی نے سبقت نہیں کی تھی اللہ تعالی
اسکو جزاے خیر دیوے اور اون کے اس مسلک کو ہر ایک شخص اہل ایمان
سے جو انصاف سے متصف ہو پسند کریگا - کیونکہ اوسمیں نصوص سے
کسی شئی کا ابطال نہیں ہے اور نہ اونکی تضعیف ہے اوس میں صرف
یہی ہے کہ انہوں نے نصوص کو ایسے مستحسن معانی پر حمل کیا کہ جس سے
اشکال زایل اور جدال مرتفع ہوتا ہے - اور اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے آنکھہ کی ٹھنڈک اور تنقیص یا بغض ابیطالب میں مبتلا ہونے سے
احتراز حاصل ہوتا ہے کیونکہ یہہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذا کا باعث
ہے اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ

رسوله لعنهم الله فی الدنیا والاٰخرۃ واعدّلہم عذابا مھینا وقال
تعالی والذین یؤذون رسول الله لہم عذاب الیم وقد ذکر الامام
احمد بن الحسین الموصلی الحنفی المشہور بابن وحشی فی
شرحہ علی الکتاب المسمی بشہاب الاخبار للعلامۃ محمد ابن سلامۃ القضاعی
المتوفی سنۃ ۴۵۴ ان بغض ابیطالب کفر و نص علی ذلک ایضا
من ائمۃ المالکیۃ العلامۃ علی الاجھوری فی فتاویہ والتلمسانی
فی حاشیۃ علی الشفا فقال عند ذکر ابیطالب لا ینبغی ان یذکر الا بحمایۃ

فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا سورہ احزاب یعنے جو لوگ
اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہین اللہ تعالی اونپر دنیا و آخرت مین لعنت
کریگا۔ اور عذاب سخت اون کے لئے مہیا کریگا۔ اور یہہ بھی جناب باری
کا ارشاد ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ الایہ سورہ توبہ
یعنے جو لوگ اللہ کے رسول کو اذیت دیتے ہین اونکے لئے عذاب سخت ہے
امام احمد بن حسین موصلی حنفی نے جو ابن وحشی سے مشہور ہین اپنی شرح
میں جو شہاب الاخبار مولفہ علامہ محمد بن سلامہ قضاعی متوفی ۴۵۴ھ پر
لکھی ہے ذکر کیا کہ بغض ابو طالب کا کفر ہے۔ اور اسیر ائمہ مالکیہ سے
علامہ علی الاجہوری نے بھی اپنے فتاوی مین اور تلمسانی اپنے حاشیہ
مین جو شفا پر ہے تصریح کی۔ اور کہا کہ ابو طالب کے ذکر کے وقت سوا

النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ حماہ ونصرہ بقولہ وفعلہ وفی ذکرہ بمکروہ اذیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ومؤذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کافر والکافر یقتل وقال ابو الطاہر من ابغض ابا طالب فہو کافر والحاصل ان ایذاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفر یقتل فاعلہ ان لم یتب وعند المالکیۃ یقتل وان تاب وروی الطبرانی والبیہقی ان ابنۃ ابی لہب واسمہا سبیعۃ وقیل درۃ قدمت المدینۃ مسلمۃ مہاجرۃ فقیل لہا لا تغنی عنک ہجرتک وانت بنت حطب النار فاذت

حمایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی قسم کا تذکرہ مناسب نہین ہے کیونکہ انہون نے اپنے قول وفعل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت مدد کی اور اونکا ذکر برائی سے کرنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت ہے۔ اور حضرت کا ایذا دینے والا کافر اور کافر لایق قتل ہے اور ابو طاہر نے کہا کہ جس نے ابوطالب سے بغض رکھا وہ کافر ہے۔ حاصل کلام یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا اوس مرتبہ کا کفر ہے کہ اگر اوسکا فاعل توبہ نہ کرے تو قتل کیا جاسے اور مالکیہ کے پاس توبہ کرنے کی صورت مین بھی قتل کیا جاویگا۔ اور طبرانی اور بیہقی نے روایت کی کہ ابولہب کی بیٹی جسکا نام سبیعہ ہے اور بعض نے کہا دُرہ ہے مسلمان ہوکر مدینہ منورہ مین ہجرت کی تو اوسکو کہا گیا کہ تجھکو ہجرت نفع ندیگی کیونکہ

من ذالک فذکرت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فاشتد غضبہ ثم قام علی المنبر فقال ما بال اقوام یؤذوننی فی نسبی و ذوی رحمی فمن اذی نسبی و ذوی رحمی فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ تعالی واخرج ابن عساکر عن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اذی شعرۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ تعالی فبغض ابی طالب والتکلم فیہ یوذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و یوذی اولادہ الموجودین فی کل عصر وقد قال صلی اللہ

تو جہنم کے کندے کی بیٹی ہے اس سے اوسکو رنج ہوا اور اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ بڑہگیا اور منبر پر کہڑے ہوگئے فرمایا کہ کیا حالت ہی قوم کی کہ میرے نسب و قبیلہ کے لوگون کی برائی کہکر میرا دل دکہاتے ہین جس نے میرے نسب و قبیلہ کے لوگون کو اذیت دیا اوس نے مجہکو اذیت دیا اور جس نے مجہکو اذیت دیا اللہ تعالی کو اذیت دیا۔ اور ابن عساکر علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے ایک بال کو ایذا دیا تو یقیناً مجہکو ایذا دیا اور جس نے مجھے اذیت دی تو یقیناً خدا کو اذیت دی۔ پس ابوطالب کا بغض اور اون کے باب مین گفتگو کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اون کے ہر زمانہ

عليه وسلم لا تؤذوا الاحياء بسب الاموات ومما يؤيد هذا التحقيق الذي حققه العلامة البرزنجي في نجاة ابي طالب ان كثيرا من العلماء المحققين وكثيرا من الاولياء العارفين ارباب الكشف قالوا بنجاة ابي طالب منهم القرطبي والسبكي والشعراني وخلائق كثيرون وقالوا هذا الذي نعتقده وندين الله به وان كان ثبوت ذلك عندهم بطريق غير الطريق الذي سلكه البرزنجي فقد اتفق معهم على القول بنجاة فقول هولاء الائمة بنجاته اسلم للعبد عند الله تعالى لاسيما مع قيام

کے موجودہ اولاد کو رنجیدہ کرتا ہے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اموات کو برا کہہ کے زندوں رنجیدہ مت کرو۔ نجات ابیطالب مین علامہ برزنجی نے یہہ تحقیق جو کی ہے اوسکا مویدیہہ ہے کہ بہت سے علماء محققین اور اولیاء عارفین جو اصحاب کشف ہین نجات ابیطالب کے قایل ہین۔ انہی مین سے ہین قرطبی اور سبکی اور شعرانی اور بہت سی مخلوق ان لوگون نے کہا کہ یہہ وہی ہے کہ جسکا ہم اعتقاد رکہتے ہین اور مقر بھی ہین اور اگر اسکا ثبوت ان لوگون کے پاس سوای مسلک برزنجی کے اور دوسرے طریقہ سے ہے تو برزنجی نے نجات ابیطالب کے قول مین متفق تو ہے پس نجات ابیطالب کے متعلق ان ائمہ کا قول بندہ کو اللہ تعالیٰ کے پاس زیادہ تر سلامت رکہنے والا ہے خصوصاً جبکہ یہہ دلایل و

هذه الدلائل والبراهين التی اثبتها العلامة البرزنجی ومما استدل
القائلون بعدم نجاته ان النبی صلی الله علیه وسلم لم یورث منه جعفرا
ولا علیا لاختلاف الدین واجاب البرزنجی عن ذلک بوجوه منها
ان المیراث فی وقت موت ابی طالب لم یفرض وانما کان الامر بالوصیة
فقد یکون ابو طالب اوصی بماله لعقیل فانه کان یحبه کثیرا وعلی
علی تسلیم ان عقیلا اخذ ذلک میراثا ان النبی صلی الله علیه وسلم
انما سکت معاملة لابی طالب وعقیل بحسب ظاهر الامر من الکفر بحسب

براہین موجود ہین جنکو علامہ برزنجی سے ثابت کیا۔ اور ابوطالب کے
غیر ناجی کہنے والون کے دلائل سے یک یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اونکے مال کا جعفر اور علی رضی اللہ عنہما کو بسبب اختلاف
دین کے وارث نہین ٹہرایا۔ اور اسکا جواب برزنجی نے کئی وجوہ سے
دیا ہے۔ ایک اونمین کا یہہ ہے کہ میراث موت ابوطالب تک مقرر نہوی
تھی۔ اور صرف وصیت جاری ہوتی تھی۔ شاید ابوطالب نے عقیل کیلئے
اپنے مال کی وصیت کی ہو کیونکہ وہ اون سے زیادہ محبت رکہتے تھے
اور اگر عقیل کا اوس مال کو میراث مین لینا تسلیم کیا جاوے تو محتمل ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب وعقیل کے مقدمہ مین ظاہری کفر کے
خیال سے بلحاظ احکام دنیا کے سکوت کیا ہو کہا گیا کہ ابوطالب کے

احکام الدنیا قیل ان مما نزل فی ابیطالب انا ارسلناک بالحق بشیرا ونذیرا
ولا تسئل عن اصحاب الجحیم وهذا القول ضعیف جدا کالقول بانها نزلت
فی ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فان ذلک ضعیف ایضا بل قیل ان ذلک
باطل لا اصل لہ والایۃ انما نزلت فی الیہود قال ابو حیان فی البحر
سوابق الآیات ولواحقہا تدل علی ذلک ای فان الجمیع نزل فی الیہود
والقول بخلاف ذلک یوجب تفکیک نظم الآیات وذہاب جزالتہا
کما اشار الی ذلک المولی ابو السعود فی تفسیرہ وقد ذکر البرزنجی

حق مین جو آیات نازل ہوئین اونمین سے ہی اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا
وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ سورہ بقر یعنے ہمنے بہیجا تجھکو حق کے ساتہہ خوشخبری
دیتا ہوا اور ڈراتا ہوا اور نہین پوچھا جائیگا تو دوزخیون سے اور یہہ قول
بہت ہی ضعیف ہے جیسا کہ یہہ قول بھی ضعیف ہے کہ آیۂ مذکورہ والدین
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین نازل ہوی بلکہ کہا گیا ہے کہ یہہ باطل ہے
اوسکی کوی اصل نہین۔ اور آیۂ مذکورہ یہود کے حق مین نازل ہوی۔
جیسا کہ وہ قول کہ اس آیت کو درباب والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کہا گیا بلکہ ان دونون قول کی کچھہ اصل نہین اور یہ دونون باطل ہین
بلکہ یہہ آیت یہود کے بارہ مین نازل ہوی۔ ابو حیان نے کتاب بحر
مین کہا کہ اوس کے اگلے اور پچہلے آیتین اسی پر دلالت کرتے ہین۔

احادیث کثیرۃ تدل علی نجاۃ ابی طالب ثم قال وان کان بعضھا ضعیفا
لکن لکثرتھا یقوی بعضھا بعضا لاسیما واکثرھا صحیح لاضعف فیہ
فمن الصحیح ما اخرجہ ابن سعد وابن عساکر عن علی رضی اللہ عنہ
قال اخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بموت ابیطالب فبکی و
قال اذھب فغسلہ وکفنہ وارہ غفر اللہ لہ ورحمہ وفی السیرۃ الحلبیۃ
ان ھذا الحدیث اخرجہ ایضا ابو داؤد والنسائی وابن الجارود وابن خزیمۃ

یعنے تمام آیات حق ہیو دین نازل ہوئین اور اسکا مخالف قول نظم آیات
کے توڑنے اور اون کے حسن بیان کے خرابی کا باعث ہی چنانچہ
اسکے طرف مولی ابو سعود نے اپنی تفسیر مین اشارہ کیا ہے برزنجی نے
بہت سے احادیث ذکر کیا جو نجات ابیطالب پر دلالت کرتے ہین اور کہا
کہ اگرچہ بعض اونمین کے ضعیف بھی ہین لیکن اونکی کثرت کے وجہ سے
بعض بعض کو قوت بخشتے ہین خصوصاً اکثر اونمین سے صحیح ہین جسمین کچھہ بھی
ضعف نہین ہے صحیح حدیثون سے ایک یہہ ہی کہ جسکو ابن سعد وابن
عساکر نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا علی رضی اللہ تعالی عنہ
نے کہ مین نے خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب کے وفات
کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گریہ کیا اور فرمایا کہ تم جاؤ اور اوسکو
غسل دو اور کفن دو اور دفن کر دو اللہ اوسکو بخشے اور رحم فرمائے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال لما مات ابو طالب اخبرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بموتہ فبکی وقال اذهب فغسلہ وکفنہ وواره غفر اللہ لہ ورحمہ ثم قال
البرزنجی علی ان اعتمادنا علی المسلك الاول الکافی فی النجاة ولا نحتاج
الی هذا ولکنہ زیادة تاکید فی المدعی ومن الاحادیث التی ذکرها
فی الشفاعة ما رواه الامام احمد والطبرانی والبزار عن معاذ بن
جبل وابی موسی رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور سیرت حلبیہ مین مذکور ہے کہ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن
جارود اور ابن خزیمہ نے بھی علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی حضرت
علی رض نے فرمایا کہ جبکہ ابو طالب نے وفات پائی تو مین نے وفات کی خبر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی پس حضرت نے گریہ کیا اور فرمایا کہ تم
جاؤ اور انکو غسل و کفن دو اور دفن کرو خدا اسکو بخشے اور اوسپر رحم
کرے پھر برزنجی نے کہا کہ ہمارا بھروسا پہلے مسلک پر ہے جو نجات کیلئے
کافی ہے اور ہمین حاجت ہے ہمکو اسکے طرف لیکن اسمین زیادہ
تاکید ہے مدعی پر اور ان احادیث مین سے جو شفاعت کے بارہ مین
ذکر کیا ہے ایک یہہ ہے جسکو امام احمد اور طبرانی اور بزار نے معاذ
بن جبل اور ابو موسی رضی اللہ عنہما سے روایت کین ہین کہ فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اختیار دیا مجھکو میرے رب نے دو چیزمین

ان ربی خیرنی بین ان یدخل نصف امتی الجنة او شفاعة فاخترت لهم الشفاعة وعلمت انها اوسع لهم وهی لمن مات لا یشرك بالله شیئا وروی الامام احمد وابن ابی شیبة والطبرانی عن ابی موسی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی اخرت شفاعتی وجعلتها لمن مات من امتی لا یشرك بالله شیئا وفی روایة لابی یعلی وابی نعیم عن ابی ذر رضی الله عنه وهی نائلة منهم ان شاء الله تعالی من لم یشرك بالله شیئا وفی روایة عن عوف بن مالك عن رسول الله صلی الله

یا میری آدہی امت جنت مین داخل کی جاوے یا مین اونکی شفاعت کرون پس مین نے شفاعت کو اختیار کیا اور مین جان لیا کہ شفاعت اون کے لئے زیادہ وسیع ہے اور یہہ شفاعت اوس کے لیئے ہو گی جو اللہ کے ساتھ کسی شی کو شریک نہ کر کے مرا ہو۔ اور امام احمد اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین نے اوٹہا رکہی ہے شفاعت کو اور اوسکو میری امت سے غیر مشرکین کے لئے مقرر کیا اور ابو یعلی اور ابو نعیم کی روایت مین جو ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے یہہ ہے کہ انشاء اللہ تعالی اوس شخص کو شفاعت نصیب ہو گی کہ جس نے کسی شی کو اللہ تعالی کے ساتھہ شریک نہ کیا ہو اور عوف

[illegible] ادخله الله
الجنة واخرج مسلم عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم تلا قول ابراهيم فمن تبعني فانه مني ومن
عصاني فانك غفور رحيم وقول عيسى ان تعذبهم فانهم عبادك
وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم فرفع يديه وقال امتي امتي
ثم بكى فقال الله يا جبريل اذهب الى محمد فقل له انا سنرضيك

بن مالک کی روایت میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ میں نے خداوند عالم سے یہ دعا کی ہے کہ میری امت کا
جو شخص کہ خدا کو ایک جانتا ہو جب وہ لقائے الٰہی سے مشرف
ہو تو اوسکو خدا داخل جنت فرماوے۔ اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
پڑھا ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کو فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ
وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ الآیہ سورہ ابراہیم یعنے
جس نے پیروی کی میری وہ میرا ہے اور جو میری نافرمانی کی تو
تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور عیسی علیہ السلام کے اس قول
کو اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ مائدہ
الْحَكِيْمُ۔ یعنے اگر تو اونپر عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں

فی امتك ولا نسوئك وروی البزار والطبرانی عن علی کرم اللہ
وجهه عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اشفع لامتی حتی ینادینی
ربی ارضیت یا محمد فاقول ای رب رضیت وروی الطبرانی
فی الاوسط بسند حسن عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اخرت شفاعتی لامتی
وهی بالغة ان شاء اللہ من مات لا یشرك باللہ شیئا قال البیہقی

اور اگر انکو بخشدے تو تو غالب حکیم ہے۔ ان آیات کو پڑہکر حضرت نے
اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور امتی امتی فرماکے رونے لگے تب اللہ تعالی
نے فرمایا کہ اے جبریل محمد کے پاس جاؤ اور کہو کہ مین تمکو تمہاری امت
کے بارہ مین جلد راضی کردونگا اور تمکو نہین رنجیدہ کرونگا اور بزار
اور طبرانی نے علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین امت کی شفاعت کرونگا یہانتک کے
خداوند عالم فرماویگا کہ کیا محمد تو راضی ہوا اور مین عرض کرونگا ہان
ای پروردگار عالم مین راضی ہوا۔ اور طبرانی نے بسند حسن کتاب اوسط
مین ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین نے امت کے لئے شفاعت کو اوٹھارکہی
ہے اور وہ انشاء اللہ تعالی پہونچنے والی ہے اوس شخص کو جو موحد

فانظر هذه الاحاديث فانها كلها تدل على ان الشفاعة لا تنال مشركا وقد نالت الشفاعة اباطالب بنص الحديث الصحيح ونعلم قطعا انه كان يصدق بنبوة النبي صلى الله عليه وسلم وصدقه وحقية دينه وكفي بالظاهر دليلا فلا بد من القول بنجاته ولا منافاة بينها وبين الاحاديث التي فيها ذكر كفره ودخوله النار لما تقدم ان الحكم بكفره انما هو بالنسبة للاحكام الدنيوية نظرا لظاهر الشرع وان دخوله

مرا ہو۔ برزنجی نے کہا کہ ان احادیث کو دیکھو۔ کیونکہ یہہ تمام حدیثین اسپر دال ہین کہ شفاعت مشرک کو نیسر نہو گی۔ اور ابوطالب کو تو نص حدیث صیح سے شفاعت حاصل ہوی ہے اور ہم یقیناً جانتے ہین کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت اور صداقت اور حقیقت دین کی تصدیق کرتے تھے اور بداہۃً یہی کافی دلیل ہے۔ پس ضرور نجات ابیطالب کے قائل ہونا چاہئیے اور احادیث مذکورہ اور اون احادیث مین جن مین ابیطالب کا کفر اور اونکا داخل نار ہونا مذکور ہے کوئی منافات نہین ہے کیونکہ پیشتر مذکور ہوا ہے کہ انکے کفر کا حکم صرف بہ نسبت احکام دنیا بلحاظ ظاہر شرع ہے اور اونکا داخل نار ہونا کسی فرض کے ترک سے ہے اور اس سے انکا ہمیشہ آگ مین رہنا لازم نہین آتا اور نہ یہان اس امر پر کوی نص ہے کہ وہ ہمیشہ آگ مین رہینگے

النار لاجل ترك فرض من الفرایض وهذا لا یلزم منه خلوده فی النار ولیس هناك نص علی انه مخلد فی النار مع ما مر فی بیان سبب نزول النهی عن الاستغفار من الجمع ولله الحمد وتقدم ان قوله تعالی انك لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء لا یمنع من ایمانه فانها انما دلت علی انك لا تهدیه ولکن الله یهدی من یشاء فنقول ان الله هداه وتقدم ان العباس لما اخبر النبی صلی الله علیه وسلم بانه اتی بالشهادة قال له لم اسمعه انما قال له ذلك نظرا الی ظاهر الحال

اسکے علاوہ استغفار کل سے نزول نہی کا سبب بہی پہلے بیان ہوچکا ہے ولله الحمد اور اسکا بیان بھی پہلے گذر چکا ہے کہ اللہ تعالے کا یہہ قول اِنَّكَ لَا تَهْدِی مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (سورہ قصص ترجمہ سابق گذرا) اونکے ایمان کا مانع نہین ہے کیونکہ یہہ آیت اسبات پر دلالت کرتی ہے کہ تو اوسکو ہدایت نہین دیسکیگا لیکن اللہ تعالی ہدایت کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔ پس ہم کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے اونکو ہدایت کی اور گذر چکی ہے یہہ بات کہ عباس رض نے جب خبر دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ابو طالب نے کلمہ شہادت پڑہا تب آنحضرت نے فرمایا کہ مین اون سے یہہ کلمہ نہین سنا آنحضرت نے اس کلام کو بنظر ظاہر حال فرمایا۔ اور یہہ امر اللہ تعالی نے آپکو

وذلك لا يمنع ان الله اطلعه على ايمانه ولذلك قال كل الخير ارجوله
من ربي وقد صح ان العباس سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال يا رسول الله اترجوا لابي طالب خيرا قال كل الخير ارجوا من ربي
وهذا الحديث رواه ابن سعد في الطبقات بسند صحيح ورجاءه
صلى الله عليه وسلم محقق ولا يرجو كل الخير الا مؤمن ولا يجوز ان يراد
بهذا ما حصل له من تخفيف العذاب فانه ليس خيرا فضلا عن ان
يكون كل الخير وانما تخفيف العذاب تخفيف الشر وبعض الشر اهون

ایمان ابوطالب سے مطلع فرمانے کا مانع نہین ہے اور اسیواسطے
آپنے فرمایا كُلُّ الْخَيْرِ اَرْجُوْلَهُ مِنْ رَبِّيْ یعنے مین اون کے حقمین
تمام بہلائیون کی امید اپنے رب سے رکہتا ہون اور بروایت صحیح
ثابت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے پوچہا کہ ایا آپ ابوطالب کے بہلائی کی امید رکہتے ہین۔ فرمایا
کہ مین اسینے رب سے اونکے نسبت پوری بہلائی کی امید رکہتا ہون
اور اس حدیث کو ابن سعد نے سند صحیح سے طبقات مین روایت کی
ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امید رکہنی محقق ہے اور ایب
کل خیر کی امید مومن ہی کے لئے رکہینگے۔ اور کل خیر سے مراد تخفیف
عذاب جو ابوطالب کو حاصل ہے نہین ہوسکتی کیونکہ وہ خیر نہین ہی

من بعض وحصول کل الخیر انما یکون بدخول الجنة قال بعض العارفین انه ثبت عند اهل الکشف ایمان ابیطالب ثبوتا لا شک فیه ولعل السبب فی ان الله ابهم امره بحسب ظاهر الشرع لتطییب قلوب اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم الذین کان آباؤهم کفارا لانه لو صرح لهم بایمان ابیطالب وهم یرونه کافرا بحسب الظاهر مثل آبائهم تنفر قلوبهم وتتوغر صدورهم ویقولون انه لا فرق بینه وبین آبائنا فکیف یکون ناجیا وهم معذبون وهذا یکون منهم بحسب ما تقتضیه الطبیعة

کل خیر ہونا اور یہی بات ہے اور تخفیف عذاب تو تخفیف شر ہے اور بعض شر بعض سے آسان ہوتے ہین اور کل خیر تو دخول جنت ہی سے حاصل ہوگی۔ بعض عارفون نے کہا کہ ابوطالب کا ایمان اہل کشف کے پاس اسطور پر ثابت ہو چکا ہے کہ جس کے ثبوت مین کوئی شک نہین ہے اور انکے امر کو بحسب ظاہر شرع اللہ تعالی نے جو مبہم رکھا شاید اوسکا سبب یہہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہ جنکے آبا کفار تھے خوش دل رہین کیونکہ اونپر جو ابیطالب کو بحسب ظاہر مثل اپنے آباء کے کافر دیکھہ رہے تھے اگر ابیطالب کا ایمان ہونا ظاہر کر دیا جاتا تو اون کے دل تنفر کرتے اور اونکے سینے پر کینہ ہوتے اور یہہ کہتے کہ ابیطالب اور ہمارے آباء مین جب کہ کوئی فرق نہین ہے

البشرية فلذا تنفر من استعلاء رتبة غيرها عليها كما تقدم نظيره في ذلك یحکی
قال ابی فی و آخر ابو طالب ایمانه لفات ما قصده من نصرة النبی
صلی الله علیه وسلم وحمايته ثم في ذلك الله تعالى حكم كثيرة لا اطلاع
علینا فیجب علینا التسلیم لامر الله تعالی والانقیاد لحکمه والرضا به
وحفظ الادب مع رسول الله صلی الله علیه وسلم واهل بیته وصحابته
وتحسين الظن بهم حتى لا يطالبنا احد منهم بظلامة ونسال الله تعالى

تو ابو طالب نجات پانے والے اور ہمارے آبا معذب کیسے ہو سکتے ہین اور بحسب مقتضاے طبیعت بشری یہہ امر اون سے واقع ہوتا۔ کیونکہ طبیعت بشریہ کو کہ اوسپر غیر کے تفوق سے تنفر ہوتا ہے چنانچہ اسکی نظیر اوس شخص کے بیان مین کہ جس نے کہا تہا کہ میرا باپ کہان ہے پیشتر گزر چکی ہے اور اگر ابو طالب اپنا ایمان ظاہر کرتے تو اونکا مقصود اصلی جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نصرت و تائید تہا فوت ہو جاتا۔ پس اس باب مین خداوند عالم کے بہت سے حکمتین ہین کہ جنپر ہمکو اطلاع نہین ہے پس ہمپر امر آلہی کو ماننا اور اوسکے حکم کی اطاعت کرنی اور اوسپر راضی رہنا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکے اہل بیت وصحابہ کا حفظ ادب اور اونکے ساتھہ نیک گمان رکہنا واجب ہی تاکہ اونمین سے ایک بھی ہمکو مظلمہ مین ماخوذ نکرے۔ ہم اللہ ہی سے توفیق کا سوال کرتے ہین

التوفیق هذا خلاصة ما لخصته من الخاتمة التی ذیل بها العلامة السید محمد بن رسول البرزنجی رسالته التی الفها فی نجاة الابوین مع ما ضممته الی ذلک مما وجدته فی المواهب اللدنیة والسیرة الحلبیة وغیرهما من الکتب المعتمدة المرضیة **قال العلامة البرزنجی** فی اخر الخاتمة التی هی اخر رسالته لما اکملت تسویده فی اوائل شهر الله الحرام ذی القعدة من شهور سنة الف وثمان وثمانین بالمدینة النبویة علی ساکنها افضل الصلوة وازکی السلام فی منزلی بالزقاق

یہہ اون مضامین کا خلاصہ ہے کہ جسکو مین نے علامہ سید محمد بن رسول البرزنجی کے اوس رسالہ سے لیا ہے جسکو علامہ نے والدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نجات مین تالیف کی ہے اور اس کے ساتھ بعض وہ امور بھی شریک کر دیے گئے ہین کہ جسکو مین نے مواہب لدنیہ اور سیرت حلبیہ وغیرہ کتب معتبرہ پسندیدہ مین پایا۔ علامہ برزنجی نے اپنے رسالہ کے خاتمہ کے اخیر مین فرمایا کہ جب مین نے اوایل ذی قعدہ سنہ ایک ہزار اٹھاسی ہجری مین مدینہ نبویہ علی ساکنہا افضل الصلوۃ وازکی السلام اپنے مکان واقع محلہ زقاق البدور مین جو اندرون فصیل شہر ہے اس کتاب کا مسودہ پورا کیا تو اوسکو حرم شریف کے ایسے خادم کے پاس جو راہ خدا مین ثابت قدم اور صاحب اذکار

بزقاق البدور وهو داخل السور ارسلت به الى بعض خدام الحرم الشريف ممن له قدم فى طريق الله تعالى وله اذكار واوراد وهو سلوك وهو متوسم بالصلاح ليدخله الحجرة الشريفة تحت استار كسوة القبر المعظم صلى الله عليه وسلم فانه هدية له صلى الله عليه وسلم فان وقع فى حيز القبول بيضته والا ضيعته قبل ان تنتشر منه النسخ فادخله تحت واستمر فيه ليلتين ثم رده الى وبشرنى بانه وقع فى حيز القبول من حضرة الرسول صلى الله عليه وسلم وشفعه

واوراد وسلوک اور صلاح سے آراستہ تھے اس غرض سے بھیجا کہ حجرۂ شریفہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر معظم کے غلاف کے نیچے رکھے کیونکہ وہ آپکا ہدیہ ہے اگر مقبول بارگاہ نبوت ہوگا تو اسکا مبیضہ کرونگا ورنہ اسکو تمام نسخ ہونے کے پاک کردونگا۔ پس اونہون نے اوسکو رکھدیا۔ تین دو شب گذر گئے اسکے بعد وسکو مجھے لادئے اور حضرت کے قبولیت کی بشارت دی اور شفیع گردانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رسالہ کو تمامی اولاد مولف کے لئے۔ اسپر مین نے اللہ کی حمد کی اور اوسی کی مدد سے کتاب کا مبیضہ کیا۔ پس خدا کی حمد ہے اوس کے انعام والہام پر پہر اوسی کے واسطے حمد ہے کہ جیسے ابتدا کرونا یا اتمام کو بھی پہونچایا ایسی حمد کثیر جو پاک اور مبارک ہو

فی جمیع الفروع فحمدت اللہ علیٰ ذلک وبیضتہ بعون الملک المالک
فالحمد للہ علی ما انعم والہم ثم لہ الحمد علی انہ کما بدأ اتم حمدا کثیرا
طیبا مبارکا فیہ حمدا یوافی نعمہ ویکافی مزیدہ کما ینبغی لجلال وجہہ و
وعظمۃ سلطانہ حمدا یستوجب المزید الموعود بقولہ تعالیٰ
لئن شکرتم لازیدنکم واکمل الصلوۃ والتسلیم علی المبعوث بالقرآن
الحکیم والموصوف بالخلق العظیم المنعوت بانہ بالمؤمنین روف
رحیم صلاۃ وسلاما تجازیان عناہ وتوازیان غناہ وعلی آلہ و
اصحابہ وآبائہ وامہاتہ وازواجہ وذریاتہ وورثۃ علومہ و

اور ایسی حمد جو اوسکی نعمتوں کو وافی اور اوس کے مزید کرم کو کافی ہو
اور اوس کے جلال اور اوس کے غلبہ سلطنت کے لایق ہو اور ایسی حمد
جو مستوجب ہو اوس زیادتی کی کہ جسکا وعدہ اوس کے اس قول
مین ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ یعنی اگر تم شکر کروگے تو مین تمکو
اور زیادہ دونگا۔ اور اکمل صلواۃ وتسلیم اوس ذات مقدس پر نازل ہو
جو قرآن حکیم کے ساتھ مبعوث ہوے اور خلق عظیم سے موصوف اور
بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ سے منعوت ہین۔ ایسی صلوۃ وتسلیم جو
مومنین کے ساتھ نرمی اور رحمت سے پیش آنے والے ۱۲
ہماری جانب سے آپ کی مبارک خدمت مین ہدیہ اور آپکی غنا کی مساوی
ہو۔ اور آپ کے آل واصحاب وآبا وامہات اور ازواج وذریات

عبادانه وغفرالله لنا ولوالدينا واخواننا قلبا وصلبا ودينا ولجميع المسلمين
والمسلمات ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في
قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤف رحيم دعواهم فيها سبحانك
اللهم وتحيتهم فيها سلام وآخردعواهم ان الحمد لله رب العلمين هذا
آخر ما في رسالة السيد محمد بن رسول البرزنجي المؤلفة في نجاة الابوين
المذيلة بالخاتمة التي في نجاة ابي طالب عم النبي صلى الله عليه وسلم
قال المولف رحمه الله تعالى وكان الفراغ من تسويد ذلك يوم السبت

اور وارثان علوم وعبادت پر- اور ہمکو اور ہمارے مان باپ کو اور ہمارے
بہائیون کو خواہ اونکی اخوت قلبی ہو یا صلبی یا دینی اور تمام مسلمانون کو خداوند
کریم بخشدے - خدایا ہمکو اور ہمارے بہائیون کو جو با ایمان گزرگئے
مغفرت عطا فرما - اور مومنین کے کینہ سے ہمارے دلون کو بچالے خداوند
توہی بڑا مہربان اور رحم والا ہے - دعواهم فيها سبحانك اللهم وتحيتهم
فيها سلام واخردعواهم ان الحمد لله رب العالمين یہہ وہ مضامین ہین جو
سید محمد بن رسول البرزنجی کے رسالہ کے اخیر مین بیان ہوی ہین جو والدین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نجات مین تالیف ہوا اور جس کے خاتمہ مین نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابیطالب کی نجات کا بیان ہے مولف علیہ الرحمہ
نے کہا کہ اٹھارا شعبان سنہ تیرہ سو تین ہجری مین اسکے مسودہ سے

اثنا من عشر من شهر شعبان المبارك سنة الف وثلثمائة وثلاثة من هجرة النبي صلى الله عليه وسلم۔

ترجمة مولانا السيد محمد بن رسول البرزنجي

اعلم ان العلامة الشيخ محمد المرادي الدمشقي فی کتابه اسلاك الدرر في وفيات اعيان اهل القرن الثاني عشر ترجم مولف الرسالة المذكورة وهو العلامة مولانا السيد محمد بن رسول البرزنجي المنتهي نسبه الى الامام سيدنا موسى الكاظم ابن الامام سيدنا جعفر الصادق

فراغت ہوئی۔

بیان حال سید محمد بن رسول البرزنجی

جاننا چاہیے کہ علامہ شیخ محمد مراد دمشقی نے اپنی کتاب اسلاك الدرر فی وفیات اعیان اهل القرن الثانی عشر میں مولف رسالہ مذکورہ یعنے علامہ مولانا سید محمد بن رسول البرزنجی کا احوال جنکا نسب امام سیدنا موسی الکاظم ابن امام سیدنا جعفر الصادق ابن امام سیدنا محمد الباقر ابن امام سیدنا علی زین العابدین ابن امام سیدنا حسین السبط ابن امام سیدنا علی ابن ابی طالب و سیدتنا فاطمۃ الزہرا بنت سیدنا افضل الخلایق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہے نہایت عظمت سے بیان کیا ہے

ابن الامام سیدنا محمد الباقر ابن الامام سیدنا علی زین العابدین
ابن الامام سیدنا الحسین السبط ابن الامام سیدنا علی بن ابیطالب
وسیدتنا فاطمة الزهراء بنت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بترجمة جلیلة ووصفه بکثرة العلم والعمل وقوة الفکر والفہم والادراک
والاقتدار علی الجدل واقامة الحجة والبرھان بحیث انه فی اکثر محاوراته
یغلب حجة خصمه ویجعلہا حجة علیه کما رایت فی هذه الرسالة وصنع مثل ذلک
فی کتابه المسمی بالنواقض بالفاء للروافض فانه کتاب عجیب لم یؤلف فی الرد علی
الروافض کتاب مثله وفی اکثر المواضع یقلب حجتہم ویجعلہا حجة علیہم وکذلک

اور انکی کثرت علم وعمل اور قوت فکر وفہم وادراک اور مناظرہ پر قدرت اور
حجۃ اور برہان کے قایم کرنے کی توصیف کی کہ اپنے اکثر جوابات مین
دلیل خصم پر غالب ہوتے جاتے اور دلیل خصم کو اوسی پر لوٹ دیتے
تھے جیساکہ تم نے اس رسالہ مین دیکھا اور انھون نے اپنے دوسرے
رسالہ مین جسکا نام النواقض بالفاء للروافض ہے ایسا ہی کیا
ہے۔ یہہ عجیب کتاب ہے ایسی کوئی کتاب رد روافض مین تالیف
نہین ہوئی۔ اکثر مواضع مین اونکی حجت کو اونھین پر لوٹ دیا ہے۔
علامہ حموی نتایج مین اور ذہبی نفحات مین اور علامہ بیتی شذور
مین اور عیاشی رحلت مین غرض ان تمام علماء نے بھی ایسا ہی

ترجمه العلامة الحموی فی نتایجه والذهبی فی نفحاته والعلامة البیتی فی شذورة والعیاشی فی رحلته واطنب کل منهم فی مدحه غایة الاطناب وقالوا فیه کان علامة المعقول والمنقول وامام اهل الفروع والاصول الجامع للفنون العلمیة المتضلع من اذواق الاسانید النبویة واجتمع عنده من الفضائل ما یعجز عن ذکره الناقل مع علو همة وخوف من الله فی السر والاعلان ووقوف مع الحدود الشرعیة قالوا وکان له قوة اقتدار علی الاجوبة والمسائل الغامضة المشکلة فی اسرع وقت واعذب لفظ واسهله واوجزه واکمله وذکر بعضهم انه قد عده بعض العلماء فی المجددین وقال فی

بیان کیا ہے اور ان مین سے ہر ایک شخص برزنجی کی بہت طویل مدح کی اور کہا ہے کہ برزنجی معقول ومنقول کے علامہ اور اہل فروع واصول کے امام اور فنون علمیہ کے جامع اور اسانید نبویہ کے لذات سے بہرہ یاب تھے اور علو ہمت اور باطن وظاہر مین خوف الٰہی اور حدود شریعت سے واقفیت کے ساتھہ انمین ایسے فضایل جمع ہوگئے تھے کہ جنکے ذکر سے ناقل عاجز ہے۔ کہتے ہین کہ باریک اور مشکل مسائل کے جوابات نہایت سرعت سے شیرین اور سہل اور مختصر اور کامل تر الفاظ مین دینے کی پوری قدرت علامہ برزنجی کو تھی۔ اور بعضون نے یہہ ذکر کیا کہ بعض علماء نے اونکو مجددین مین شمار کیا ہے اور اسماء مجددین کے

سرده اسماء المجددين نظما۔

حادي عشر قد كان برزنجي | مجددا وشرطه جلي

ولد رحمه الله سنة الف واربعين ليلة الجمعة ثاني عشر ربيع الاول
بشهرزور بقرية برزنج وبها نشاء وقرأ على والده وبه تخرج في العلوم ثم
رحل الى بلدان كثيرة واخذ العلوم عمن بها من العلماء الاعيان وتوطن
المدينة المنورة وتصدر بها للتدريس والف التصانيف العجيبة المفيدة
منها ما مر ومنها انهار السلسبيل في شرح اسماء التنزيل للبيضاوي وشرح
الفية السيوطي في مصطلح الحديث وسماه المصطلح لايضاح الفية المصطلح

ساتھہ ان کے نام کی شرکت مین یہہ نظم کہی ہے۔ **شعر**

حَادِیْ عَشَر قَدْ کَانَ بَرْزَنْجِیْ	مُجَدِّدًا وَّ شَرْطُہٗ جَلِیٌّ۔

یعنے برزنجی گیارہوان مجدد تہا۔ اور انکی شرط ظاہر تھی۔ برزنجی رحمہ اللہ ۱۰۴۰ھ سنہ
ہجری مین شب جمعہ بارہوین ربیع الاول کو شہر زور کے قریہ برزنج مین پیدا ہوے
اور اسی مین جوان ہوے اور اپنے والد سے پڑہا اور اونہی سے علوم حاصل
کیا اور بعد ازان بہت سے ممالک کا سفر کرکے وہان کے معتبر علماء
سے تحصیل علوم کی۔ اور مدینہ منورہ مین سکونت اختیار کی اور وہان
کے شیخ المدرسین ہو گئے اور عجیب مفید کتابین تصنیف کی جنمین سے
بعض کا تذکرہ پیشتر ہوا ہے اور بعض یہہ ہین۔ انہار السلسبیل جو شرح مین

ومختصر تلخيص المفتاح ومرقاة الصعود فى تفسير اوائل العقود والضاوي
على صبح فاتحة البيضاوي وحالى الاحزان فى فضائل رمضان والاشاعة
فى اشراط الساعة وله مؤلفات كثيرة غير ذلك كلها من اعجب الاعاجيب
توفى رحمه الله تعالى بالمدينة المنورة سنة الف ومائة وثلاثة ظهر
يوم الاثنين فى دار بزقاق القشاشي وكان له مشهد عظيم قيل انه مات
مسموما ودفن بالبقيع الشريف عند ارجل بنات النبي صلى الله عليه وسلم
خارج القبة الشريفة التى عليهن مما يلى القبلة بين القبة المذكورة

اسماء التنزيل بیضاوی کی ہے اور شرح الفیۃ السیوطی اصطلاحات
حدیث مین اسکا نام مصطلح لایضاح الفیۃ المصطلح رکھا ہے۔ اور مختصر تلخیص المفتاح
اور مرقات الصعود فی تفسیر اوائل العقود اور ضاوی علی صبح فاتحۃ البیضاوی
اور حالی الاحزان فی فضائل رمضان اور اشاعۃ فی اشراط الساعۃ
اور اس کے سوا انکی بہت سی تالیفات ہین اور سب کے سب
نہایت عجیب ہین۔ اور انہون نے خدا انپر رحمت نازل فرمائے۔ مدینہ
منورہ مین ۱۱۰۳ہجری نبوی مین یوم دوشنبہ کے ظہر کے وقت اپنے
مکان مین جو کوچہ قشاشی مین تھا وفات پائی۔ اور اونکا بڑا مشہد ہی
اور کہا گیا ہے کہ وہ مسموم مرے اور بقیع شریف مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے صاحبزادیون کے پائین اونکے قبہ شریفہ کے باہر قبلہ کے جانب

وقبة سيدنا عباس اهل البيت رضوان الله عليهم اجمعين وبجانبه قبر
العلامة السيد جعفر ابن السيد حسن البرزنجي الآتي ذكره والموضع
المذكور من البقيع مقبرة السادة البرزنجيين وله عقب مبارك كلهم
من ذوي العلم والفضل والصلاح يتداولون فتوى الشافعية بالمدينة
المنورة وبرزنج قرية بشهرزور من سواد العراق (**ومن اولاده**
السيد عبد الكريم المدفون بجدة المشهور بالمظلوم وسبب ذلك انه
في سنة ثلاث وثلاثين ومائة والف في دولة الشريف مبارك بن

مابين قبۂ مذکورہ اور قبۂ عباس رضی اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین
کے دفن ہوے اور انکے پہلو مین علامہ سید جعفر ابن سید حسن
برزنجی کی قبر ہے جنکا ذکر آگے آویگا۔ اور بقیع مین موضع مذکور سادات
برزنجی کا مقبرہ ہے۔ اور انکی اولاد برکت والی ہے یہہ سب کے سب
صاحب علم وفضل وصلاح ہوے اور مدینہ منورہ مین یہی لوگ نوبت
بنوبت شافعیہ کے مفتی ہوتے ہین۔ اور برزنج ایک قریہ ہے شہر
زور کا جو حوالی عراق مین ہے۔ اور سید عبد الکریم جو جدہ شریفہ مین
مدفون اور بلفظ مظلوم مشہور ہین۔ انہی کے اولاد سے ہین انکا
سبب یہہ ہے کہ سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین زمانہ حکومت شریف مبارک بن احمد
بن زید امیر مکہ کے درمیان اہل مدینہ وخادمان حرم شریف کے

ا حمد بن زید امیر مکۃ وقعت فتنۃ بین اھل المدینۃ واغوات الحرم
ووقع بینھما قتال یومًا بعض یوم وانتشر فساد وشر کثیر ثم عرض ذلک
الی الدولۃ العلیۃ وذکروا ان السید المذکور وولدہ السید حسن و
بعض اعیان اھل المدینۃ حرضوا الناس فی ذلک الفتنۃ فصدر الامر
من الدولۃ العلیۃ بقتل بعض اشخاص ونفی آخرین وکان السید عبد الکریم
المذکور من جملۃ الناس بنفیہم وکذلک ولدہ السید حسن اما ولدہ
فکان رحمہ اللہ صاحب کرامات وکان یدرس بعد صلاۃ الصبح فی المسجد

فتنہ واقع ہوا اور اس مین کامل ایک روز اور دوسرے روز بھی کشت و
خون ہوی اور فساد اور شر کثیر منتشر ہوا دولت علیہ مین اسکی عرض
ہوی اور یہہ کہا گیا کہ سید مذکور اور اون کے فرزند سید حسن اور مدینہ
کے بعض بڑے بڑے اشخاص نے لوگون کو اس فتنہ کی ترغیب دی ہے
پس دولت علیہ سے بعض کے قتل اور بعض کے اخراج کا حکم صادر ہوا
اور جنکے قتل کا حکم تھا اون مین سید عبد الکریم مذکور بھی تھے اور اونکے
فرزند سید حسن بھی۔ لیکن انکے فرزند رحمۃ اللہ علیہ صاحب کرامات
تھے اور مسجد نبوی مین صبح کے نماز کے بعد پڑہایا کرتے تھے پس تدریس
کی حالت مین انکو مسجد مین گرفتار کرنے کے ارادہ سے جبکہ سپاہی
انکے قریب ہوے تو قادر ذوالجلال نے اون کے آنکھون پہ

النبوی فلما ارادوا القبض علیه ذهبوا عنه لیقبضوا علیه فی المسجد فشیدنا فلما قربوا منه طمس الله علی اعینهم فکانوا یسمعون صوته ولا یرون شخصه فرجعوا واخبروا امیرهم بذلک فارسل غیرهم فجاؤا وقد تم السید درسه وذهب الی داره بباب السلام فذهبوا الیه واحاطوا الدارة وجلس بعضهم عند باب دارة وادخل الله الرعب والخوف فی قلوبهم فلم یقدروا علی الدخول علیه فلما علم السید ان فکاکه منهم لا یمکن الا بالخروج من المدینة الی مصر تطهر وتوضا وصلی رکعتین واخذ قبضة من التراب فخرج علیهم ورشها وشاهت الوجوه

پرده ڈال دیا آپ کے پڑھانے کی آواز سنی جاتی تھی مگر آپ کا جسد نظر نہیں آتا تھا پس وه لوٹ گئے اور اپنے حاکم کو اسکی اطلاع دی مگر وه باز نہ آیا اور دوسرے لوگوں کو گرفتاری کے لئے روانہ کیا پس وه لوگ آئے اور سید موصوف بعد اتمام درس اپنے مکان کو جو باب السلام کے پاس تھا تشریف فرما ہو چکے تھے پس یہ اشخاص وہان پہونچے اور اونکے مکان کو گھیر لیا اور ان مین سے بعض اشخاص دروازۂ مکان پر بیٹھے اللہ تعالی نے ان کے قلوب مین خوف ورعب ڈالدیا جسکی وجہ سے وه اندر داخل ہونے کی جرأت نہین کرسکتے تھے پس جبکہ سید موصوف نے معلوم کرلیا کہ جب تک مدینہ منورہ سے مصر نجاون انسے

شاهت الوجوه وعنت الوجوه للحی القیوم وقد خاب من حمل ظلما ونثر
علی رؤسهم التراب وهم لا یعلمون وخرج من بین ایدیهم وهم لا یبصرون ولم
یعلم الله خبرا حتی وصل الی مصر واتاهم خبره فاقام بمصر مدة ودخل الجامع
الازهر واجتمع بالاکابر من العلماء والف کتابه نفثة المصدور وهو
کتاب لم یولف نظیره فی الفصاحة والبلاغة والقصائد النعتیة النبویة
والکلمات الحکمیة سلک فیها طریق القوم من السادة الصوفیة مشیرا الی
هذه القصة وان النبی صلی الله علیه وسلم اشار الیه بالخروج الی مصر

رہائی نا ممکن ہے تو وضو کی اور دو رکعت نماز پڑہی اور تہوڑی سی مٹی اوٹھالی
شَاهَتِ الْوُجُوهُ شَاهَتِ الْوُجُوهُ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ
حَمَلَ ظُلْمًا پڑہتے ہوے اونکے سامنے آے اور مٹی اونکے سرون پر
ڈالدی جسکو وہ معلوم نکرسکے اور اونکے سامنے سے نکل گئے ان لوگون نے
آپ کو نہ دیکہا اور آپکی کوی خبر اونکو معلوم نہوی یہانتک کہ آپ مصر پہونچگئے
اور وہان سے آپ کی خبر آئی ایک مدت تک مصر مین رہے۔ اور جامع ازہر
مین مقام کیا اور بڑے بڑے علماء سے ملاقات کی اور کتاب نفثۃ المصدور
جو فصاحت وبلاغت مین بے نظیر ہے اور قصاید نعتیہ نبویہ اور کلمات
حکمیہ تالیف فرمائی۔ اسمین آپ نے سادات صوفیہ کا سلک اختیار
کیا ہے اور جو رنج والم پہونچا اور بارگاہ نبوی سے جدائی اور دوری

ان يخرج عليهم وينثر على رؤسهم التراب وانهم لا يبصرونه نظير ما وقع له صلى الله عليه وسلم عند الهجرة الى المدينة ثم عاد بعد ذلك الى المدينة واما والده رحمه الله فصعب قبضه بالمدينة فحسن له بعض عدائه الخروج من المدينة الى مكة المشرفة والاقامة بها فلما وصل الى مكة قبضه الوزير ابو بكر باشا وانفذه الى جدة وحبس بقلعتها ثم صدر الامر بقتله فقتل خنقا فى ليلة الثامن من شهر ربيع الاول سنة ثمان وثلاثين ومائتين والف ورمى فى سوق جدة نوعا كاملا

جو حاصل ہوی اس کے طرف بھی اس کتاب مین اشارہ ہے اور اس مین قصہ مذکورہ اور نیز اس امر کے طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مصر چلا جانے اور اون کے سرون پر مٹی ڈالکر اونکے سامنے سے نکل جانے کا جسمین وہ لوگ انکو نہ دیکھ سکین گے اشارہ فرمایا تھا جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کے طرف ہجرۃ فرمانے کے وقت ہوا تھا۔ اس کے بعد آپنے مدینہ منورہ مین مراجعت فرمائی اور لیکن انکے والد رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری مدینہ منورہ مین دشوار تھی اس لئے بعض دشمنون نے اونکو سکونت مکہ مشرفہ کی صلاح دی پس جب یہ مکہ معظمہ پہنچے تو اونکو ابو بکر پاشا وزیر نے گرفتار کرکے جدہ بھیجدیا اور وہان کے قلعہ مین مقید کیا اور پھر اونکے قتل کا حکم دیا

ثم رفعه بعض اهل الخير بشفاعة والتماس وغسل وكفن ودفن بجدة وهرعت الناس الى جنازته للتبرك بها ولقب بالمظلوم رحمه الله رحمة واسعة ذكر فى الروض الاعطر ما نصه ثم عقب ذلك بيسير جاء الامر بعزل الوزير المذكور فخرج متوجها الى الاستانة وركب مع من معه فى سفينة من جدة فبعد ما حلوا شراعها وجرت بهم غير بعيد اتت ريح عاصفة فاغرقه الله ولم ينج منهم الا قليل قال هكذا اخبرنى به بعض اهل العلم من اهل جدة سماعا عن غيره من الثقات انتهى وخلفا بنه

پس وہ ربیع الاول ۱۱۳۸ گیارہ سو اڑتیس ہجری کے آٹھوین شب مین گلا گھونٹ کے مار ڈالے گئے اور کامل ایکدن جدہ کے بازار مین انکا جسد پڑا رہا اس کے بعد بعض نیک بختون نے سعی وسفارش سے اٹھا لیگئے اور غسل و تکفین کے بعد جدہ مین دفن کئے گئے۔ اور انکے جنازہ پر برکت لینے کی غرض سے جدہ کے لوگ دوڑے اور انکا لقب مظلوم ہوا خداوندا توان پر رحمت واسعہ نازل فرما۔ کتاب روض الاعطر مین مذکور ہے کہ اس واقعہ کے تہوڑے ہی دن بعد وزیر مذکور کے معزولی کا حکم آیا اور اس نے بقصد آستانۂ دولت علیہ نکلا اور جدہ سے اپنے ہمراہیون کے ساتھ جہاز مین سوار ہوا۔ پس بعد کہولنے پردو کے تہوڑی مسافت طے ہوئی تہی کہ دفعتًا ہواء تیز وتند چلی اور خدا نے اوسکو

السید حسن السید جعفر صاحب المولد الشهیر الذی مفتتحه ابتدی الاملاء باسم الذات العلیه وابنه العلامة السید علی صاحب المنظومة الرائیة الموسومة بجالیة الکدر فی اسماء اصحاب سید الملائک والبشر و نظم فیها اسماء اهل بدر واحد التی اولها

بدریة وافت ببرهان بهر ۔ احدیة فی سردها سر ظهر

وابنه العلامة السید محمد البرزنجی فکلهم ابناء السید حسن و کان السید جعفر المذکور اماما عالما عاملا ولد سنة ست وعشرین

ڈبو دیا اور سوا ے چند آدمیون کے کسی نے نجات نہ پائی صاحب کتاب مذکور نے کہا کہ اہل جدہ کے بعض اہل علم نے معتبر اشخاص سے سنکر ایسا ہی مجھکو خبر دی ہے انتہی۔ اور ان کے فرزند سید حسن کے خلف سید جعفر صاحب مولد مشہور ہین جسکا آغاز یہ ہے ابتدی الاملاء باسم الذات العلیة اور انہی کے فرزند ہین علامہ سید علی جو مصنف ہین منظومۃ الرائیۃ موسومہ بجالیۃ الکدر فی اسماء اصحاب سید الملایک والبشر کے اسمین اسماء اہل بدر و احد کو منظوم کیا ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے شعر بَدْرِیَّۃٌ وَافَتْ بِبُرْهَانٍ بَهَر + اُحْدِیَّۃٌ فِی سَرْدِهَا سِرٌّ ظَهَر + یعنے پہونچے اہل بدر برہان روشن کے ساتھ۔ اسماء احد کے شمار ہونے کہ ایک سر عظیم تہا ظاہر کر دیا گیا۔ اور انہی کے فرزند ہین علامہ سید

سنة تسع وعشرين ومائة والف بالمدينة المنورة ونشأ بها وقرأ القرآن واخذ العلم من مشايخ كثيرين يطول تعدادهم وبرع في جميع العلوم نقليها وعقليها وتولى منصب فتوى الشافعية بالمدينة المنورة وسلك في طريق القوم وكان على غاية من العمل والاستقامة وله كرامات كثيرة منها انه دعي بغتة من مصلاه يوم الجمعة الى مباشرة خطبة الجمعة وطلب منه ان يستسقي للناس في خطبته وكانت سنة مجدبة فاستسقى فامطرت السماء مطرا عظيما كافواه القرب حتى سالت الاودية واخصبت الارض بعد جدبها و

محمد برزنجی پس یہ تمام سید حسن کے بیٹے ہین اور سید جعفر مذکور امام اور عالم باعمل تھے سنہ ۱۱۲۹ ہجری مین مدینہ منورہ مین پیدا ہوے اور وہین سن شعور کو پہونچے اور قرآن شریف پڑہا۔ اور بہت سے مشایخ جنکی تعداد طویل ہے علم سیکہا اور جمیع علوم نقلیہ وعقلیہ مین فضیلت کامل حاصل کی اور مدینہ منورہ مین منصب فتوی شافعیہ کے والی ہوے اور اپنے بزرگون کی روش اختیار کی اور عمل واستقامت پر انتہا درجہ کا ثبات تھا اور اون کے بہت سے کرامات ہین ایک یہ ہے کہ ایام تنگسالی مین جمعہ کے روز یہ اپنے مصلے پر تھے یکایک اونسے خطبہ جمعہ پڑہنے اور خطبہ مین دعاء بارش کرنے کی درخواست کی گئی پس آپ نے باران رحمت کی دعا کی تو بڑی شدت سے جیسے کہ کسی نے مشکون کے

واستمر المطر اسبوعا كما وقع ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم رواه احمد ومدحه
بعض الفضلاء بقوله

سقى الفاروق بالعباس قدما ونحن بجعفر غيثا سقينا
فذاك وسيلة لهم وهذا وسيلتنا امام العارفينا

ومن كراماته انه اخبر بيوم وفاته فكان كما قال توفى رضى الله
عنه لاربع مضت من شعبان سنة الف ومائة وسبع وسبعين

دہانے کہولدیا ہے بارش ہونے لگی یہانتک کہ جنگل سیراب اور زمین
سرسبز ہوگئی اور کامل ایک ہفتہ تک پانی برستا رہا جیسے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے ہوا تہا کسی فاضل نے اسی واقعہ کے متعلق انکی مدح
مین یہہ شعر کہا ہے شعر سَقَى الْفَارُوقُ بِالْعَبَّاسِ قِدْمًا
وَنَحْنُ بِجَعْفَرٍ غَيْثًا سُقِينَا ٭ فَذَاكَ وَسِيلَةٌ لَهُمْ وَهٰذَا ٭
وَسِيلَتُنَا اِمَامُ الْعَارِفِينَ ٭ یعنے سیراب ہوے تھے فاروق
بوسیلۂ عباس سابق مین ٭ اور ہم بوسیلہ جعفر کے باران شدید سے
سیراب ہوے ٭ پس عباس اونکے لئے وسیلہ تھے ٭ اور یہہ امام
العارفین ہمارا وسیلہ ہے ٭ اور انکی ایک کرامت یہہ ہے کہ انہون
نے اپنے یوم وفات کی خبر دی تھی پس جیسے انہون نے کہا تہا
ویسا ہی ہوا جسمین تقدیم دوسین کی چوتھی شعبان سنہ ایکہزار ایکسو

بقید بیر السبین فیھما وعمرہ احدی وخمسون سنة ودفن بالبقیع عند ارجل جدته بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورثاہ الشیخ عبد القادر کدل بابیات وقبل ان یختمہا ویجعل لہا تاریخًا رای السید جعفر المذکور بعد وفاته بثلاث عشرۃ لیلة فقال له فیما ذا انت فقال فی جنة الفردوس یعلو منزلی

۱۳۷ ۱۱۶ ۳۸۱ ۵۴۳

سنة ۱۱۷۷

فانتبه الرائی فاذا ھو شطر بیت فحسبه فاذا ھو تاریخ بحساب التا

ستر برسات کو آپ نے وفات پائی (خدا انسے راضی رہے) اور آپ کی عمر اکاون برس کی تھی اور اپنی جدات یعنے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادیوں کے پائین جنت البقیع مین مدفون ہوے اور شیخ عبد القادر کدک نے انکے مرثیہ مین چند ابیات لکھا اور قبل ازانکہ مرثیہ کو پورا کرے اور اوسمین تاریخ نکالے سید جعفر مذکور کو اونکی وفات کے تیرھوین شب خواب مین دیکھا اور اون سے پوچھا کہ آپ کہان رہتے ہو تو آپ نے فرمایا فِی جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ یَعْلُو مَنْزِلِی

۱۳۷ ۱۱۶ ۳۸۱ ۵۴۳

یعنے میرا مقام جنت فردوس مین بلند ہے۔ پس خواب دیکھنے والا ہوشیار ہوا اور دیکھا کہ اپنے قصیدے کے وزن و قوافی سے موافق ایک مصرع ہے پس جب اوس کے اعداد کو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ تا لفظ

من جنة بالبعمائة وفی ذلك خلاف بين الأدباء فی نها يحسب باربعة
اوبارنعمائة واذاهو شطر علی وزن القصيدة وقافيتها فجعله تاريخا
لها وختم القصيدة به فكان من كراماته انه ارخ تاريخ وفاته بعد
وفاته وفات السيد جعفر رحمه الله ولم يخلف غير بنت تزوجت
بولد عمها زين بن محمد فولدت له السيد محمد الهادي واعقب
السيد محمد المذكور ابنه السيد العلامة زين العابدين صاحب
المولد النظم والمعراج المشهورين اللذين اولهما بدأت باسم الذات

کے چارسو شمار کئے جائیں تو یہہ ایک تاریخ ہے اور عقلا کا اس امر میں
اختلاف ہے کہ تا لفظ جنت کے چارسو شمار کئے جائیں یا پانچ
پس اس مصرع کو خاتمہ اپنے قصیدے کا کیا اور اوسکی تاریخ ٹہرائی پس
یہہ امر بھی انکے کرامات سے ہے کہ اپنے وفات کے بعد اپنے وفات
کی تاریخ آپ ہی کہی۔ اور سید جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعد
صرف ایک لڑکی چھوڑی جس نے اپنے چچا کے بیٹے زین بن
محمد سے نکاح کیا اور ان سے سید محمد ہادی کو جنی۔ انکے فرزند
سید علامہ زین العابدین اوس مشہور مولد النظم والمعراج
کے مصنف ہیں جنکا اول یہہ ہے بدات باسم الذات عالیۃ
الشان اور افتتح بتحبیر ایراد الاخبار المحمدیہ اور آستانہ

عالیة الشان وافتتح تحبیرا ایراد الاخبار المحمدیة توفی مع جماعة من اهل المدینة بالسویس سنة الف ومائتین واربع عشرة مرجعهم من الاستانة العلیة ودفنوا فی موضع واحد واعقب السید زین العابدین ولده مولانا السید اسمعیل وکان عالما فاضلا وکانت المدینة المنورة داره ووطنه کابیه وجده ثم خرج منها مع جماعة من اهلها سنة الف ومائتین وثلاث وعشرین عند تغلب الوهابی علی الحجاز فساقته المقادیر الی بلاد الکرد من سواد العراق

عالیہ سے پلٹتے وقت ۱۲۱۴ہجری مین انہون نے مع جماعۃ اہل مدینۂ منورہ کے مقام سویس مین وفات پائی اور یہہ تمام ایک ہی مقام مین دفن ہوے - اور سید زین العابدین کے جانشین اونکے فرزند مولانا سید اسمعیل ہوے اور یہہ عالم فاضل شخص تھے انکے باپ اور دادا کے مانند اونکا وطن بھی مدینہ منورہ تھا پھر یہان سے اہل مدینہ کی ایک جماعت کے ساتھہ ۱۲۲۳ہجری مین جبکہ حجاز پر وہابی کا غلبہ ہوگیا تھا نکلے اور سواد عراق کے بلاد کرد مین پہونچے اور وہان کے والی عبد الرحمن پاشا سے جو اہل علم وفضل سے تھے اور جسکو علماء سے محبت تھی ملاقات کی اوس نے مولانا سید اسمعیل سے محبت کی اور آپ کو تکریم کے ساتھہ اپنے پاس رکھہ لیا اور اپنی بیٹی

فاجتمع بوالیہا عبد الرحمن باشا وکان من اہل العلم والفضل ولہ محبة فی الغرباء فاحب مولانا السید اسمعیل واکرمه وامسکه مقیما عنده وزوجه ابنته عائشة وهی والدة ولده مولانا السید جعفر واخیه السید احمد واخوته فاستمر مولانا السید اسمعیل مقیما بتلك الارض خمسا واربعین سنة معظما محتشما وفی مدة غیبته کانت فتوی الشافعیة بالمدینة المنورة عند بعض ابناء عمه وولد له اولاد ببلاد الکرد وهم مولانا السید جعفر واخوته واخواته وفی سنة تسع وستین

عائشہ سے نکاح کر دیا۔ یہیہ عائشہ اونکے اولاد مولانا سید جعفر اور سید احمد وغیرہ کی مان ہین۔ مولانا سید اسمعیل تعظیم و احتشام کے ساتھ ۴۵ سال اس سرزمین مین رہے اور ان کے زمانہ غیبت مین شافعیہ کے افتاء کا کام ان کے چچا کے بعض بیٹون سے متعلق تھا اور انکی اولاد بلاد کرد مین پیدا ہوئی وہ مولانا سید جعفر اور اونکے بھائیان اور بہنین ہین اور رجب ۱۲۶۹ سنہ بارہ سو انہتر ہجری مین مولانا سید اسمعیل نے اپنے وطن کا ارادہ کئے اور شام کے راستہ سے مصر پہونچے اور وہان اپنے فرزند مولانا سید جعفر کو جامع ازہر مین تحصیل علم کے لئے چھوڑ دئے انہون نے بہت سے مشہور علماء سے علم حاصل کیا اور اون کے والد پائی تخت

ومائتین والف عزم مولانا السید اسمعیل علی التوجه الی وطنه فتقحبه
فی شهر رجب من السنة المذکورة ووصل الی مصر من طریق الشام و
ترک فی مصر ولده مولانا السید جعفر القراءة العلم بالجامع الازہر
فاخذ عن کثیر من علمائها المشہورین وتوجه والده الی دار السلطنة
العلیة وامتدح مولانا السلطان عبد المجید بقصیدة سنیة فقلده
منصب افتاء الشافعیة بالمدینة النبویة علی ساکنها افضل الصلاة
والتحیة ثم رجع مولانا السید اسمعیل الی مصر وارتحل باهله الی المدینة
المنورة ودخلها فی اوائل رجب سنة احدی وسبعین ومائتین

سلطنت علیہ کے طرف متوجہ ہوے اور مولانا السلطان
عبد المجید کی مدح مین نہایت عمدہ قصیدہ لکہا تو سلطان نے مدینہ
منورہ علی ساکنہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کا منصب فتوی
شافعیہ انکے سپرد کیا پہر مولانا سید اسمعیل نے مصر کے طرف
مراجعت کی اور اپنے متعلقین کے ساتھ اوائل رجب ۱۲۷۱ھ
بارہ سو اکہتر مین داخل مدینہ منورہ ہوے۔ انکے واپسی
کی تاریخ شیخ عبد الجلیل افندی برادہ کے اوس عمدہ قصیدہ
مین ہے جس مین مولانا کی مدح کی گئی ہے اوسکا مطلع یہہ ہے

اَلدَّهْرُ اَقْبَلَ بِالْمَسَرَّةِ يَسْعَدُ وَلَنَا بِاِنْجَاحِ الْمَطَالِبِ يَنْجُدُ

والف وجاء تاریخ عوده بیت شعر للفضل الشیخ عبد الجلیل افندی
برادہ من قصیدة غراء مدح بها مولانا السید اسمعیل المذکور مطلعها

الدهر اقبل بالمسرة یسعد　　ولنا بانجاح المطالب ینجد

وقبل بیت التاریخ بیت ممهد لبیت التاریخ ونظمهما هکذا

ولطیبة مذعدت قلت مورخا　　فی بیت شعر بالمحاسن یفرد
قد عاد جارا للرسول محمد　　بجل نما والعود منه احمد
سنة ١٢٧٠

ثم بعد مدة نزل عن منصب فتوی الشافعیه لنجله الفاضل مولانا
السید جعفر فتقلدها سنة الف و مائتین وثمان وسبعین قبل

یعنی متوجہ ہوا زمانہ سا تھہ خوشی کے جو نیک بخت کرنے والی ہی
اور ہمارے لئے پانا مطالب کا جو آراستہ کرنے والے ہین- اور
تاریخ کی بیت کے پہلے اور ایک بیت بطور تمہید ہے دونون
بیت یہہ ہین شعر وَلِطِیْبَةَ مُذْعُدْتَ قُلْتُ مُوَرِّخًا + فِی بَیْتِ شِعْرٍ
بِالْمَحَاسِنِ یُفْرَدُ + قَدْ عَادَ جَارًا لِلرَّسُوْلِ مُحَمَّدٌ + بَجَلٌ نَمَا وَ
الْعَوْدُ مِنْهُ اَحْمَدُ + یعنے جب تو مدینہ منورہ کو پلٹا تو تاریخ کہی مین نے
١٢٧٠
بہتر شعر مین جو خوبیون مین یکتا ہو- تحقیق کہ اعادہ کیا جوار محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا- اعلی مرتبہ کو ہم اچھا سمجھتے ہین اور
اعادہ اوسکا محمود زیادہ ہے پھر تہوڑے زمانہ کے بعد اپنے

وفاة والده بنحو ثمانية اشهر وجاءه المنا بيد من دار السلطنة العلية
وهو مستمر بها الى هذا الوقت وامين الفتوى له اخوه العالم الفاضل
مولانا السيد احمد ابن مولانا السيد اسمعيل ولهم اخ ثالث وهو السيد
عبد الكريم وكان لهم اخ رابع وهو السيد على توفى منذ سنين وتردد
مولانا السيد جعفر الى دار السلطنة العلية مرارا وقلد قضاء
صنعا خمس سنين آخرها شوال سنة اثنتين وثلثمائة والف ثم
جاء الى مكة باهله ثم طلع الى الطائف وهو الآن مقيم باهله وفصله

فرزند فاضل مولانا سید جعفر کے واسطے آپ منصب فتوی شافعیہ
سے اتر گئے انہوں نے اپنے والد کے وفات کے آٹھ مہینے پہلے
۱۲۷۸ھ بارہ سو اٹھتر ہجری مین منصب مذکور کا جائزہ لیا اور اسکی
منظوری دار السلطنۃ سے آگئی اوراسوقت تک اوسپر قایم ہین۔ اور
امین فتوی انہی کے بہائی مولانا سید احمد ابن مولانا سید اسمعیل
ہین اور انکے تیسرے بہائی سید عبد الکریم ہین اور انکے چوتھے
بہائی سید علی تھے جو چند سال پہلے انتقال کئے مولانا سید جعفر کئی
مرتبہ دار السلطنۃ علیہ کی آمد و رفت کی اور صنعاد کی قضارت
کا کام اسنے پانچ سال یعنے شوال ۱۳۰۲ھ تک متعلق تہا اسکے بعد
اپنے متعلقین کے ساتھ مکہ معظمہ آئے پہر طائف گئے اور اب وہین

العود الی المدینة بعد اداء المناسك باهله وولده السید اسمعیل والسید محمد هاشم وله مولفات جلیلة منها شرحه المسمی بالکوکب الانور علی عقد الجوهر فی مولد النبی الازهر تالیف جده من جهة الام مولانا السید جعفر ومنها شواهد الغفران علی جالی الاحزان فی فضائل رمضان لجده السید محمد بن رسول السابق ذکره ومنها مصابیح الغرر علی جالی الکدر للسید علی ابن السید حسن السابق ذکره ومنها تاج الابتهاج علی ضوء الوهاج فی الاسراء والمعراج لجده السید زین العابدین المتقدم ذکره ومنها تاریخ عمارة المسجد النبوی

مقیم ہین۔ اداء مناسک کے بعد اپنی اہل اور دونون فرزند یعنے سید اسمعیل اور سید محمد ہاشم کے ساتھ مدینہ منورہ لوٹ آنیکا قصد ہے اور انکے بہت تالیفات جلیلہ ہین بعض اونمین سے یہہ ہین الکوکب الانور جو شرح ہے عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر کی جو انکے نانا مولانا سید محمد جعفر کی تصنیف ہے اور شواہد الغفران جو شرح ہے جالی الاحزان فی فضایل رمضان کی جسکو انکے دادا سید محمد بن رسول البرزنجی نے تصنیف کیا تہا جنکا تذکرہ پیشتر ہوا ہے اور مصابیح الغرر جو شرح ہے جالی الکدر کی جو سید علی ابن سید حسن سے ہے جنکا ذکر بھی سابق گذرا اور تاج الابتہاج جو شرح ہے ضوء الوہاج فی الاسراء والمعراج کی جو انکے دادا سید زین العابدین سے ہی

التی انشأها مولانا السلطان الغازی عبد المجید خان وهو تاریخ جلیل
سماه نزهة الناظرین فی عمارة مسجد سید الاولین والاخرین ومنها
الروض الاعطر فی مناقب السید جعفر وغیر ذلک وبالجملة فاهل هذا البیت
کلهم اهل علم وفضل وصلاح نفعنا الله بهم ووفقهم لکل خیر وفلاح
وصلی الله علی سیدنا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین وسلام علی المرسلین
والحمد لله رب العالمین ولله در القائل

بیجا ذکر سابق گذرا۔ اور تاریخ عمارۃ مسجد نبوی جسکو مولانا سلطان الغازی عبد المجید خان نے تعمیر کیا ہے یہہ عمدہ تاریخ ہے جسکا نام نزہۃ الناظرین فی عمارۃ سید الاولین والآخرین رکہا ہے۔ اور الروض الاعطر فی مناقب السید جعفر انکے سواے اور بہی تصانیف ہین۔ حاصل کلام یہہ تمام خاندان علم وفضل وصلاح والا ہے خداتعالی اون سے ہمکو نفع دے اور اونکو ہر خیر و فلاح کی توفیق عطا فرماوے۔ وصلے اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ وَلِلّٰہِ دَرُّ الْقَائِلِ یعنے قائل کے لئے بہتری الشیٔ ہے کہ

یَا مَطْلَعَ سَعْدٍ عَزَّ نَادِیہٖ وَاَنْتُمَا شَرْحُ شَوْقِیْ فِیْ مَعَانِیْہٖ	یعنے شہر تم دونوں ایسے مطلع سعد ہین کہ عزیز کردیتا ہے پکارنے والیکو اپنے اور لکہو تم دونوں میری محبت کی شرح اوس کے نغمہ سرائیاں مین۔

وَاسْتَقْبِلَا مَطْلَعَ الْأَنْوَارِ فِي أُفُقِ	اور متوجہ ہو جاؤ تم دونو افق مکہ کے مطلع انوار کی طرف
الْحَجُونِ وَاحْتَرِسَا أَنْ تَمُرَّا فِيهِ	اور حفاظت کرو تم دونو اپنی اس امر سے کہ پامال ہو جاؤ تم دونو اوس مین
مُغْنًى بِهِ وَابِلُ الرِّضْوَانِ مُنْهَمِرٌ	ایسا مغنی کہ بسبب اوس کے خوشنودی ہمیشہ برسے جیسے بوند برسے
وَنَائِرَاتُ الْهُدَى دَلَّتْ مَنَادِيهِ	برسنے والی ہین اور ہدایت کی روشن علامتون نے راستہ دکھایا …
فَقَافِذَا بُلْبُلُ الْأَفْرَاحِ مِنْ طَرَبٍ	پھر جاؤ تم دونو پس یہہ خوشیونکے بلبل ہین کہ کمال سرور سے بیان کرتا ہے
يُرْوِي بَدِيعَ الْمَعَانِي فِي أَمَالِيهِ	معانی عجیبہ اپنے آرزو مین۔
وَاسْتَمْلِيَا الْأَحَادِيثَ الْعَجَائِبَ عَنْ	اور لکھو تم دونو عجیب باتون کو ایسے متبحر سے کہ اس کے
بَحْرٍ هُنَاكَ بَدِيعٌ فِي مَعَانِيهِ	معانی ہین اوسکے بدایع ہین ۔
حَامِي الذِّمَارِ مُجِيرُ الْجَارِ مَنْ كَرُمَتْ	حمایت کرنے والا عہد کا پناہ دینے والا ہمسایہ کا …
مِنْهُ السَّجَايَا فَلَمْ يَفْخَرْ مُبَارِيهِ	شخص کہ بزرگ ہو گئین کل خصلتین اوسکی۔
عَمُّ النَّبِيِّ الَّذِي لَمْ يَثْنِهِ حَسَدٌ	ایسے چچا نبی کے جنکو نہین موڑا کسی حسد نے …
عَنْ نَصْرِهِ فَتَغَالَى فِي مَرَاضِيهِ	مدد سے پس تکرار کر دیا وہ بڑا آنحضرت کے خوشنودیونکو پورا کرنے مین
هُوَ الَّذِي لَمْ يَزَلْ حِصْنًا لِحَضْرَتِهِ	یہہ وہ ہین کہ ہمیشہ آنحضرت کے قلعہ بنے رہے
مُوَفَّقًا لِرَسُولِ اللهِ يَحْمِيهِ	رسول اللہ کے موافق اور محافظ
وَكُلُّ خَيْرٍ تَرَجَّاهُ النَّبِيُّ لَهُ	اور ہر قسم کے خیر کی امید دلائے گئے ہین نبی واسطے
وَهُوَ الَّذِي قَطُّ مَا خَابَ أَمَانِيهِ	اونکے اور یہ وہ ہین جو کبھی حضرت کی آرزو بر لانے مین کوتاہی نہین کی ۔

فَيَا مَنْ اَمَّ الْعُلَا فِي الْخَالِدَاتِ غَدَا اَغِثْ لِلَهْفَانِهِ وَاسْعَفْ صُنَاتِهِ	اس ذات کہ امام ہوگیا تو ہمیشہ کے مراتب عالیہ کا قیامت مین فریاد کو پہونچ اوسکے اندوہگینی کر اور حاجت پوری کر اوس کے منادی کی۔
[illegible] بِالْمُخْتَارِ [illegible] [illegible] فَخْرًا وَ نَظِّرْ سَبِّهِ	[illegible] خاص کیا تجھکو اللہ تعالی نے رسول مختار کے ساتھ تا تو [illegible] کی پاسبانی کرے اور فخر حاصل کرے تو بسبب [illegible] اور [illegible] ٹرہا دیوسے اوس فخر کو۔
عَنِيتَ بِالْحُبِّ فِي طٰهٰ فَفُزْتَ بِهِ وَمَنْ يَنَلْ حُبَّ طٰهٰ فَهُوَ يَكْفِيهِ	اور کوشش کیا تو نے آنحضرت کے حصول محبت مین پس پہونچ گیا تو اعلی مرتبہ محبت کو اور وہ شخص کہ پہونچ جاوے محبت طٰہ کو پس وہی محبت کافی ہے اوسکو
كَمْ شِمْتَ آيَاتِ صِدْقٍ يَسْتَضَاءُ بِهَا وَتَمْلَاءُ الْقَلْبَ اِيمَانًا وَ تَرْوِيهِ	بہت دیکہا تو نے آیات صدق کو کہ روشنی حاصل کئے جاتی ساتہہ اوس کے اور بہردیتے ہین اور دل کو ایمان سے اور اوسکو سیراب کرتے ہین۔
مَنِ الَّذِي فَازَ فِي الْمَاضِيْنَ اَجْمَعِهِمْ بِمِثْلِ مَا فُزْتَ مِنْ طٰهٰ وَبَارِيهِ	کون ہے تمام پچہلے لوگون مین جو تجہسا آنحضرت سے اور اون کے پروردگار سے فایز المرام ہوا ہو۔
كَفَلْتَ خَيْرَ الْوَرٰى فِي يُتْمِهِ شَغَفًا فَدَيْتَ بِالرُّوحِ وَالْاَبْنَاءِ تَفْدِيهِ	تو نے رسول خدا کی حالت یتیمی مین کمال محبت سے کفالت کی اور تو اپنے جان و اولاد سے فدا رہا

عَضَدْتَهُ حِينَ عَادَتْهُ عَشِيرَتُهُ
وَكُنْتَ حَائِطَهُ مِنْ بَغْيِ شَانِيهِ

تائید دیا تونے اونکو جب اون کے قبیلہ کے لوگ دشمن بنگئے تھے اور تونے اپنے سینہ کو سپر بنایا اون کے دشمنون کی سرکشی سے۔

نَصَرْتَ مَنْ لَوْ نَسِيمُ الْكَوْنِ رَائِحَةَ
الْوُجُودِ لَوْ لَمْ يُشَيِّدْ كَوْنَهُ فِيهِ

تو مدد دیا ویسی ذات کو جو تمام خلق وجود کی بو نہ سونگھتی اگر اونکا وجود دنیا مین قرار نہ پاتا

اِنَّ الَّذِي قُمْتَ فِي تَأْيِيدِ شَوْكَتِهِ
هُوَ الَّذِي لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ يُسَاوِيهِ

بدرستیکہ وہ شخص جسکے دبدبہ کی تائید مین ثابت قدم رہا وہ ذات ہے جسکا کوئی نظیر نہین۔

اِنَّ الَّذِي اَنْتَ قَدْ اَحْبَبْتَ طَلْعَتَهُ
حَبِيبُ مَنْ كُلُّ شَيْءٍ فِي اَيَادِيهِ

بدرستیکہ وہ ذات جو تو دوست رکھتا ہے دیدار کو اوسکے محبوب ہے اوسکا جسکے ید قدرت مین سب چیز ہے

لِلّٰهِ دَرُّكَ مِنْ قَنَّاصِ فُرْصَتِهِ
مُذْ شِمْتَ بَرْقَ الْاَمَانِي مِنْ نَوَاحِيهِ

خدا ہی کے لئے خوبی تیری ہے وقت آنحضرت کے شکاری بننے سے۔ اوس زمانے سے کہ دیکھا تونے آرزون کے برق کو چمکتی ہوی نواحی سے آنحضرت کے

يُهْنِيكَ فَوْزُكَ اَنْ قَدَّمْتَ مِنْكَ يَدًا
اِلَى مَلِيٍّ وَفِيٍّ فِي جَوَازِيهِ

خوشگوار ہو تجھکو نصیبہ تیرا اس اعتبار سے کہ مقدم کیا تونے اپنے طرف سے احسان کو ایسے غنی کے طرف جو بڑا پورا کرنیوالا ہے بمکافات کو

مَنْ يَسُدُّ اَحْسَنَ مَعْرُوفٍ لِاَحْسَنِ مَنْ
جَازَى بِنَيْلٍ فَوْقَ مَا نَالَتْ اَمَانِيهِ

کون شخص روک سکتا ہے احسن معروف کو فعل احسن معروف سے وہ کون ہے احسن معروف جو معاوضہ کرتا ہے سلوک کا بڑہ کر اوس سے کہ پہونچے طرف اوس کے آرزو مین سلوک کرنے والی کی۔

وَمَنْ سَعیٰ لِسَعِیْدٍ فِی مَطَالِبِہٖ	اور جس نے کسی نیکبخت کے پاس اپنے مطالب کے حصول مین
فَھُوَ الْحَرِیُّ بِاَنْ تَحْظٰی اَمَانِیْہِ	کوشش کی تو لیس وہ لائق ہے کہ بہرہ مند کیا جاے اپنی آرزؤن مین
فَیَا سَعِیْدَ الْمَسَاعِیْ فِیْ مَتَاجِرِہٖ	اے بہرہ مند سعیون کے اپنے مقاصد مین - آیا ہون
قَدْ جِئْتُ رَبْعَكَ اِسْتَھْمِیْ غَوَادِیَہٖ	مین دورہ برج مین اپنی قسمت طلب کے تا ہو ابر باران سے اوس برج کے -
مُسْتَمْطِرًا مِنْكَ مِنَ الْخَیْرِ مُعْتَرِفًا	درانحالیکہ طلب باران کرنے والا ہون تجھسے اور
بِاَنَّ غَرْسَ الْمُنٰی یَنْعٌ بِصَافِیْہِ	ابر رحمت اس حالت مین کہ مقر ہون اس امر کا کہ درخت آرزو باردار ہوتاہے اوسکے صافی پانی سے
وَمِنْكَ مُسْتَعْطِفًا خَیْرَ الْاَنَامِ وَمَنْ	اے خیرالانام آیا مین آپکے بارگاہ مین درانحالیکہ آپکی
تَكُنْ وَسِیْلَتَہٗ فَالْفَوْزُ یَاْتِیْہٖ	مہربانی کا طالب ہون - اور جسکے آپ وسیلہ ہوے پس فلاح وکامیابی خود آتی ہے
فَیَا نَبِیَّ الْھُدٰی عَطْفًا عَلٰی دَنِفٍ	اے نبی الہدی مہربانی فرمائے ایسے بیمار پر کہ عشق لاغر
اَلشَّوْقُ یُدْنِیْہِ وَالْاَوْزَارُ تُقْصِیْہِ	کررہا ہے اوسکو اور بار گناہ تکلیف جھیل رہی ہے اوس سے
اَلْغَوْثُ اَلْغَوْثُ یَا طٰہٰ فَخُذْ بِیَدِیْ	فریاد ہے فریاد ہے اے مسمی بہ طہ دستگیری کیجئے
مِنْ وَرْطَۃِ النَّفْسِ وَالشَّیْطَانِ وَالتِّیْہِ	اوسکی نفس اور شیطان اور عرصات حشر سے
فَقَدْ اَحَاطَتْ بِضُعْفِیْ وَھِیَ اٰسِرَتُھَا	بتحقیق گھیر لیا انہون نے مجھہ ناتوان کو اور انہون نے قبضہ کرلیا میرے نفس کو -

إن الأسير لها صعب تخلصه
اسکے قیدی کو تحقیق بڑی دشواری در پیش ہے نجات دیجئے اوسکو

حتى انقضى العمر وا لهفا عليه ولم
أحصل على طائل منه أرجيه
یہانتک کہ گذر گئی عمر افسوس اوسپر اور مین نے نہین حاصل کیا کسی فایدہ کو کہ امید رکہون مین اوس کے نتیجہ کی۔

فليتني حيث لم أغنم فرصته
ما كنت أودعته ذنبا يغشيه
پس افسوس ہے مجھکو اس وجہ سے کہ غنیمت سمجہا مین نے فرصت مدت عمر کو۔ تاکہ وہ زمانہ جس مین ودیعت رکہا مین نے گناہ ڈہانپ لیتی وہ غنیمت فرصت اوسکو

بل قد تجاوزت في ظلمي فوا أسفا
إذ لم أزل منه في كرب أقاسيه
بلکہ اپنے نفس کے ظلم مین حد سے گذر گیا ہون اس لئے کہ ہمیشہ رہا مین اوس حالت کرب مین کہ جہیلتا ہون مین اوسکو

وقد تعلقت في أذيال ساحتكم
فما لها بد عن مثلي تنجيه
اور تحقیق آپ کے دامن رافت مین لگا ہون پس نہین ہے واسطے اوس دامان کے کوئی چارہ مجہہ ایسے سے کہ چہٹکارہ دیوے اوسکو۔

لم أدخر لدنيا لا ثبات لها
بل للذي ليس لي من فزع فيه
مین نے اوسکو بے ثبات دنیا کے لئے نہین ذریعہ بنایا ہے بلکہ اوس دن کے لئے کہ نہین ہے کوئی فزع زایل کرنے والا میرے لئے۔

إن لم تكن أنت في حشري ذخيرته
لغيرت طامة فيه عواديه
اگر آپ قیامت کے دن ویسے شخص کے لئے وسیلہ نہتے ہین البتہ متغیر کر دیا جائینگے واقع ہونے والے اوس دن کے برائیان اوس کے۔

ها قد ذخرتك للعقبى تقوم بها
وتمنح العبد احسانا وتوليه

معلوم ہو مین نے آپکو ذخیرہ بنایا ہے عقبی کے لئے جسمین کہ آپ قایم ہونگے احسان کرینگے اپنے بندے پر اور آزاد کرینگے۔

ووالديه واشياخا واخوته
ونسله ومن الايمان يحويه

اور اوس کے والدین اور استادون اور بھائیون اور اولاد کو اور اوس شخص کو جو ایمان حاوی ہو اوسکو

وقيل ايضا

ان القلوب لتبكي حين تسمع ما
ابدى ابو طالب في حق من عظما

بدرستیکہ دلین پگلتے ہین جسوقت سنتے ہین وہ اوس امر کو کہ اپنی طرف سے کیا ابو طالب نے اوس شخص کے حق مین کہ بلند مرتبہ ہے یعنے رسول خدا۔

فان يكن اجمع الاعلام ان له
بارا فلله كل الكون يفعل ما

پس اگر متفق ہون کل روایات واسطے ابیطالب کے تو بتحقیق کہ یک بڑا نکوئی کرنے والا ہے اوسکے لئے پس کل کائنات اللہ ہی کے لئے جو چاہے کرے۔

اما اذا اختلفوا فالراي ان نردا
موارداً يرتضيها عقل من سلما

لیکن جب علما اونکے بارہ مین اختلاف کرین تو بہتر رای ہے کہ ہم اختیار کرین اوس شق کو جسے عقل سلیم پسند کرے

تابع المثبتي الايمان من زمر
في معظم الدين تابعناهم فلما

ہم پیروی کرینگے اونکا ایمان ثابت کرنے والے گروہ کی جیسا ہم نے دین کے اصول اور اوسکے معظم مسائل مین اونکی پیروی کیا کرتے ہین۔

[illegible]

وهم عدول خيار في مقاصدهم | حالانکہ یہہ وہ لوگ ہین عادل پسندیدہ مقاصد کے بیچ
فلا تقل انهم لن يبلغوا عظما | توہم نہین کہہ سکتے کہ وہ لوگ ہرگز نہین پہونچینگے حق کو
لا تزدريهم اتدري من همو فهمو | تحقیر نکر اونکی کیا تو جانتا ہے تو وہ کون ہین پس وہ لوگ ہین
همو عرى الدين قد اضحوا بزعمهما | کڑا دینکی لوگون نے اعلی مقاصد دین کو ظاہر کیا زروئی بقین کے
هم السيوطي والسبكي مع نفر | وہ لوگ سیوطی اور سبکی ہین ایک بڑی جماعت کے ساتھہ
كعدة النقبا حفاظ اهل حما | مثل عدد بزرگون کے اور اہل حق کے حافظون کے۔
واهل كشف وشعرانيهم وكذا | اور صاحبان کشف اور شعرانی ہین ایسے ہی قرطبی
القرطبي والسحيمي والجميع كما | اور سحیمی باقی سب جیسا کہ تو جانتا ہے۔

هذا السوال رفع في امارة سيدنا ومولانا الشريف عبد المطلب رحمه الله تعالى رحمة الابرار سنة ١٢٩٩

ما قولكم ايها العلماء الاعلام ومصابيح الظلام قمع الله بكم طغام اللئام ولئام الطغام فيمن انتدب ممن يزعم انه من طلبة العلم

یہہ سوال سنہ ۱۲۹۹ بارہ سو ننانوے ہجری مین سیدنا ومولانا شریف عبد المطلب علیہ الرحمہ کے زمانہ حکومت مین پیش ہوا تہا

اے گروہ علماے نامی اور تاریکیون کے چراغ (قمع کرے وجہ سے اللہ تعالی کمینون اور نالایقون کو خوار و ذلیل کرے) اوس شخص کے باب مین آپکا کیا قول ہے جو برانگیختہ کرے طالب العلم ہونے کا زعم کرکے اس امر

لهدم قبر ابیطالب عم النبی علیه افضل الصلاۃ والسلام زاعما انه
من المناکر المجمع علیها فی بلد اللہ الحرام وکتب عرضا للحکام یدور به
علی العلماء وخلافهم من الانام یحرضهم علی ان یساعدوه علی هدم قبر
هذا الکافر بهذا اللفظ الشنیع ونحوه من الکلام غیر مبال الی ما یترتب علی
ذلک من بعث فتنة نائمة لعن اللہ من ایقظها فان کثیرا من اهل
السنة والجماعة من بنی هاشم وغیرهم یعتقدون نجاته تبعا لما جاء
فی ذلک ولما نقله الجهابذة الفخام المحققون بان یتخذ واحجة للخلق لدی

پر کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب کی قبر کے مسمار کرنے
کے لئے اس ادعا سے دے کہ خدا کے اس مقدس شہر مین اس
قبر پر مجمع ہونا نہایت برا ہے اور حکام کے پاس پیش کرنے کے غرض
سے ایک کاغذ لکھے جسکو لئے ہوئے علماء اور عوام کے پاس پھرے
اور اونکو اس امر پر برانگیختہ کرے کہ اس کافر اور ایسے ایسے کی قبر توڑنے
پر اوسکی امداد کرین۔ ایسے برے لفظ اور مکروہ کلام سے فتنہ برپا
ہونے کا اوسکو کچھہ خوف نہین ہے۔ (فتنہ برپا کرنے والے پر خدا کی لعنت)
کیونکہ بنی ہاشم اور غیر بنی ہاشم سے اہل سنت وجماعت کی ایک جماعت
کثیر نجات ابیطالب کی باتباع اون روایات کے جو اس باب مین
آئے ہین اور بلحاظ اوس دلیل کے معتقد ہے جسکو ایسے عظیم الشان

الملك العلام وهم الامام السبكی والامام القرطبی والامام الشعرانی رحمہم اللہ تعالی علی الدوام ان اللہ احیا ابا طالب وآمن بالمصطفی ومات مسلما قال الامام المحقق السحیمی بعد نقله ذلك وهذا هو الذی اعتقده وانقی اللہ به فیکون هذا العذاب حصل له قبل احیائه ویکون المراد بالقیامة قیامته وهی خروج روحه من جسده فیا هل تری هولاء العلماء اجمعو علی ما ورد فی حق ابی طالب من نصوص الشریعة فلم یسع هذا المتذبذب المبغض السکوت تقلید القدحه فی ادعائه الاجماع الذی

بزرگون سے نقل کیا ہے جو اللہ کے پاس خلق کے لئے حجۃ ہونے کے سزاوار و لایق ہین۔ اور بزرگان ممدوح یہہ ہین۔ امام سبکی امام قرطبی امام شعرانی (خدای تعالی ان پر ہمیشہ اپنی رحمت نازل فرماوے) انہون نے نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے ابو طالب کو زندہ کیا اور انہون نے مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور مسلمان ہو کر مرے امام محقق سحیمی نے اسکو نقل کرنے کے بعد کہا کہ یہہ وہی ہے جسکا مجھکو اعتقاد ہے اور اللہ تعالی نے اسکی القا فرمائی۔ پس عذاب ابو طالب کو اونکے زندہ کئے جانے کے پہلے ہوا ہوگا اور قیامت سے اونکی قیامت مراد ہوگی یعنے اون کے جسد سے اونکی روح کا نکلنا۔ پس تو کیا یہہ سمجھتا ہے کہ حق ابیطالب مین جو نصوص شرعیہ وارد ہین اونسے

زعمه مع ما فيه من اذية رسول الله صلی الله علیه وسلم وآله وصحبه
وهل جهله بذلك يكون عذراله فيما نطلبه مماليس يعنيه وهل
يجب على الحكام ايدهم الله تعالی زجرهذا المبغض بما يليق به ويكون
زاجراله ولغيره عن الحركات الباعثة للفتن وتنافر قلوب المسلمين
فان القائلين بنجاته اهل شوكة وشكيمة فی هذا البلد الامين
افيدونا نصرالله بكم الاسلام وانار بمصابيحكم حالك الظلام
الحمد لله رب العالمين رب زدنی علما قال بعض المفسرين فی قوله تعالی

یہ علماء جاہل تھے۔ پس ایسے برانگیختہ کرنے والے کو سکوت کی گنجایش
نہین کیونکہ فریب کی وجہ سے اتفاق اجماع کا ایسے مقدمہ مین زعم کرتا ہے
کہ جسمین اذیت رسانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکی
آل وصحبین کے۔ اور کیا اس شخص کی جہالت اوسکے لئے عذر کافی
ہوسکتی ہے اور کیا حکام پر (اللہ انکی تائید کرے) اس بغض والے
کی تنبیہ مناسب واجب نہین ہے۔ جو حرکات فتنے اور نفرت قلوب
اہل اسلام کے باعث ہون اون سے اسکو اور اسکے اعتبار کو باز رکھنا چاہیے
کیونکہ جو لوگ نجات ابیطالب کے قایل ہین وہ اس شہر مین صاحب
قوت وعظمت ہین۔ اے علماء کرام (تمہاری وجہ سے خدا اسلام کو
نصرت دے اور تمہاری روشنیون سے تاریکیون کو دور فرمادے) اس سوال

قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربیٰ ای علی تبلیغ الرسالة ای ان تحفظوا قرابتی وتودونی وتصلوا رحمی وذلك انه لم یکن حی من قریش الا وفیهم له صلی الله علیه وسلم قرابة فکانه یقول ان لم تؤمنوا بی فاحفظوا قرابتی فیکم ولا تؤذونی اھ وقال تبارك وتعالیٰ ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاخرة واعد لهم عذابا مهینا وفی شرح الشهاب لابن وحشی قال ابو الطاهر من ابغض ابا طالب فهو کافر بالله عزوجل وفی معروضات المفتی ابی سعود (سوال) طالب

کے جواب سے ہمکو فائدہ پہونچاؤ۔ پروردگار عالم ہی کے لئے کل حمد ہے خدایا میرا علم زاید فرما۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول مین قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبیٰ بعض مفسرون نے کہا ہے کہ اسکا معنی یہہ ہے کہ کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین تم سے تبلیغ رسالت پر کچہہ اجرت نہین مانگتا مگر میری قرابت کے حفظ مراتب کرو اور مجھہ سے محبت رکھو اور میرے ذی رحم کو مجھہ سے ملاؤ۔ یہہ اس لئے ہے کہ جتنے قریشی موجود تھے ادن مین سے ہر ایک کے ساتھہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قرابت تھی پس گویا آپ فرماتے ہین کہ اگر تم مجھہ پر ایمان نہ لاتے ہو تو تم سے مجھکو قرابت ہے اوسکا لحاظ رکھو اور مجھکو ایذا نہ دو الخ۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ

على ذكر عنده حديث نبوی فقال اكل احاديث النبی صلى الله عليه وسلم صدق فاجاب بانه يكفر اولا بسبب الاستفهام الانكاری وثانيا بالحاقه الشين بالنبی صلى الله عليه وسلم در مختار اذا تكلم بكلمة الكفر ولم يدر انها كفر قال بعضهم لا يكون كفرا و يعذر بالجهل وقال بعضهم يصير كافرا بذلك تنقيح وقال فی المختار ينبغی ان يحفظ اللسان عما يجب الاحتراز عنه لقوله صلى الله عليه وسلم من كان يؤمن

عذابا مهينا سے جو لوگ اللہ و رسول کو تصدیع دیتے ہین اون پر دنیا و آخرت مین اللہ کی لعنت ہے اور اُن کے لئے سخت عذاب مہیا کیا ہے۔ اور ابن وحشی کی کتاب شہاب ہی ابو طاہر نے کہا کہ جس نے ابو طالب سے بغض رکھا پس وہ کافر ہے باللہ عز وجل۔ معروضات مفتی ابو سعود مین سوال طالب علم کے مواجہت مین حدیث نبوی مذکور ہو اور اوس نے کہا کہ آیا تمامی احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہین پس جواب اس قول کا کہا کہ بلا شبہ اسطرح کہنے والا کافر ہے اولًا بسبب استفہام انکاری کے یعنے بطریق انکار سمجھا جاہا ثانیًا کلمہ ناشایستہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ الحاق کیا۔ درمختار مین مذکور ہے کہ جب کلمہ کفر سے گفتگو کرے اور اوس نے خبر نرکھی کہ یہہ کلمہ کفر کا ہے بعض نے کہا کہ کافر ہوگا کیونکہ بسبب عدم علم کے معذور ہے بعض نے

باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا اولیصمت وعنہ صلی اللہ علیہ وسلم البلاء موکل بالمنطق اھ وعلیہ فیلزم الولاۃ ایدھم اللہ تعالی اجراء ما یستحقہ علی ما صدر منہ مما یسد باب الجراءۃ ویزجر اھل الجراءۃ والفساد کما قال تعالی انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ الی اخر الآیۃ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

کہا کہ کافر ہوگا اس مقدمہ کا تصفیہ ضرور ہے۔ اور مختار میں کہا کہ زبان کو اون اشیاء سے محفوظ رکھے جس میں احتراز واجب ہو۔ مصداق فرمان رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے یعنے جس نے اللہ کو اور روز آخرت کو یقین جانا۔ پس کہے کلام نیک یا خاموشی اختیار کرے اور اسی لئے فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْبَلَاءُ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ یعنے بلاء مقام گفتگو سے تعلق رکھتی ہے اھ اس حدیث پر حکام کو لازم ہوگا تائید دیوے اللہ تعالےٰ نے اونکو اوس شئی کے اجراء کے لئے جو استحقاق رکھتے ہیں اوس کے صادر کرنے پر جس میں باب جرات بند ہو اور باز رکھے اہل جرات وفساد کو جسطرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْا اَوْ یُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْہِمْ وَاَرْجُلُہُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لَہُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ الآیہ سورۂ مائدہ

امر بکتابتہ احمد بن عبد اللہ میرغنی مفتی الاحناف
بمکۃ المشرفہ کان اللہ لہما حامدا مصلیا مسلما

الحمد للہ وحدہ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ والسالکین
نہجہم بعدہ اللہم اسئلک ہدایۃ للصواب اعلم رحمک اللہ تعالی
ان اباطالب عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ادعی اناس ان اہل السنۃ

یعنے یہی سزا ہے اونکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اوس کے رسول
سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنے کو کہ اونکو قتل کیجئے یا
سولی چڑہا ئیے یا کاٹئے اون کے ہاتھ اور پانون مقابل کا یا دور کرے
اس ملک سے یہہ انکی رسوائی ہے دنیا مین اور انکو آخرت مین بڑی
مار ہے واللہ سبحانہ تعالی اعلم

اس تقریر کو لکھنے کے لئے احمد بن عبد اللہ میرغنی مفتی الاحناف
مکہ مشرفہ نے حکم کیا کان اللہ لہما حامدا مصلیا مسلما

الحَمدُ لِلّٰہِ وَحدَہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ
وَسَلَّمَ وَالسَّالِکِینَ نَہجَہُم بَعدَہٗ یا اللہ سوال کرتا ہون تجھکو ہدایت
کے لئے واسطے راہ راست کے معلوم کر تو اللہ تعالی رحم کریگا
تجھکو کہ بلاشبہ ابوطالب نے چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سے لوگون
نے دعوی کئے کہ اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے ابوطالب کو نجات

والجماعة انفقوا على عدم نجاته و تمسکوا فی ذلک بظواهر من الکتاب والسنة و دعواہم اتفاق اہل السنة علی عدم نجاته دعوی غیر صحیحة فقد وجد کثیر من اہل السنة یقولون بنجاته منہم الامام القرطبی والامام السبکی والامام الشعرانی کما ذکرہ السائل فی سواله فقد راجعت ما ذکرہ فی شرح العلامة السحیمی علی شرح الشیخ عبد السلام اللقانی علی منظومة والدہ المسماة بجوہرة التوحید فی بحث الشفاعة عند قول الناظم و واجب شفاعة المشفع فوجدتہ نقل عن القرطبی والسبکی

نہین اور اس مقدمہ کے لئے ظاہر کتاب وسنت سے دلیل پکڑے اور اونکا دعوا جو اتفاق اہل سنت کہتے ہین دعوہ غیر صحیح ہے کیونکہ بہت سے لوگ اہل سنت سے پائے گئے جو نجات ابو طالب کے قائل ہین اور اونہین قائلین سے امام قرطبی اور امام سبکی اور امام شعرانی بھی ہین جسطرح سائل نے اپنے سوال مین ذکر کیا۔ پس مین اوس ذکر کے طرف رجوع کیا کہ جو علامہ سحیمی نے اپنی شرح جو شیخ عبد السلام اللقانی نے اپنے والد کے منظومہ پر لکھی ہے کہ جو مسمی بجوہرۃ التوحید ہے بحث شفاعت مین نزدیک قول ناظم اور واجب شفاعۃ المشفع کے پس مین نے اوسکو پایا جو نقل کی گئی قرطبی وسبکی وشعرانی سے کہ اللہ تعالے نے ابو طالب کو زندہ کیا اور ایمان لائے مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم

والشعرانی ان اللہ احیا اباطالب وآمن بالمصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم مات مسلماً قال العلامۃ السحیمی وھذا الذی اعتقدہ والقی اللہ
علیہ وذکر العلامۃ السحیمی قبیل قول الناظم ومنجز لمن اراد وعدہ
ان ابن سعد وابن عساکر رویا عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ سأل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ترجو لابی طالب قال کل الخیر ارجوا
من ربی والامام القرطبی والسبکی والشعرانی کل منہم من اکابر
اھل السنۃ یحتج بقولہ وکذا العلامۃ السحیمی فبطلت دعوی من
ادعی ان اھل السنۃ متفقون علی عدم نجاتہ وثبت انہ یوجد

پر اوس کے بعد مسلمان ہوکے وفات پائی۔ علامہ سحیمی نے کہا
کہ یہہ وہ مقدمہ ہے جو مین اعتقاد رکہتا ہون اور اللہ تعالی سے
اسکی القا فرمائی۔ اور ذکر کیا علامہ سحیمی نے طریقہ قول ناظم کا اور جسنے
ایفاء وعدہ کا ارادہ رکہا ہو عباس رضہ سے ابن سعد اور ابن عساکر نے
روایت کی کہ عباس رضہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا
کہ ابوطالب کے لئے آپ بہلائی کی امید رکہتے ہین فرمایا تمام بہلائی کی
امید رکہتا ہون۔ اور امام سبکی وشعرانی جو اکابر اہل سنت سے ہین ہر ایک
اونہون نے اپنے قول کو اسی سے دلیل گردانا اور اسی طرح علامہ
سحیمی نے بہی پس اوس شخص کا دعوا باطل ہوا جو اہل سنت وجماعت کا

من اهل السنة من يقول بنجاته وحيث وجد الاختلاف فاللائق الاحتياط وافل المراتب التفويض الى الله تعالى والسكوت والتوقف وعدم الخوض في ذلك والاقتصار على قدر الضرورة في ذكر الاحاديث الواردة فيه مع غاية الادب والخوف لان الاحتياط من الورع فقد قال صلى الله عليه وسلم دع ما يريبك الى ما لا يريبك ــ وقال صلى الله عليه وسلم اليس وقد قيل لما جاء عقبة بن الحارث فقال يا رسول الله تزوجت امراة فجاءتنا امراة سوداء فقالت قد ارضعتكما وهي كاذبة فقال صلى الله عليه وسلم كيف تصنع بها

اتفاق عدم نجات ابی طالب پر کیا- اور ثابت ہوئی یہ بات کہ اہل سنت وجماعت سے جس نے نجات کا قائل ہوا اور جب اختلاف پایا تو لائق یہہ ہے کہ احتیاط کرے اور اقل مرتبہ تفویض الی اللہ ہے اور ساکت رہنے اور تلاش وجستجو مین نرہے اور بمقدار ضرورت کے بحسب ورود جسقدر احادیث وارده سے معلوم ہوا اوسیقدر خوف وادب سے بیان کرے کیونکہ احتیاط پرہیزگاری مین حاصل ہے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ یعنے چھوڑ اوس شی کو جو مین تو شک کرتا ہے اوس شی کے طرف جو تجھکو شک نہوا ور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلَيْسَ یعنے ایا نہین منقول ہے کہ یہ کلمہ اوس وقت

وقد زعمت انہا ارضعتکما دعہا عنک ای طلقہا فراجعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقلت یا رسول اللہ انہا امرأۃ سوداء ای فلا یقبل قولہا فقال الیس وقد قیل ان ارشادہ صلی اللہ علیہ وسلم طریق الورع والاحتیاط وان لم تقبل شہادۃ تلک المرأۃ وحیث قال جماعۃ من اہل السنۃ باحیاء ابیطالب وایمانہ ونجاتہ فالاحتیاط عدم التعرض لہ بتنقیص لان التعرض لہ لاسیما اذا کان باخش العبارات یوذی

فرمایا کہ جب عقبہ بن الحارث نے آکے کہا کہ یارسول اللہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا بعد ایک عورت سیاہ نے آکر کہا کہ میں دونوں کی مرضعہ ہوں اور وہ کاذبہ ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے منکوحہ کے ساتھ کسطرح پیش آئیگا اور وہ عورت دونوں کو دودہ پلانے کا زعم کرتی ہے اور تو اپنی منکوحہ کو طلاق دے پھر حاضر ہوکے کہا کہ یارسول اللہ وہ عورت سیاہ ہے یعنے اوسکا قول معتبر نہیں ہیں فرمایا اَلَیْسَ یعنے ایا نہیں۔ اور نقل کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ورع و احتیاط کا تہا اگرچہ وہ شہادت مقبول نہ ہے۔ اور جب اہل سنت وجماعت سے ایک جماعت ابوطالب کا زندہ ہونا اور ایمان ونجات پانے کے قائل رہیں مقام احتیاط وہی ہے جو کسی طرح سے تنقیص شان ابوطالب نہو کیونکہ

النبي صلى الله عليه وسلم لان ابا طالب ربى النبي صلى الله عليه وسلم وكان يحبه ويذب عنه لما بعث ويؤذي ايضا اقاربه صلى الله عليه وسلم الاحياء والاموات وقد قال تعالى قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة في القربى وقد اخرج الديلمي عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اشتد غضب الله على من آذاني في قرابتي وروي الطبراني والبيهقي ان بنت ابي لهب واسمها سبيعة وقيل درة قدمت المدينة مسلمة مهاجرة فقيل لها لا تغني عنك

اسباب مین گفتگو کرنا خصوصاً جب برا کام حد سے تجاوز کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوگی کیونکہ ابو طالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پرورش کی اور محبت رکھتے تھے اور ہر اذیت کے دافع رہے جبکہ مبعوث ہوئے اور بھی رنجیدہ ہونگے جو زندہ اقارب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جو مرے ہین او کو بھی رنجیدہ کرنا ہے۔ اور کہا اللہ تعالی نے قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ الایہ سورہ شوری یعنے کہہ کہ تمہارے سے سائل کسی اجرت کا نہین مگر میرے رشتہ دارون کی محبت۔ ابو سعید خدری سے دیلمی نے نقل کیا کہ فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ اللہ تعالی کا سخت تر ہوگا اوس شخص پر کہ جو میری قرابت دار کو اذیت دینے سےکے رنجیدہ کرے۔ اور طبرانی و بیہقی نے روایت کی

هجرتك وانت بنت حطب النار فتاذت من ذلك فذكرته للنبي صلى الله عليه وسلم فاشتد غضبه ثم قام على المنبر فقال ما بال اقوام يوذوني في نسبي وذوي رحمي من آذى نسبي وذوي رحمي فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله تعالى واخرج ابن عساكر عن علي رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من آذى شعرة مني فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله تعالى وروى الطبراني والامام احمد والترمذي عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه عن النبي

کہ ابی لہب کی بیٹی جسکا نام سبیعہ ہے اور بعضون نے کہا درہ ہی جب مدینہ منورہ کو مشرف باسلام ہو کے مہاجرہ ہوئی تو اوسکو کہا گیا کہ تجھکو ہجرت نفع نہ دیگی کیونکہ تو نے دوزخ کے کندے کی بیٹی ہے پس اس کلام سے اوس کو رنج ہو کے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا غصہ بڑہگیا اور منبر پر کھڑے ہو کے فرمایا کہ کیا حالت ہے قوم کی کہ میرے نسب وقبیلہ کے لوگون کی برائی کہہ کر میرا دل دُکہاتے ہین جس نے میرے نسب وقبیلہ کے لوگون کو اذیت دیا اوس نے مجھکو اذیت دیا اور جس نے مجھکو اذیت دیا اللہ تعالیٰ کو اذیت دیا۔ اور ابن عساکر نے علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تؤذوا الاحیاء بسب الاموات ولا شک
ان النطق بقبیح القول فی حق ابیطالب والتشدق بہ فی مجالس الخاصۃ
والعامۃ وسفہاء الناس یوذی اولاد علی رضی اللہ عنہ الموجودین
الآن بل ویوذی امواتہم فی قبورہم ویوذی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقد قال اللہ تعالی والذین یوذون رسول اللہ لہم عذاب الیم
وقال تعالی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ

کہ جس نے میرے یک بال کو ایذا دیا تو یقیناً مجھکو ایذا دیا اور جس نے
مجھے اذیت دی تو یقیناً خدا کو اذیت دی اور مغیرہ بن شعبۃ رضی اللہ
عنہ سے ترمذی نے روایت کیا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اموات کو برا کہہ کے زندون کو رنجیدہ مت کرو اور اس بات مین شک
نہین کہ ابوطالب کے حق مین برے الفاظ کہنا اور مجالس خاص او رعام
اور جہلاء مین بے ادبانہ زبان کہولنا جس مین اولاد علی رضی اللہ
عنہ کے موجودہ اولاد کو رنجیدہ کرنا ہے بلکہ جو لوگ اموات سے
ہین اونکو بھی رنجیدہ کرنا پس اللہ تعالی نے فرمایا کہ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ الآیۃ سورہ توبہ یعنے جو لوگ اللہ تعالی کے
رسول کو اذیت دیتے ہین اونکے لئے عذاب سخت ہے اور کہا اللہ تعالی
نے اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

واعد لہم عذابا مہینا وھذا ھو ملحظ من قال بکفر مبغض ابیطالب
لان فیه ایذاء للنبی صلی اللہ علیه وسلم کفر یقتل فاعله ان لم یتب
وعند المالکیة یقتل وان تاب وسا ذکرلک نبذۃ من اخبار ابیطالب
تعلم بہا محبته للنبی صلی اللہ علیه وسلم وتعلم محبة النبی صلی اللہ علیه وسلم
له وانه یوذیه بغضه وتعلم بہا ان ما ذھب الیه القرطبی والسبکی والشعرانی
والسحیمی له وجه وجیه (فصل اخبار) ابیطالب انه ربی النبی صلی اللہ
علیه وسلم احسن التربیة وکان یقدمه فی البر علی اولاده وشرح

وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا الایہ سورۂ احزاب ترجمہ سابق گذرا۔ ادر یہ اوس مقدمہ کو
نگاہ رکھتا ہے کہ جس نے ابو طالب سے بغض رکھنے والے کو کافر کہے
کیونکہ ابو طالب کے بغض سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا اوس مرتبہ کا کفر ہے اگر اوس کا فاعل توبہ
نہ کرے تو قتل کیا جاوے اور نزدیک مالکیہ کے لایق قتل ہے اگرچہ
تائب ہو۔ اور تیرے لئے ذکر کرتا ہوں شمہ اخبار ابو طالب سے کہ آگاہ
ہوگا تو اوس بات پر کہ ابو طالب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کس درجہ
پر محبت تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جو محبت کہ رکھتے تھے اور بلاشبہ
بغض ابو طالب سے اذیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوگی۔ اور معلوم
کریگا تو نے اوس شی کو جو طریقہ روشن ہے قرطبی اور سبکی اور شعرانی

(حاشیہ:) و ایذاء وی صلی اللہ علیہ وسلم

ذلك بطول ثم لما بعث الله تعالى تعرض قريش لايذائه صلى الله
عليه وسلم فمنعهم ابو طالب وقال لهم ان ابن اخی فی حمایتی فلم
یستطیعوا ان یردوا حمایته فصار صلی الله علیه وسلم یدعو الناس
الی الله جهرا فلما اشتهرت دعوته صلی الله علیه وسلم شق الامر علیهم
فاجتمعوا وجاؤا الی ابی طالب بعمارة بن الولید وقالوا له خذ هذا
بدل محمد ویکون کالابن لك واعط محمدا لنقتله فقال ما انصفتمونی
یا معشر قریش اخذ ابنکم اربیه واعطیکم ابنی تقتلونه ثم قال

گئے ہین پس بعض اخبار ابو طالب سے یہہ ہین کہ پرورش کی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو بہترین طریق سے اور جمیع نیک امور مین اپنے فرزندوں
پر سبقت رکہتے تہے جس کی شرح طوالت رکہتی ہے پہر جب کہ آنجناب
صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تو قریش نے اذیت پر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے آمادہ ہوے پس ابو طالب مانع رہے اور قریش کو
کہے کہ میرا بہتیجا میری نگاہبانی مین ہے تم لوگ کو استطاعت نہین
کہ میری حمایت کو رد کر سکے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوت الی اللہ
بر ملا دیتے تہے اور جب دعوت الی اللہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
آشکارہ فرمایا تو یہہ امر قریش پر دشوار گذرا اور مجتمع ہوکے ابو طالب
کے نزدیک عمارۃ بن الولید کو لاے اور کہے کہ اسکو لو بعوض محمد کے

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم	حتی اوسد فی التراب دفینا
فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ	وابشر بذاک وقرمنک عیونا
ودعوتنی وعلمت انک ناصحی	ولقد دعوت وکنت ثم امینا

اور یہ تیرا فرزند ہے اور ہمارے ذمے محمد کو دے تاکہ ہم اوسکو قتل کریں بعدہ ابو طالب نے کہا کہ اے گروہ قریش میرا خوب انصاف کیا تمہارے بیٹے کو لیکر میں پرورش کروں اور میرے بیٹے کو واسطے قتل کے تمہارے سپرد کروں بعد ازاں یہ شعر کہا۔

وَاللّٰہِ لَن یَصِلُوا اِلَیکَ بِجَمعِھِم	حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِینَا
فَاصدَع بِاَمرِکَ مَا عَلَیکَ غَضَاضَۃٌ	وَابشِر بِذَاکَ وَقَرَّ مِنکَ عُیُونَا
وَدَعَوتَنِی وَعَلِمتَ اَنَّکَ نَاصِحِی	لَقَد دَعَوتَ وَکُنتَ ثَمَّ اَمِینَا

* کتب الشنوانی علی شرح الفاکھی عند قول ابی طالب ودعوتنی وعلمت الخ ما نصہ ھو مات کافرا وھو عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف ابویہ صلی اللہ علیہ وسلم فانھما ماتا مومنین لکن نقل الشیخ البراوی عن الشیخ السحیمی عن غیرہ ان اللہ احیا ابا طالب وآمن بہ واماتہ ثانیا مومنا ودخل الجنۃ وقال البراوی من کان یحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ واتباعہ فلیعتقد ذلک ونقل ما تقدم من احیائہ واماتتہ ثانیا مسلما عن اربعۃ

ولولا الملامة او حذار مسبة لوجدتنی سمحا بذاک مبینا

ولما تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجة بنت خویلد رضی اللہ عنہا خطب ابو طالب وحضر ابوبکر و رؤساء مضر فقال ابو طالب

لَوْلَا الْمَلَامَةُ اَوْ حِذَارُ مَسَبَّةٍ لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحًا بِذَاکَ مُبِیْنًا

ترجمہ صفحہ ۵۰۔۵ بیان کیا گیا۔

اور جس وقت نکاح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے ساتھ تو ابو طالب نے خطبہ نکاح کا پڑھا اور حاضر تھے

عشر صحابیا وھو من خصوصیات ابیطالب وھذ الابیات فی الاخبار الواردۃ بموتہ کافرا الا انا نقول انہ مات ثم احیی کما مر اھ ترجمہ۔

لکھا شنوانی شرح فاکہانی پر نزدیک قول ابی طالب کے جو وَدَعَوْتَنِیْ وَعَلِمْتُ الخ ۔ بیشک مجھکو بلایا تو نے اور میں نے جان لیا تحقیق کہ تم میرے ناصح ہو الخ کہ یہ قول ثابت کیا کہ ابو طالب کفر پر وفات پائی اور وہ چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے بخلاف والدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بلاشبہہ ہر دو ایمان پر وفات پائے لیکن شیخ البراوی نے شیخ السحیمی سے اور انہوں نے دوسرے سے نقل کیا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا ابو طالب کو اور ایمان لائے اور مومن ہو کے بار ثانی وفات پائی اور داخل جنت ہوئے۔ اور کہا براوی نے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم و تابعین اصحاب سے محبت رکھتا ہو تو

فی خطبته الحمد للّٰہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم وزرع اسمعیل وضئضئ معد وعنصر مضر وجعلنا حضنۃ بیتہ وسواس حرمہ وجعل لنا بیتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا الحکام علی الناس ثم ان ابن اخی ہذا محمد بن عبد اللّٰہ لا یوزن برجل الا رجح بہ شرفا ونبلا وفضلا وعقلا فان کان فی المال قل فان المال ظل زائل

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور رؤسائے مضر بھی ہیں کہا ابوطالب نے اپنے خطبہ میں باین طور کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ وَزَرْعِ اِسْمٰعِیْلَ وَضِئْضِئِ مَعَدٍّ وَعُنْصُرِ مُضَرَ وَجَعَلَنَا حِضْنَۃَ بَیْتِہٖ وَسُوَّاسَ حَرَمِہٖ وَجَعَلَ لَنَا بَیْتًا مَحْجُوْجًا وَحَرَمًا آمِنًا وَجَعَلَنَا الْحُکَّامَ عَلَی النَّاسِ ثُمَّ اِنَّ ابْنَ اَخِیْ ھٰذَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ لَا یُوْزَنُ بِرَجُلٍ اِلَّا رَجَحَ شَرَفًا وَنُبْلًا وَفَضْلًا وَعَقْلًا فَاِنْ کَانَ الْمَالُ قَلَّ فَاِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ وَاَمْرٌ حَائِلٌ و

ضرور اسی پہ اعتقاد رکھیگا۔ اور جو کہ مقدم ذکر ہوا یعنے زندہ ہونا ابیطالب کا اور اسلام سے مشرف ہوکے وفات پانا اس مقدمہ کو اصحاب سے چودہ صحابی نے نقل کئے اور وہ خصوصیات سے ابوطالب کے ہے اور یہہ اثبات کی منافی نہین جو اخبار اونکی موت کفر پر ہوی سو وارد ہوے ہین کس لئے ہم قایل اس معنی کے ہین کہ متوفی ہوے اور بعدہ زندہ ہوے جسطرح بیان کیا گیا۔

وشرفنا ثم ان محمد من قد عرفتم قرابته وقد خطب خديجة بنت
خويلد وبذل لها ما آجله وعاجله كذا وهو والله بعد هذا له نبأ
عظيم وخطر جليل جسيم فلما اتم ابو طالب الخطبة تكلم ورقة
بن نوفل وهو ابن عم خديجة فقال الحمد لله الذي جعلنا
كما ذكرت وفضلنا على ما عددت فنحن سادة العرب قادتها وانتم
اهل لذلك كله لا تنكر العشيرة فضلكم ولا يرد احد من الناس فخركم
وشرفكم وقد رغبنا في الاتصال بحبلكم وشرفكم فاشهدوا على

وَمُحَمَّدٌ مَنْ عَرَفْتُمْ قَرَابَتَهُ وَقَدْ خَطَبَ خَدِيجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ
وَبَذَلَ لَهَا مَا آجِلُهُ وَعَاجِلُهُ كَذَا وَهُوَ وَاللهِ بَعْدَ هٰذَا نَبَأٌ عَظِيمٌ
یعنے حمد ہے اوس جناب باری کی کہ جس نے کیا ہمکو ذریت ابراہیم
اولاد اسمعیل اور اصل معد اور بنیاد مضر سے اور گردانا ہمکو اپنے مکان
کا محافظ اور اپنے حرم کا سیاست کنندہ اور ہمارے لیے گردانا ایک
مکان جو حج کریں اور ایک حرم امن دینے والا اور ہمکو خلق پر حاکم بنایا
پس میرا بھتیجا محمد بن عبد اللہ ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) شرف وعظمت
وفضل وعقل مین کوئی مقابلہ نکر سکیگا اگرچہ مالدار نہین۔ پس تحقیق
کہ مال بہت ہی ناپائدار چیز ہے اور ایک امر ہے پھرنے والا اور
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ شخص ہے جسکی خویشی کو جان لیا تم نے

معاشر قریش بانی قد زوجت خدیجة بنت خویلد من محمد بن عبد الله علی کذا ثم سکت فقال ابو طالب قد احببت ان یشرکک عمها وهو عمرو بن اسد فقال عمها اشهدوا یا معشر قریش انی قد انکحت محمد بن عبد الله خدیجة بنت خویلد فقبل النبی صلی الله

اور تحقیق خدیجہ بنت خویلد سے نے خواہان نکاح ہوی اور بخشدی جو کچھ کہ اپنے لئے حال و آیندہ پڑھا اسطرح پر۔ یہہ ایسا شخص ہے کہ چند روز کے بعد شہرت عظیم اور بزرگی جسیم حاصل کریگا۔ جب تمام کیا ابو طالب نے خطبہ کو تو گفتگو کیا ورقہ بن نوفل جو چچا زاد بھائی خدیجہ کا تھا پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا کَمَا ذَکَرْتَ وَفَضَّلَنَا عَلٰی مَا عَدَدْتَ فَنَحْنُ سَادَۃُ الْعَرَبِ وَقَادَتُہَا وَاَنْتُمْ اَہْلُ ذٰلِکَ کُلِّہٖ لَا تُنْکِرُ الْعَشِیْرَۃُ فَضْلَکُمْ وَلَا یَرُدُّ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ فَخْرَکُمْ وَقَدْ رَغِبْنَا فِی الْاِتِّصَالِ بِحَبْلِکُمْ وَشَرَفِکُمْ فَاشْہَدُوْا عَلَیَّ مَعَاشِرَ قُرَیْشٍ بِاَنِّیْ قَدْ زَوَّجْتُ خَدِیْجَۃَ بِنْتَ خُوَیْلِدٍ مِّنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَلٰی کَذَا۔ یعنے جمیع حمد ثابت ہین اللہ کے لئے بنایا ہمکو جیسا تونے بیان کی اور بزرگی دی ہمکو جیسے تونے محسوب کی پس ہم سردار اور رہنما عرب کے ہین اور تم جمیع فضایل و مراتب کے لایق ہو اور کوی قبیلہ تمہاری بزرگی کو انکار نہین کرسکتا اور احد من الناس تمہارے فخر

علیہ وسلم النکاح تمام خطبۃ ابی طالب و ذکرہ شان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم و تفرسہ فیہ کل خیر و کان ذلک قبل مبعث النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بخمس عشرۃ سنۃ واخرج البیہقی عن انس رضی اللہ عنہ
قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشکا الجدب والقحط والشدۃ

کو رد نہیں کر سکتا۔ اور تحقیق کہ ہم نے خواہش کی تمہارے سلسلے و اعلیٰ مرتبہ کے ملنے کو پس گواہ رہو ہمیر اے گروہ قریش کہ تحقیق مین نے متزوجہ کیا خدیجہ بنت خویلد کو محمد بن عبد اللہ کے ساتھ اسطور پر بعدہ سکوت کیا۔ پھر ابو طالب نے کہا کہ مین بہتر سمجھتا ہون کہ تو اپنے چچا کو جو عمرو بن اسد ہے اس امر مین اوسکو بھی شریک کرے بعدہ اوس کے چچا نے کہا کہ گواہ رہو اے گروہ قریش تحقیق کہ مین نے متزوج کیا محمد بن عبد اللہ کو خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ بعدہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو قبول فرمایا۔ یہ خطبہ بعثت کے پندرہ برس پہلے کا ہے پس ابو طالب کی فراست پر نظر کر قبل از بعثت شان و مرتبت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کیا ہے۔ انس بن مالک سے بیہقی نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک اعرابی آیا اور تنگی و قحط کی شکایت کی اور چند ابیات بھی پڑہا۔ پس رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھے

ابياتا فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى صعد المنبر ثم رفع يديه الى
السماء ودعا فما رد يديه حتى التقت السماء بابراقها ثم جاء بعد ذلك اهل الضواحي
يضجون من المطر خوف الغرق فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى
بدت نواجذه ثم قال لله در ابي طالب لو كان حيا لقرت عيناه من ينشدنا
قوله فقال على رضى الله عنه وكرم وجهه كانك تريد قوله

وابيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للارامل

فقال صلى الله عليه وسلم اجل وهذا البيت من قصيدة

اور منبر پر سوار ہو کے اپنے ہاتھوں کو آسمان کے طرف اُٹھایا اور دعا کیا ہنوز دست مبارک نیچے نہیں فرمایا تھا کہ آسمان پر ابر جمع ہو گیا بعد ازان کثرت بارش کی شکایت کرتے ہوے آئے کہ کثرت بارش سے خوف غرق پیدا ہوا ہے۔ پس ہنسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ کوچلیان نمایان ہوے بعد ازان فرمایا ابی طالب کی بہتری اللہ ہی کی ہے اگر ابو طالب زندہ ہوتا تو البتہ اوس کے آنکھون کو اوسکا شعر ٹھنڈا کرتا جسکو اوس نے ہمارے لئے بنایا تہا پس علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ شاید آپ کی مراد یہہ قول ہے وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ ✦ ترجمہ سابق گذرا۔ رسالت مآب صلی اللہ

طویلة لابی طالب قالہا حین کان یذب قریشا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہا قولہ

کذبتم وبیت اللہ نبزی محمدا	ولما نطاعن دونہ ونناضل
ونسلمہ حتی نصرع حولہ	ونذھل عن ابنائنا والحلائل
لعمری لقد کلفت وجدا باحمد	واحببتہ داب المحب المواصل

علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھہ کہا ۔ یہہ بیت ابوطالب کے اوس قصیدہ طویلہ سے ہی جسکو اونہوں نے اوسوقت کہا تہا جبکہ قریش نے شعب ابیطالب مین محاصرہ کیا تہا اور یہ بڑا قصیدہ ہے نہایت بلیغ دلالت کرتا ہے تصدیق نبوت اور شدت حمایت اور انتہاے محبت ابیطالب پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اوسی قصیدہ سے یہ چند ابیات ہین

کَذَبْتُمْ وَبَیْتِ اللّٰہِ نُبْزِیْ مُحَمَّدًا وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُوْنَہٗ وَنُنَاضِلُ	یعنے جھوٹھے ہو تم ای قریش قسم بیت اللہ کی کہ محمد کو ہمارے سے جدا کرینگے جب تک تیر وکمان کیساتھ اوسکے مقابلہ نکرینگے
وَنُسْلِمُہٗ حَتّٰی نُصَرَّعَ حَوْلَہٗ وَنَذْھَلُ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ	یعنے اور ہم سپرد نہ کرینگے جب تک کہ اوس کے امداد مین جان فشانی نکرینگی جس جان فشانی مین اپنی اولاد وعورات کو بہول جائینگے ۔
لَعَمْرِیْ لَقَدْ کُلِّفْتُ وَجْدًا بِاَحْمَدَ فَمَنْ مِثْلُہٗ فِی النَّاسِ اَیُّ مُؤَمَّلٍ	وَاَحْبَبْتُہٗ دَابَ الْمُحِبِّ الْمُوَاصِلِ اِذَا قَاسَہُ الْحُکَّامُ عِنْدَ التَّفَاضُلِ

فمن مثله فی الناس ای مؤمل	اذا قاسه الحکام عند التفاضل
حلیم رشید عاقل غیر طائش	یوالی الٰها لیس عنه بغافل

ومنها قوله

وقد علموا ان ابننا لا مکذب	لدینا ولا یعزی بقول الاباطل
واصبح فینا احمد فی ارومة	تقصر عنها سورة المتطاول
حدبت بنفسی دونه وحمیته	ودافعت عنه بالذری والکلاکل

والقصیدة طویلة وله اشعار کثیرة غیرها فی مدح النبی صلی الله علیه وسلم ولما حضرت الوفاة ابا طالب جمع اشراف قریش و اوصاهم بوصیة تدل علی کمال محبة النبی صلی الله علیه وسلم

حَلِیمٌ رَشِیدٌ عَاقِلٌ غَیْرُ طَائِلٍ	یُوَالِی اِلٰهًا لَیْسَ عَنْهُ بِغَافِلٍ
وَقَدْ عَلِمُوا اَنَّ ابْنَنَا لَا مُکَذَّبٌ	لَدَیْنَا وَلَا یُعْزیٰ بِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ
وَاَصْبَحَ فِینَا اَحْمَدُ فِی اَرُومَةٍ	تُقَصِّرُ عَنْهَا سَوْرَةُ الْمُتَطَاوِلِ
حَدِبْتُ بِنَفْسِی دُونَهٗ وَحَمَیْتُهٗ	وَدَافَعْتُ عَنْهُ بِالذُّرٰی وَالْکَلَاکِلِ

ترجمہ صفحہ ۶۰ و ۶۱ مین گذرا — یہہ اشعار بطول قصیدہ سے ہین ہاے مدح نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین اور جب ابیطالب کے موت کا وقت قریب ہوا اشراف قریش جمع ہوے اور انکو وصیت کی جس سے کمال محبت وصدق معرفت متحقق ہے پس ارشاد فرمایا کہ ای معشر

ومعرفة صدقه فقال يا معشر قريش انتم صفوة الله من خلقه وقلب العرب فيكم السيد المطاع وفيكم المقدام الشجاع والواسع الباع واعلموا انكم لم تتركوا للعرب فی المآثر نصيبا الا احرزتموه ولا شرفا الا ادركتموه فلكم بذالك على الناس الفضيلة ولهم به اليكم الوسيلة والناس لكم حرب وعلی حربكم الب وانی اوصيكم بتعظيم هذه البنية يعنی الكعبة فان فيها مرضاة للرب وقواما للمعاش وثباتا للوطاة وصلوا ارحامكم فان فی صلة الرحم منساة ای فسحة فی الاجل وزيادة فی العدد واتركوا البغی والعقوق

قریش تم برگزیدہ خلائق ہو اور تم قلب ہو عرب کے اور تم مین اطاعت کرنیکے لایق ایک سردار ہے بڑا بہادر اور واسع البیت اور معلوم کرو کہ عرب مین کوئی ایسا کار خیر نہین ہے جسکو تم نے حاصل نہ کیا ہو اور کوئی بزرگی ایسی نہین ہے جس کو تم نہ پاے ہو اسی وجہ سے تمکو اور لوگون پر فضیلت ہے اور اسی وجہ سے تم اون کے وسیلہ ہو اور تعظیم کعبہ کے لئے بھی تمکو وصیت کرتا ہون۔ اس مین خدا کی خوشنودی اور معاش کا انتظام اور اتفاق کا ثبات ہے۔ اور صلہ رحم کیا کرو کیونکہ اسمین آیندہ کی کشایش اور لوگون کی کثرت ہے۔ اور بغاوت و نافرمانی والدین کو

ففیہما ھلکت القرون قبلکم اجیبوا الداعی واعطوا السائل فان فیہما
شرف الحیاۃ والممات وعلیکم بصدق الحدیث واداء الامانۃ
فان فیہا محبۃ فی الخاص ومکرمۃ فی العام واوصیکم بمحمد
خیرا فانہ الامین فی قریش والصدیق فی العرب وھو الجامع
لکل ما اوصیتکم بہ وقد جاء بامر قبلہ الجنان وانکرہ اللسان مخافۃ
الشنآن وایم اللہ کانی انظر الی صعالیک العرب واھل الاطراف
والمستضعفین من الناس قد اجابوا دعوتہ وصدقوا کلمتہ

چھوڑ دو اِنہیں اسباب سے اگلی امتیں ہلاک ہوئیں اور اللہ
کے طرف بلانے والے کو قبول کرو اور عطا کرو سائل کو کہ اسمیں
حیات وممات کی بزرگی ہے۔ اور راستی گفتار وادا امانت کو لازم
کر لو اس سے خواص محبت کرینگے اور عوام میں بزرگی ہوگی۔ اور
تم کو وصیت کرتا ہوں خیر کی محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ
وہ قریش میں امین ہے اور عرب میں سچا۔ اور وہی وصایاء مذکورہ
کا جامع ہے اور بالتحقیق ایسا امر لایا ہے جسکو دل قبول کر لیے
اور انکار زبان خوف دشمنی سے ہے۔ خدا کی قسم گویا بالتحقیق میں
دیکھ رہا ہوں کہ اسکی دعوت کو فقراء عرب اور دوسرے اہل
اطراف اور ضعفا نے قبول کر لیا ہے اور اسکے کلمہ کی تصدیق

وعظموا امره فخاض بہم غمرات الموت فصارت رؤساء قریش وصناديدها اذنابا ودورها خرابا وضعفاؤها اربابا واذا اعظمہم عليه احوجہم اليه وابعدهم منه احظاهم عنده قد محضته العرب ودادها واعطته قيادها يامعشر قريش كونوا له ولاة ولحزبه حماة وفي رواية دونكم ابن ابيكم كونوا له ولاة ولحزبه حماة والله لايسلك احد سبيله الا رشد ولا ياخذ احد بهديه الا سعد ولو كان لنفسي مدة ولاجلي تاخير لكففت عنه الهزاهز ولدفعت عنه

اور امر کی تعظیم کی ہے اور سختیان بھی اپنر وار د ہوے اس کے بعد رؤسا اور صنادید قریش ذلیل اور اون کے مکان خراب ہوگئے اور ضعفا سردار بن گئے اب اون مین کے بڑے سردار اوس کے زیادہ تر محتاج ہین اور بہت دور کے اشخاص اوسکے پاس سرفراز ہین اوس کے ساتھ عرب نے خالص دوستی کی ہے اور اپنی اختیار کی رسیون کو اوس کے سپرد کردیا ہے ای معشر قریش ہو جاؤ تم اوس کے دوست اور اوس کے لشکر کے حامی خدا کی قسم جو شخص اوس کے طریقہ پر چلیگا رشید ہوگا اور جو شخص اوسکی ہدایت پر عمل کریگا سعید ہوگا اگر میری

من محمد الدواهی وقال لہم مرۃ لن تزالوا بخیر ما سمعتم من محمد وما اتبعتم امرہ فاطیعوہ ترشدوا فانظروا اعتبر کیف وقع جمیع ما قالہ من باب الفراسۃ الصادقۃ وقد روی ابوطالب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احادیث منہا ما ذکرہ الحلبی فی سیرتہ فقال وروی ابوطالب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال حدثنی محمد ان اللہ امرہ بصلۃ الارحام وان یعبد اللہ وحدہ ولا یعبد معہ غیرہ وقال سمعت ابن

زندگی و فاکرتی تو بیشک مین اوس سے سختیون اور آفتون کو دفع کرتا۔ اور ایک وقت اسطرح کہا کہ تم محمد سے خیر ہی سنتے رہے لیکن تابع ہنوے پس اوسکی اطاعت کرو فلاح پاؤگے پس نظر کرے اور عبرت لے کہ کس طرح پر وہ تمام امور واقع ہوگئے جنکو ابوطالب نے سچی فراست سے کہا تہا۔ حلبی نے اپنی سیر مین بیان کیا کہ روایت کی ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچہہ حدیثین تحقیق اللہ تعالی نے حکم صلہ رحم کے لئے اور بندگی اپنے کی اور نہ بندگی کرا اپنے ساتھ غیر اور کہا کہ سنا مین نے کہ بہتیجا میرا کہتا تہا کہ شکر کرو تم رزق پاؤگے اور کفران نعمت کروگے عذاب پاؤگے۔

احی یقول اشکر ترزق واکفر تعذب ولما مات ابوطالب
نالت قریش من النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاذی مالم تکن
تطمع فیہ فی حیاۃ ابی طالب حتی ان بعض قریش نثر
التراب علی راسہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم وکان صلی اللہ
علیہ وسلم یقول ما نالت منی قریش شیئا اکرھہ حتی مات
ابوطالب ولما رای قریشا تہجموا علی اذیتہ قال یا عم ما اسرع
ما وجدت بعدک ومات ھو وخدیجۃ فی عام واحد

اور جب ابوطالب نے وفات پائی قریش آمادہ رسالت مآب
صلے اللہ علیہ وسلم کے اذیت پہ ہوے اوسوقت طاقت
نہ تھی اذیت پہونچانے کی۔ بعد موت ابی طالب قریش نے
راس مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالی۔ اور فرماتے
تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ راغب ہوے قریش کسی
شئے مکروہ پر یہانتک کہ ابوطالب نے وفات پائی۔ اورجب
دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اژدحام قریش کا اپنے
ایذا پر تو فرمایا یَا عَمِّ مَا اَسْرَعَ مَا وَجَدْتُ بَعْدَكَ
اے چچا نہ سرعت کی اوس شئی نے جسکو آپ کے بعد پایا
مین نے۔ اور وفات پائی ابوطالب اور خدیجہ رض نے

فکان صلی اللہ علیہ وسلم یسمی ذلک العام عام الحزن وانما
أطلت الکلام فی ذلک لتعلم محبة ابی طالب للنبی صلی اللہ علیہ
وسلم ومحبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم لہ وتعلم ایضا ان ما قالہ
الائمة الاعلام وھم الامام القرطبی والسبکی والشعرانی والسحیمی
من ان اللہ احیاہ وآمن بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لہ وجہ
وجیہ ولذلک قال السحیمی وھو الذی اعتقدہ والقی اللہ بہ
واقول ایضا کما قالہ انہ ھو الذی اعتقدہ والقی اللہ بہ

ایک ہی سال مین پس موسوم فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس سال کو عامُ الحَزَنِ یعنے ملال کا سال اور اس مقدمہ
مین مین نے کلام کو طول نکیا مگر تاکہ معلوم ہو تجھکو کہ ابوطالب
کی محبت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسدرجہ پر تھی اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطالب سے محبت کسدرجہ پر تھی
اور بھی تم معلوم کرو اوس شی کو جو ائمہ نے کہا جن ائمہ سے
امام قرطبی اور سبکی اور شعرانی اور سحیمی ہین کہ تحقیق اللہ تعالی نے
ابوطالب کو زندہ کیا اونہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
لائے اسی لئے سحیمی نے کہا کہ یہہ وہی ہے جسکا مجھکو اعتقاد
ہے اور اللہ تعالی سے اسکی لقا فرمائی ہے اور مین بھی

وہکذا ینبغی لمن لہ محبۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وقرابتہ
فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر فیجب علی ولاۃ الامر
ثبت اللہ بہم قواعد الدین اجراء المادیب اللازم بما یحصل بہ
الزجر سد الذریعۃ وحسما للخوض فی مثل ذلک لما یترتب
علیہ من الفتن العظیمۃ واللہ تعالی اعلم وصلی اللہ علی
سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم امر برقمہ خادم طلبۃ
العلم بالمسجد الحرام کثیر الذنوب والاثام المرتجی

کہتا ہوں جسطرح سمیحی نے کہا بلاشبہ میرا بھی وہی اعتقاد ہے
اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسیکی القا فرمائی۔ اور اسیطرح سزاوار
ہے کہ جس نے محبت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور انکے
قرابت دارون سے رکھی ہو پس جو چاہے ایمان لادے
اور جو چاہے کافر ہووے۔ پس حکام پر کہ جن سے جل جلالہ
نے دینی قواعد کو استوار کیا ایسی ضروری سزا کا نافذ کرنا واجب
ہے کہ جس سے مفسدون کی قوت رکنے کے لئے اور اسطرح
کے مقدمہ مین کہ جس سے بڑے بڑے فتنے قایم ہوتے ہیں
جرأت کی بیخ کنی کے لئے زجر حاصل ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا
ہے و صلے اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم اس تحریر

من ربه الغفران احمد بن زینی دحلان مفتی الشافعیة بمکة المحمیة غفر الله له ولوالدیه ومشایخه والمسلمین اجمعین آمین۔

ملتمس ہوا خادم طلبا ء علم مسجد الحرام کثیر الذنوب والآثام امید وار اپنے رب سے بخشش کا احمد بن زینی دحلان مفتی الشافعیہ مکہ محفوظہ کا غفر اللہ لہ ولوالدیہ ومشایخہ والمسلمین اجمعین آمین

قطعہ تاریخ طبع محبوب الرغائب از جناب مولوی حفیظ الدین صاحب متخلص بہ تابش

عمر حبیم ذی فراست مولوی عصر نجم الدین
رکھا نام اوسکا محبوب الرغائب واہ کیا کہنا

کیا اردو انہوں نے خوب اسنی المطالب کو
لکھی یوں پاس نے تاریخ محبوب الرغائب ہے
۱۳۱۳ھ

بالخیر

یہہ کتاب حسب ضابطہ رجسٹری کی گئی ہے لہذا کوئی صاحب قصد طبع نہ فرماویں اور بعوض نفع نقصان نہ اٹھائیں فقط

از شیخ الکل جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول جناب مولانا سید [illegible]

العلوی الحسینی الحضرمی

یا طالبا اخود رضا المصطفی — والمرتضی بورکت من طالب

ای طالب امور نیک جسمین رضا مصطفی اور مرتضی ہے وہ برکت والا طالب ہے

ومحبا فی خالص الود نسب — طه ومن بیت بنی غالب

محبت کرنے والے خلوص محبت سے طه اور سبط بنی غالب سے

ووارد احواض الاتباع — یوم یکون الفوز للشارب

وارد ہونے والے حوض اتباع کے اوس روز نجات ہوگی پینے والے کو اوس حوض سے

من دائما تقیة نصح لهم — محبهم بالقلب والقالب

ہمیشہ رعایت کرنے والے نصرت میں اور اون کی محبت میں قلب و قالب سے

ان تهوی السمع احادیثهم — واستسق من صیبها السائب

اور بہت سنتے ہو اون کے مناقب و اخبار اور اونکے برسے بارش کے طالب ہو

ولا تحتجب من خافض صوته — بالعذل او من رافع ناصب

مت التفات کر [illegible] کے اقوال پر جو چھپے اور علانیہ کہتے ہیں

ونزه الطرف بانموذج — یثلج صدر المومن الراغب

اپنی آنکھ کو اس نمونہ کے سیر سے جس سے مومن کے سینے کو ٹھنڈک ہوتی ہے

فی ذکر اسلام ابی طالب — کافل خیر الرسل والحادب

ابو طالب کے ذکر اسلام میں جو کفیل خیر الرسل اور مہربان محافظ ہے

انموذج هاك ابراده — مرهف الف القلم الکاتب

اس نمونہ کو تو لے جس کو لکھنے والا اپنے نوک قلم سے لکھتا ہے

تری به نهج الشریعة الذی — اخفی السنا من فهم الناکب

شریعت جلیل پر زنجی جس کے فہم سے عالم روشن ہوا

جاء من [illegible] من بعده — [illegible] ناقض عنه او غاصب

[illegible]

ثم انتقی من دره شیخنا — دحلان محیی سنة العاقب

اس کے بعد چنا اوس در سے شیخ ہمارے دحلان محیی السنة نے

نفائس الفقه ترتیبها — قریبة المأخذ للطالب

نادر چیزیں اونکو بہتر ترتیب سے جو قریب الفہم ہو طالب کے

وقام نجم الدین من بعده — فی الهند للاسلام بالواجب

اسکے بعد کھڑا ہوا نجم الدین ہند میں واجبات اسلام سے

فترجم المعنی بالفاظهم — حتی انزوی عنها به العاجب

پس ترجمہ کیا زبان اردو میں تا کہ یہ مقصد عام لوگ پر مخفی نہ رہے

واصبحت عند عبارتها — تنقاد بالطبع الی الجاذب

اسکے عبارت ایسی ہے جو تسکین دیتی ہے طبع کو

وتشهر الذیل لتکثیرها — وتشرها فی ذلك الجانب

مستعد ہوا اسکے اشہرت کتاب کے اس ملک میں

ومقتضی موضوع قدانی تاریخ تمام الطبع تناسب

تاریخ سال طبع کو شمار کرنے کے لئے اس کتاب کی موضوعیت مقتضی ہے

طاف کتاب بین الفضل علی صریح اسلام ابی طالب

۱۳ ۰ ۳۲۳ ۶۲ ۲۳۱ ۹۰ ۱۳۱۳ ۳۰۸ ۱۳۲۲ ۱۳ ۴۲

کتاب مقبول الیسمی جو تصفیہ کی صراحت اسلام بین ابو طالب سے کے ٭

قطعہ تاریخ از نتایج افکار شیرین مقال از حکیم یعقوب حسین جناب مدراسی

چو اسنی المطالب ترجمہ کرد — محقق نجم دین پاکیزہ آئین

بجوۂ صدق تحریرش کہ ناطق — سنش گفتہ درخشان النجم دین ۱۳۱۳

اغلاط اسنی المطالب فی نجات ابی طالب

صفحہ	سطر	غلط	صواب	صفحہ	سطر	غلط	صواب
۱	۵	دخلان	دحلان	۵۷	۱	والبشر بذالک	والبشر بذلک
۹	۶	نجات	نجاة	۶۰	۵	حدیث	حدیث
۱۱	۴	وینقاد الاکام	وینقاد الاحکام	۶۲	۶	وسلم در	وسلم منذ در
۱۴	۳	صدره	صدراً	۶۷	۶	الکافی النجاة	الکافی فی النجاة
۱۸	۲	لجزاً	جزءاً	؍؍	؍؍	امتنا	ایمتنا
۲۵	۴	جعل لک	جعل ذلک	۶۹	۵	فاجیر جبة	فاجز جبة
۳۷	۱	وکان الله	وکان والله	۷۷	۵	امام	الامام
۴۰	۵	فرطت	فرضت	۸۶	۳	فلا	فلما
۴۰	۸	قالت لان	قالت لئن	۹۴	۴	استمبو	استنبو
۴۲	۷	الذین	الدین	۹۹	۵	عزیقین	عزیقین
۵۳	۴	وقف	دوقف	؍؍	۵	فی المفاخرة	فی التفاخر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٠٩	٣	قران	القران	١٥٦	٢	الذین	الدین
١١١	٥	این	داین	١٦٧	٣	اللہ	للہ
١٢٠	٢	عمر	عمرو	١٦٨	٧	بالزفاق	بالزفاق المشہور
١٢٣	٥	وقرن	ووقرن	١٦٩	٢	طرق	طریق
١٢٤	٤	خیمن قلبہ	حی من حی قلبہ	١٧٠	٢	تم	تمم
١٣٢	٣	المسلمون	مسلمون	١٧٩	١٠	سہو	وسہو
١٣٦	٢	تحتاد	تحتار	١٨٠	٩	عشراً الی بنده القصه وال التنبی	عشراً الی ما حصل الکدر من الالم والفراق اشارة الیہا
١٤١	٥	ماتدتہ	مائدتہ	١٨٧	١	بارلعبہ	بخمسة
[illegible]	″	الطیر	للطیر	٢١٧	٤	لامر	الامر
[illegible]	٦	راسہ شیبة الحمد	رابہ شیبة نقل الشیب الحمد	٢٢٠	٥	طل	ظل
١٥٠	٧	دہو	سہو	٢٢٦	٦	حدیث	حدبث
١٥٢	٧	حاشیة	حاشیتہ	٢٢٨	٢	وللمات	والممات
١٥٦	٣	ادلا	ولا				

اغلاط محبوب الرغائب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢	٢	ملیکہ	ملیکہ	٢٢	١٤	انہی	انہیں	٣٧	١١	البقیس	البوقبیس
″	″	فی حقہ	فی حقہم	٢٣	٩	قبول کرلے	قبول کرے	٣٩	١٣	عصمتہ	عصمتہ
٣	٩	صدرہ	صدرا	٢٧	٨	قسم	قسم	″	″	الصلاک	الصلاک
١٥	١٧	کری	کری	٣٠	١٥	تشنگی کیا	تشنگی کی کیا	٤٣	١٢	بعام الحزن	بعام الحزن
١٩	١٣	کافر	کافر	٣١	١٥	عمر	عمر	٥٠	١٤	واستظہرہ	واستظہرہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۳	۱۷	اور نبی صلی اللہ	اور یہ تمام نبی	۱۳۱	۱۳	ان استغفروا	ان لیستغفروا	۲۰۴	۹	شہاب	شرح شہاب
۵۶	۱۰	لیجلہ	لیجلہ	۱۳۲	۱۷	حدیث	حدیث	۲۰۶	۱۵	لیبعثون	[illegible]
۵۷	۹	حتی اوسدہ	حتی اوسدہ	۱۲۸	۱۱	اوسکو	اوسکو	〃	〃	ان یقتلو	ان یقتلو
۴۹	۷	لوجہہ	لوجہہ	〃	〃	مطابق روایت	مطابق معنے روایت	〃	〃	الیصلبوا	اولیصلبن
۶۰	۹	لعمری	لعمری	۱۳۱	۱۴	تکلمۃ فی عقبہ	کلمۃ باقیۃ	〃	〃	حلیم	[illegible]
〃	۷	واجبۃ	واجبۃ	۱۳۴	۹	تختاد	تختار	۲۱	۱۵	لیریک الی	[illegible]
۶۱	۱۲	گروہ میں	گروہ میں سے	۱۴۰	۱۴	لاھم	لاھم	۲۱۳	۸	کلام	کلام
〃	۱۳	حدیث کو	حدیث	۱۴۸	۱۷	مروی ہوا ہے	مروی ہے	۲۱۸	۹	عضاضۃ	عضۃ
۶۴	۱۲	لقریش	لقریش	۱۵۵	۹	زندون بر بخید	زندونکو بحیرہ	۲۱۹	۷	عنہما	عنہ
۶۹	۷	اور ایک	اور ایک روپیہ	۱۸۰	۱۶	سلک	مسلک	۲۲۰	۸	فرع	نزع
۷۷	۱۵	اور تخفیف عذاب	اور تخفیف عذاب بھی	۱۸۵	۱۱	سقینا	سقینا	〃	۹	جعلنا	جعل انا
۸۲	۱۴	یہا شر ہے	تخفیف شر ہے رہا	۱۸۶	۱۴	الفردوس	الفردوس	۲۲۱	۱۱	ابراہیم اولاد	ابراہیم اور اولاد
۹۹	۱۶	ڈوبے	قدیم ڈوبے	۱۸۸	۸	پلٹتے	پلٹے	〃	۵	خویلد نے	خویلد کیلئے
۱۰۴	۱۷	اسی لحاظ	اسکی طرف	۱۸۹	۱۲	اولالاد	اولاد بلاد	۲۲۵	۱۳	تبیر کمان	تیر و کمان
〃	〃	عبد المطلب	عبد المطلب سے	۱۹۵	۱۶	ماخاب	ماخابت	۲۲۸	۱۴	گر نئے	اکہ بھائی گر کے
۱۰۹	۱۷	اون پردہ	اونپر کے	۲۰۰	۵	ایمان جاد	ایمان جاد سے	〃	۱۷	امر ضعفی	اور ضعف
۱۱۵	۱۱	اپنی چچی	مغفرت	۲۰۵	۱۵	تمسے مجکو	تمسے مجکو	۲۳۰	۱۴	حکم صلہ	[illegible]
۱۱۹	۱۵	مروکا	مرد کی	〃	۱۷	اعقد قرابت	اعقد قرابت	〃	۱۵	[illegible]	[illegible]

